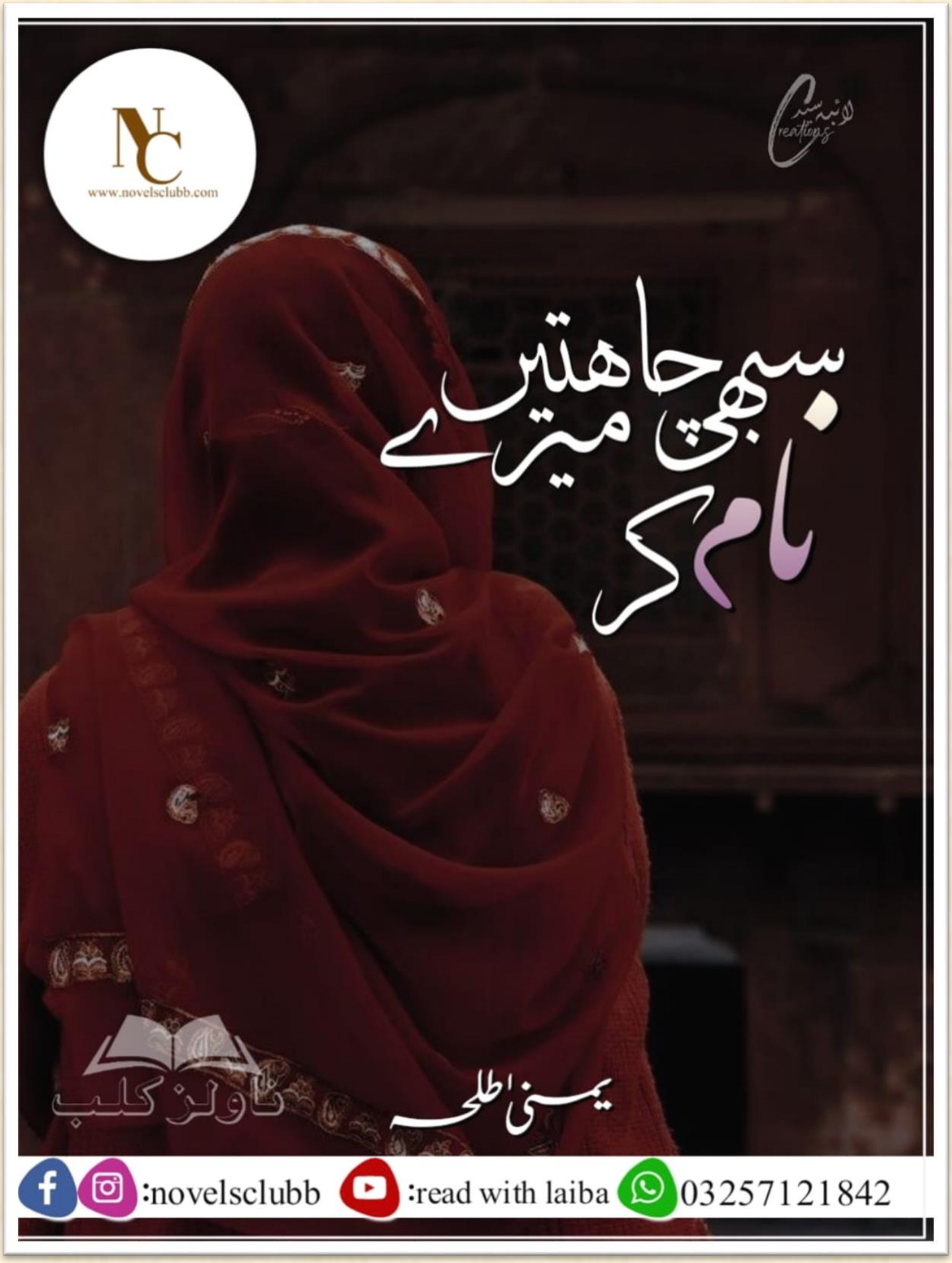
www.novelsclubb.com
سبھی چاہتیں میرے نام کر
ناولز کلب
یمنیٰ طلحہ
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

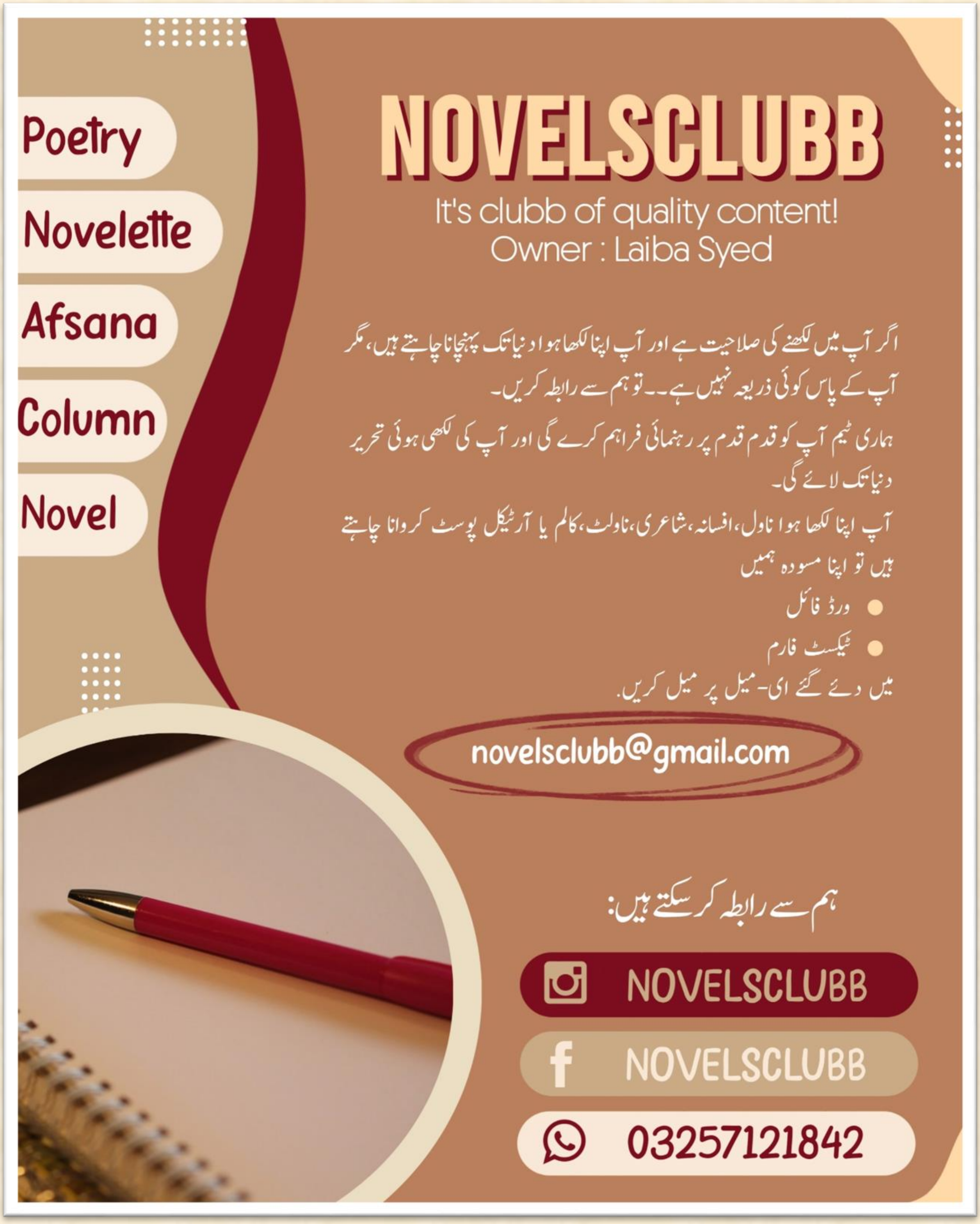
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

سبھی چاہتیں میرے نام کر

از قلم

یمنیٰ طلحہ

Clubb of Quality Content!

سبھی چاہتیں میرے نام کر-----

"چلیں بیٹا؟"، جواب ندارد۔اسفندیار نے مدھم سے نہال کے کاندھے پر ہاتھ دھرا تو اسکا ارتکاز ٹوٹا۔

"چلیں؟"، واپس پوچھنے پر وہ بس سر کو جنبش دے گئی اور یہ کرتے کے ساتھ ہی سرخ آنکھوں میں ایک بار پھر آنسو نے ڈیرا جمالیا۔

گاڑی اپنی منزل کی طرف گامزن تھی اور نہال سارا راستہ خاموش بیٹھی رہی۔الفاظ تو اسفندیار کے پاس بھی نہیں تھے۔دکھ ہی ایسا تھا جس کا کوئی مداوا نہیں تھا۔وہ خود بھی اپنی بہن کے کھو جانے پر افسردہ تھے اور نہال کے دکھ کا اندازہ لگا سکتے تھے جس کے والد کے بعد اب والدہ بھی اس دنیا فانی سے کوچ کر گئی تھیں۔اسفندیار جانتے تھے کہ نہال کو وقت درکار تھا لہذا وہ خاموش رہے بے شک وقت سب سے بڑی مرحم ہے۔وہ بھی وقت کے ساتھ ساتھ سنبھل جائے گی۔

انہوں نے پہلے ہی اپنا فیصلہ گھر میں سب کے گوش گزار کر دیا تھا کہ چونکہ نہال اب یتیم تھی اور بے سہارا بھی لہاذا وہ ان کے ساتھ ان کے گھر میں ہی رہے گی اور یہ سن کر جہاں الینا خوش ہوئی وہیں نگہت کے چہرے پر ناگواری سی چھا گئی جسے انہوں نے مہارت سے چھپا لیا تھا۔خیر یہ کوئی چونکا دینے والی بات بھی نہ تھی،وہ جانتی تھیں کہ آخر کو یہ ہی ہونا تھا کیونکہ

نہال کے لے دے کر ایک ہی ماموں تھے جو اسے جی جان سے زیادہ چاہتے تھے۔ وہ کیسے اسے اپنی پھُوپھی کے رحم و کرم پر چھوڑ دیتے۔

وہ ماموں کے پاس پہلے بھی کئی بار آچکی تھی۔ انکا پیارا اور خوبصورت گھر ہمیشہ آنکھوں کو خیرہ کر دیتا تھا۔ اپنی ماں کی اجازت سے وہ یہاں کئی بار آکر الینا کے ساتھ وقت گزار چکی تھی پر آج تاثرات مختلف تھے۔ عمارت تو ہو بہو ویسی ہی تھی پر اس کا دل جو پہلے یہاں آتے وقت خوشی سے جھوم اٹھتا تھا، مرجھایا ہوا تھا۔ آج یہ گھر، اس کا سفید شفاف دھوپ میں چمکتا ہوا رنگ، اطراف میں کیاریوں میں لگے پودے، ان پودوں پر کھلے کھلے پھول حتیٰ کہ چھوٹا سا فوارا جس میں بہتی آبشار، کوئی شے بھی اس کے مرجھائے ہوئے دل کو تسکین نہیں دے رہی تھی۔

اس نے مرے مرے قدم اٹھا کر بیگ اٹھانا چاہا تو اسفندیار نے اسے وہیں روکا اور ڈرائیور کو اشارہ کیا۔

نہال کے چہرے پر جھجھک صاف واضح تھی۔ اسفندیار نے رسانیت اور التفات کے ملے جلے تاثر سے اسکی طرف دیکھا۔ وہ ہو بہو اپنی ماں کی ہی تو کاپی تھی، اور اسے ساتھ اندر چلنے کو کہا۔

"یہ گھر آج سے تمہارا بھی ہے نہال بیٹا۔ تم خود کو اس گھر کا مکین سمجھو۔ اب کوئی جھجھک نہیں۔ مجھے تمہارے چہرے پر مسرت چاہیئے۔ تمہیں جس چیز کی ضرورت ہو گی تمہارا یہ ماموں تمہیں لا کر دے گا!"، وہ کہہ کر مسکرائے تو نہال نے خود پر بمشکل قابو کیا اور ساتھ

تائیدی میں گردن ہلا گئ۔ یتیم ہونا کسے کہتے ہیں اسے آج سمجھ آیا تھا۔ماں باپ سے بنا سوچے بنا سمجھے، ہم ہر قسم کی فرمائش کر دیتے ہیں۔ڈر نہ خوف ہوتا ہے اور اس کمی کا اندازہ صرف وہ لگا سکتا ہے جو اپنے ماں باپ کھو دیتا ہے اور دنیا اسے یتیم کے لقب سے نواز دیتی ہے۔اسے بھی آج شدّت سے احساس ہوُا تھا کہ وہ یتیم ہو گئ تھی۔اپنے ماں باپ کو کھو چکی تھی۔

"نہال!!"،الینا نے اس کے آتے ہی زور سے گلے لگا لیا تھا۔بدلے میں نہال نے بھی معمولی سی مسکان سے اسے دیکھا تھا۔

"ڈیڈ نے جب بتایا تو تم یقین نہیں کرو گی مجھے کتنی خوشی ہوئی تھی۔۔۔اب خوب مل کر انجوائے کریں گے!"،وہ ہنوز پرجوشی سے اس کا ہاتھ تھامے کہہ رہی تھی اور نہال لب سلے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ساری باتیں وہیں کر لو گی الینا؟"، نگہت کی آواز پر نہال نے انکی طرف دیکھا اور ہر بار کی طرح اس بار بھی وہ ان کے گریز سے دب گئ۔

"اسلام و علیکم مامی۔"،الینا چپ ہوئی تو نہال نے دھیمی آواز میں کہا۔

"ہمم وسلام۔۔اسفند میں نے روم آپ کے کہنے پر تیار کروا دیا ہے۔۔آپ فریش ہو جائیں پھر لنچ کر لیتے ہیں۔"،اور ہر بار کی طرح اس بار بھی نگہت کے لہجے میں اپنے لیے سختی پا کر، جو

بظاھر اسفندیار کو محسوس نہیں ہوتی تھی کیونکہ نگہت کا انداز ہمیشہ سے ایسا ہی تھا، پر نہال کو مزید افسردہ کر گیا۔اس کا دل پھر سے روہانسا ہونے لگا تھا۔شاید یہ ہی وجہ تھی کہ وہ ماموں کے لاکھ اسرار پر بھی یہاں نہیں آنا چاہتی تھی لیکن اپنی مجبوری پر غور کرتے ہوئے اسے یہ کڑوا گھونٹ بھی پینا پڑا تھا۔

"زبردست !نہال بیٹا تم بھی فریش ہو جاؤ۔۔۔آج میں نے تمہارے پسند کے کھانے پکوائے ہیں۔۔۔پھر تم سے لنچ پر ملاقات ہو گی بچے!"،انہوں نے دست شفقت اس کے سر پر رکھا اور نگہت کو کچھ بات کی تاکید کر کے چلے گئے۔

"شمع یہ بیگ اٹھاؤ اور کمرے میں لے جاؤ۔۔۔روم فرج ٹھیک سے دیکھ لینا۔پانی کی بوتل اور دیگر اشیاء موجود ہوں"،نگہت کہہ کر اس کی طرف پلٹیں جو خاموش تماشائی بنی کھڑی تھی۔

"اس گھر کے کچھ قواعد ہیں۔۔۔تمہارا پہلے جب بھی آنا ہوا مختصراً وقت کے لیے ہی آنا ہوا لیکن اب تم مستقل یہاں سکونت اختیار کر چکی ہو لہاذا تمہیں اس گھر کے اصولوں کے بارے میں پتہ ہونا چاہئیے"،ہر احساسات سے عاری لہجہ۔نہال خاموشی سے انہیں سنتی رہی بلکل ایسے جیسے کوئی نیا بچہ اسکول کی ہیڈ مسٹرس سے قواعد و ضوابط سنتا ہے۔انکی بے اعتنائی اس کے دل کو اندر ہی اندر کاٹ رہی تھی۔

"مجھے سخت برا لگتا ہے جب رات بارہ بجے کے بعد کوئی کمرے سے نکلے۔۔۔اس کے علاوہ کھانا سب کے ساتھ کھانا ہے۔ جو وقت ہے اس پر حاظر ہو جانا ہے۔ لیٹ نائیٹ تفریح اس گھر میں ممنوع ہے۔۔۔بلاوجہ کی چیخ پکار، شور آواز سے مجھے سر میں درد ہوتا ہے۔اپنی چیزوں کا خیال تم خود رکھو گی۔ تمہارا ہر کام، شمع موجود ہے، کر دیا کرے گی لیکن مجھے صفائی ستھرائی چاہیے۔ میس میں گھر میں برداشت نہیں کر سکتی۔تو تم خود بھی اس بات کا دھیان رکھو گی اور۔۔"،

"مام! کیا کھڑے کھڑے آج ہی پورا کورس پڑھا دیں گی۔"، الینا اگر بیچ میں نہ روکتی تو شاید نہال گھبراہٹ سے زمین میں ہی ڈھس جاتی۔

"یہ روز اب یہیں ہے آپ آرام آرام سے سکھا دیناب ہم جا رہے ہیں۔"، الینا اسے لیکر کھیچتی ہوئی جانے لگی پر نہال سے قدم بڑھانا مشکل ہو گیا۔ نگہت کا ٹیمپو اب ٹوٹ چکا تھا۔

"مامی جاؤں؟"، نہال نے بمشکل لفظ ادا کیے تھے۔ الینا حالانکہ اسے کھینچے جا رہی تھی پر اسے نگہت کو نظر انداز کر کے جانا بد تہزیب لگا۔ نگہت نے گردن کو جنبش دی تو اس نے بھی قدم اٹھا لیے۔

"تم مام کی باتوں کو سیریس مت لینا۔ اس گھر میں ان کے رولز ڈیڈ بھی فولو نہیں کرتے۔ ہاں وہ ایک مضبوط نظم و ضبط کی مالکن ہیں اور انہیں مس مینجمنٹ بلکل نہیں پسند لیکن اس بات کو

تم سر پر سوار مت کرو میں ہوں نا ٹینشن نالو اور جلدی جلدی فریش ہو جاؤ لنچ کریں گے پھر مل کر بیٹھیں گے۔"، ایلینا اسے راہداری سے لیتی ہوئی کمرے تک لے آئی تھی۔ وہ اپنی سی کوشش کر رہی تھی تسلی دینے کی پر وہاں معاملہ ویسا کا ویسا ہی تھا۔ نہال ہمیشہ سے نگہت کے رعب اور پر اعتماد لہجے سے مرعوب ہو جاتی تھی اور بچی کچی آواز بھی حلق میں دم توڑ دیتی تھی۔ آج بھی ایسا ہی تھا۔ اسے اپنے ستارے اب ہر وقت گردش میں نظر آ رہے تھے۔

****

"بلڈ پریشر ہائے ہونے میں دیر نہیں لگتی اسفند صاحب!"، وہ فکر سے کمرے میں ٹہل رہے تھے اور نگہت جانتی تھیں کہ انہیں کون سی بات پریشان کر رہی تھی۔

"ارے میں نے تو دوائی ہی نہیں لی آج۔"، نگہت کی ہتھیلی میں دوائی دیکھ کر انہیں خیال آیا۔

نگہت نے ہلکا سا مسکرا کر سر جھٹکا اور انہیں دوائی اور پانی کا گلاس تھمایا۔

"وقت لگے گا اسفند۔۔۔ آپ اتنی فکر کیوں کرتے ہیں؟"، نگہت رسانیت سے کہتے ہوئے بستر کے سرہانے جا بیٹھیں اور سائڈ ٹیبل پر موجود لوشن اٹھا کر اپنے ہاتھوں اور پیروں پر لگانے لگی تھیں۔ وہ بلاشبہ حسین خاتون تھیں۔ گریس فل، پروقار اور پُر اعتماد۔ لباس سے لیکر انکا ہر انداز تراشا ہوُا تھا۔ کوئی غیر انہیں دیکھ کر یہ اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ وہ دو اچھے خاصے جوان بچوں کی ماں تھیں۔

"بس ڈر لگتا ہے کہ کہیں کوئی غلطی نہ ہو جائے۔۔۔ تم جانتی ہو ایک یتیم لڑکی کا خیال رکھنا پیچیدہ عمل ہے۔ دیکھو نگہت تم اپنی طرف سے پوری کوشش کرنا، اسے الینا اور فرہاد کی طرح پیار دینا۔ وہ کم گو ہے، تم اسکی ضرورتوں کو نظر انداز مت کرنا۔ اگر کل کو اسے ہماری وجہ سے تکلیف پہنچی تو میں اپنی عزیز جان بہن کو قیامت کے دن کیا منہ دکھاؤں گا۔"،

"اسفند پلیز!"، نگہت اندر ہی اندر تلملا اٹھیں۔

"آپ مجھے ایسے سمجھا رہے ہیں جیسے میں اسکی جانی دشمن ہوں! ظاہر ہے کہ وہ ہمارے گھر رکی ہے تو اسکا خیال رکھنا اب ہمارا فرض ہے۔ میں کب انکاری ہوں۔ مجھے آپ بار بار تاکید کرنے سے گریز کریں۔ مجھے اپنی زمہ داری معلوم ہے۔"، انکی جھنجھلاہٹ لہجے میں صاف واضح تھی۔ یہ بات اسفند یار کوئی پہلی بار تو نہ کہہ رہے تھے بلکہ اب تو ایک ایک لفظ نگہت کو بھی رٹ گیا تھا۔ اسفند یار بیوی کی بات سن کر سر کو جنبش دیتے ہوئے ہیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گئے۔ نگہت نے البتہ لوشن میز پر رکھا اور اپنی طرف کا لیمپ بند کر کے لیٹ گئیں۔ انہیں معلوم تھا اسفند ابھی مزید اور سوچ وچار میں غرق رہنا چاہتے تھے پر اب انکی بس ہو چکی تھی۔

قطرہ قطرہ آنسو پھسلتا ہوا تکیے میں جزب ہو رہا تھا۔ حالانکہ یہ اس کے سگے ماموں کا گھر تھا لیکن یہ زندگی کی پہلی رات تھی جو وہ اپنے گھر کے علاوہ دوسرے گھر میں گزار رہی تھی۔ ماں کو گزرے چار دن ہی تو ہوئے تھے۔ وہ انہیں شدت سے یاد کرتی اب سسکیاں دبانے کی

کوشش کر رہی تھی کہ یکایک دروازے پر ہلکی سی ناک ہوئی۔نہال کے آنسو پر بند ھ لگا۔وہ جھجھکتی ہوئی بستر سے اٹھی تھی۔دروازہ پھر ناک ہوا تو نہال نے گھڑی پر نظر دوڑائی۔رات کا ایک بج رہا تھا۔اس گھر کے مکین تو محو خواب ہو گئے تھے پھر یہ کون تھا؟نہال کو سمجھ نہ آیا۔پر جب تیسری بار تھوڑا زور سے ناک ہوا تو وہ گھبرا کر دروازے کی طرف بھاگی اور دھیرے سے ناب گھما کر کھولا کہ،

"تم کتنا اونچا سنتی ہو!"،الینا نے دروازہ پورا وا کیا اور اندر داخل ہو گئ۔

"ت تم سوئی نہیں؟"،نہال کے حواس کچھ کچھ قابو میں آرہے تھے۔

"کہاں سے!اتنی جلدی کون سوتا ہے بھئی۔۔۔اور یہ کیا مجھے معلوم تھا رو رو کر حال برا کر لیا ہو گا یہ دیکھو میں آئیس کریم کا پورا باکس لائی ہوں بیٹھ کر گپے مارتے ہیں اور کھاتے ہیں۔"،اس نے باکس نہال کو تھمایا۔

"اتنی رات کو؟مامی کیا کہیں گی؟"،نہال کے چہرے پر پریشانی پھیلی۔

"مام نے کیا کہنا ہے؟تم بولو گی اور نہ میں پھر اس وقت واؤ کتنی پیاری بریسلٹ ہے۔۔۔میں نے پھوپھو کی کلائی میں دیکھی تھی یہ۔"،الینا کی نظر بات کرتے کرتے نہال کی کلائی پر پڑی تھی اسی کی نظروں کے تعاقب میں نہال نے بھی دیکھا تو تمام غم اور دکھ بھلا بیٹھی۔

"ہاں یہ ماما کی ہی ہے۔"، نہال نے باکس ایک طرف رکھ کر کلائی آگے کی تا کہ الیناد یکھ سکے۔

وہ سونے کی بریسلٹ بلاشبہ بہت نفیس اور نازک سی تھی۔

"ماما کی بہت قریب ترنشانیوں میں سے ہے۔۔آخری وقت تک انکی کلائی میں تھی۔۔۔وہ کبھی نہیں اتارتی تھیں اور اب میں کبھی نہیں اتاروں گی۔"، نہال نے فرط محبت سے بریسلٹ کو دیکھا تو پھر آنکھوں کے کٹورے بھر گئے۔

"ہاں تم اسے ہمیشہ اپنے پاس رکھنا!"، الینا نے بھی تائید کی۔

"شکریہ تم آگئیں کمرا کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔"

"اُفّواب اسی میں ساری رات نکل جائے گی اور آئیس کریم بھی پگھل جائے گی۔" وہ نہال کو لیکر بستر پر بیٹھ گئی پھر کئی گھنٹے اس کمرے کی لائٹ آن رہی اور سرگوشی میں باتیں ہوتی رہی تھیں۔

****

آملیٹ، ایپل جوس، چائے، بریڈ اور نا جانے کیا کیا میز پر چُن دیا گیا تھا۔ یہاں روز ناشتہ ایسے ہی شاندار ہوا کرتا تھا۔ خیر کھانے کی تو نہال بھی شوقین تھی۔ گھر میں ایک سے بڑھ کر ایک فرمائش کیا کرتی تھی اور اس کی امی اس کی فرمائش پوری کیا کرتی تھیں لیکن جب سے اپنے ماموں کے گھر شفٹ ہوئی تھی اس کے انداز میں خاصا تغیر پیدا ہو گیا تھا۔ آج بھی حسب

معمول پلیٹ میں معمولی سا آملیٹ کا ٹکڑا لیے کانٹے سے گھما رہی تھی۔اس کا کھانے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا۔ محض مرواتاً کھانے کے اوقات پر حاظر ہو جایا کرتی تھی۔آج بھی اسکی بے زاری اور اداسی نوٹ کرتے ہوئے اسفندیار نے وہ ہی سوال دھرایا جسے وہ کئی دن سے پوچھ رہے تھے،

"پھر کیا سوچا ہے تم نے نہال ؟"،نہال کے ساتھ ساتھ نگہت بھی متوجہ ہوئیں۔وہ ناشتے کے ساتھ اخبار پڑھنا پسند کرتی تھیں۔

"کس بارے میں ؟"،وہ انجان بن گئی۔۔۔نہیں چاہتی تھی کہ ماموں دوبارہ سوال کریں۔

"پڑھائی کا بیٹا۔۔۔آخری سال ہے کیا یوں ہی ضائع کر دو گی ؟"،

"کیا فائیدہ ماموں مجھے نہیں کرنی اب پڑھائی۔"،اور ہنوز وہ ہی جواب سن کر جہاں نگہت نے نخوت سے تیوری چڑھا کر پھر اخبار میں توجہ مبزول کی وہیں اسفندیار تاسف سے اسے دیکھنے لگے۔آخر کو وہ پڑھائی سے بھاگ کیوں رہی تھی ؟

"سلام سوری میں لیٹ ہو گئی۔"،الینا کے اچانک آتے ہی نہال نے شکر کا سانس لیا تھا وہ مزید اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"پھر لیٹ ! وقت پر کیوں نہیں اٹھتی ہو الینا کب بڑی ہو گی ؟"،نگہت نے اس کی بے پرواہی پر جھڑکا۔

"سوری مام کل سے پکا نہیں ہوگا۔"، وہ کھڑے کھڑے ہی بریڈ میں آملیٹ ڈال رہی تھی اور نہال کو چائے کا کپ بھرنے کو کہا۔ نہال بھی اسکی عجلت دیکھ کر جلدی جلدی کرنے لگی۔

"واٹ اس دس الینا! تمیز سے بیٹھ کر ناشتہ کرو۔ آپ کچھ نہیں کہیں گے؟"، نگہت نے غصے سے نالاں ہو کر اسفند کو دیکھا جنہوں نے مصنوعی خفگی چہرے پر دکھا کر الینا کو دیکھا۔

"ڈیڈ آپ چھوڑ دیں گے مجھے؟"، الینا نے ماں کی دھمکی کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے باپ سے کہا تو وہ بھی ایک آنکھ مار گئے۔ نگہت تو تلملا اٹھیں۔

"ہاں ہاں چلو میں چھوڑ دیتا ہوں۔"،

"حد ہے! تمہارا کیا ہوگا الینا۔ وقت پر سو وقت پر اٹھو تا کہ وقت پر ناشتہ کر سکو۔ یہ کس طرح کھڑے کھڑے کھانا کھا رہی ہو۔"، الینا نے جیسے تیسے سینڈوچ منہ میں ٹھونسا اور چائے شربت کی طرح اتار لی۔ وہ گھوم کر ماں کے پاس آئی اور زور سے دبوچ ڈالا،

"سوری مام اب سے ویسا ہی کروں گی۔"، اس نے نگہت کے گال پر پیار کیا اور اسفند کو اٹھنے کا اشارہ کیا اس سے پہلے مزید لیکچر سننے کو ملتا۔

"پتہ نہیں وہ وقت کب آئے گا۔" اور نگہت واقع چڑ گئیں پر الینا کے پیار سے کچھ کچھ نرم پڑنے لگیں۔

"چلیں بیگم شام میں ملتے ہیں۔" اسفند بھی کہہ کر اٹھ گئے اور الینا انہیں لیے یہ جا وہ جا۔

نگہت تو سر ہی پکڑ کر بیٹھ گئیں البتہ نہال خاموشی سے یہ سب دیکھ رہی تھی۔ الینا کی حرکت سے جو نہال کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی وہ اب اڑن چھو ہوئی۔ کیونکہ ڈائننگ ٹیبل پر اس کے ساتھ صرف نگہت براجمان تھیں۔

نگہت نے خود کو نارمل کیا اور پھر ناشتے پر توجہ کر لی۔ البتہ نہال کا ہاتھ رک چکا تھا۔ وہ بس اب ساکن بیٹھی نظریں پلیٹ پر کیے چمچ ہلا رہی تھی۔ ورنہ اس سے قبل تو کچھ کچھ لقمے لے رہی تھی۔ نگہت نے ناشتہ پورا کیا اور اخبار طے کر کے ایک طرف رکھ دیا تو نہال نے بھی چمچ وہیں رکھ دیا۔

"شمع؟"

"جی بیگم صاحبہ؟"، شمع وہیں اگلے حکم کے لیے موجود تھی۔

"دوپہر کو یاد سے کھانا اسفند کو بھجوا دینا میرے لیے مت بنانا میں دیر سے آؤں گی۔" وہ کہہ کر اٹھیں اور برابر کرسی پر موجود اپنے پرس سے گلاسز نکالنے لگیں۔ خود پر نہال کی نظریں محسوس کیں تو انہوں نے سوالیہ نگاہوں سے نہال کو گھورا جس نے نظر نیچے کر لیں۔

"کچھ کہنا ہے؟" نگہت نے چشمے آنکھوں پر لگاتے ہوئے شان سے کہا۔

Clubb of Quality Content!

"ن۔۔۔ نہیں و۔۔۔ وہ میں۔۔ آپ تو روز دوپہر میں موجود ہوتی ہیں پر آج نہیں ہوں گی اس لیے سوچ رہی تھی۔"، نہال نے بمشکل وجہ بتائی۔

"مجھے این جی او کے کام سنبھالنے ہوتے ہیں اکثر و بیشتر میں دیر سے آتی ہوں۔۔۔ گھر میں نوکر موجود ہیں تم اکیلی نہیں ہو سوبی بریو۔" وہ کہہ کر پرس سے موبائیل نکالنے لگیں اور نہال فقط سر کو جنبش دے گئی۔ جوں ہی نگہت کمرے سے گئیں نہال نے بے زاری سے پلیٹ ہی کھسکا دی۔ نگہت روز کام سے جاتی تھیں پر دو گھنٹے میں واپس آ جایا کرتی تھیں حالانکہ ممانی اور بھانجی میں کسی قسم کی گفتگو نہ تھی پھر بھی نہال کو دلی تسلی ہوتی تھی کے گھر کا کوئی مکین تو موجود ہے پر آج وہ بھی نہیں تھیں۔ نہال نے کرسی کھسکائی اور گھر کے مرکزی باغ کی طرف نکل گئی۔

موسم خاصا خوش گوار تھا۔ صبح کا وقت تھا اور سورج بادل کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلنے میں مصروف تھا جس کی وجہ سے ہوا میں سکون تھا البتہ دوپہر تک گرمی میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ وہ گھر کے باغیچے میں ٹہلنے لگی تھی۔ ہر دن بوریت اور بے زار کن تھا۔ الینا کے ساتھ پھر بھی وقت اسکا اچھا گزر جاتا تھا لیکن الینا کے امتحان بھی قریب تھے لہذا وہ نہال کو بہت وقت دے نہیں پاتی تھی۔

Clubb of Quality Content!

"کیا سنو بال تمہاری اور میری زندگی ایک ہی جیسی ہے۔۔۔ تمہارا ابھی کوئی نہیں اور میرا ابھی کوئی نہیں، تمہیں بھی سب چھوڑ کر کام پر چلے جاتے ہیں اور مجھے بھی۔۔۔"، وہ ٹہل رہی تھی جب الینا کی پالتو بلی اس کے پیروں کے پاس آگئی تھی۔ نہال وہیں بیٹھ کر اسکا سر سہلانے لگی۔

کچھ فاصلے پر مالی پودوں کو پانی دے رہا تھا۔ مٹی کی سوندھی خوشبو اس کی قوت شامہ سے ٹکرائی تو طبیعت خود بخود ہلکی پھلکی ہونے لگی۔

"مالی چاچا میں بھی دوں پودوں کو پانی؟" نہال نے متجسس ہو کر پوچھا۔

"بٹیا تم کیوں اپنے ہاتھ خراب کرتی ہو میں کر لوں گا۔"، عقب سے نہال کی آواز آئی تو ادھیڑ عمر چاچا نے اسے نرمی سے منع کیا۔

"لائیں دیں نا ہاتھ خراب ہوں گے تو دھو لوں گی۔"، نہال نے معصومانہ اسرار کیا تو مالی مسکرایا۔

"اچھا لو"، اور لیتے کے ساتھ ہوا کچھ یوں کہ پائپ کا منہ سنو بال کی طرف کھل گیا۔ وہ زور سے دھاڑی اور دم دبا کر بھاگی۔ نہال نے پائپ وہیں گرایا اور اس کے پیچھے لپکی۔

"ارے سوری ادھر آؤ سنو بال!" پر بلی پکڑ میں کہاں آنی تھی۔ سنو بال کو ویسے بھی پانی سے بے حد ڈر لگتا تھا۔

"بٹیا تم نے ڈرا دیا اسے اب وہ نہ آئے گی۔" مالی نے آواز لگائی تو نہال نے پیچھے مڑ کر انہیں بے بسی سے دیکھا۔

"پر میں نے جان بوجھ کر تو نہ کیا تھا۔" نہال نے تفکر سے کہا۔ الینا ایک بار بتا چکی تھی کہ سنو بال کے ناز بھی نرالے تھے جو ایک بار روٹھ جائے تو مانتی نہ تھی۔

"ہاہاہا اس بے زباں کو کیا معلوم خیر تم چھوڑ دو بیٹی وہ گھر کے آس پاس ہی ہو گی پالتو بلیاں یوں ہی گھر نہیں چھوڑ دیتیں۔" اسکی فکر کو پرکھتے ہوئے مالی نے سمجھایا۔ وہ ویسے بھی ڈرپک سی بلی تھی اور بقول الینا کے وہ کہیں نہیں جاتی تھی۔ ہوا بھی یہ ہی تھا وہ گھر کے دوسرے حصے میں بھاگ گئی تھی اور نہال کے لاکھ بلانے پر بھی نہ آئی تھی۔

"ماموں مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کے پاس اتنا ذخیرہ موجود ہے قسم سے میں اپنا وقت یوں برباد نہ کرتی۔" وہ متجسس سی آنکھوں میں چمک لیے ایک ایک کتاب نکال کر دیکھتی جاتی پر کون سی پڑھے یہ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

"بیٹا مجھے پتہ ہوتا کہ تم میرے بورنگ ذوق سے اس قدر متاثر ہو گی تو میں ضرور تمہیں اس سے پہلے ہی متعارف کروا دیتا۔" اسفندیار ناک پر عینک ٹکائے ریک لائنر پر بیٹھے ایک کتاب کی ورق گردانی کرتے ہوئے بولے۔

"بورنگ ؟"، نہال نے متعجب ہو کر پلٹ کر انہیں دیکھا۔ہاف بندھے بال جھٹکے سے آبشار کی صورت آگے کو آ گئے۔وہ بالوں کو یوں ہی تو باندھا کرتی تھی ایک کلپ سے ہاف بال باندھ کر باقی کمر پر کھلے ہوتے۔دوپٹہ پھیلا کر کاندھوں پر ڈال دیتی اور لباس کا رنگ، وہ ہر طرح کا رنگ پہننے کی شوقین تھی جو اس کی مرمریں جلد پر جچتا تھا۔

"تمہاری کزن عرف بیسٹ فرینڈ تو یہ ہی کہتی ہے کہ ڈیڈ آپ کا کلیکشن بورنگ ہے۔" اسفندیار نے کہا تو نہال نے سر جھٹک دیا۔

"وہ تو ہے ہی بیوقوف!"، وہ چلتی ہوئی اسفندیار کے پاس آئی۔

"ماموں چلیں چھوڑیں یہ کتاب اور میری مدد کریں۔۔مجھے کوئی ایک کتاب اپنے کلیکشن میں سے پڑھنے کے لیے دیں مجھے یقین ہے آپ کی منتخب کردہ مجھے پسند آئے گی بلکہ آئیڈیا!"، اس نے چٹکی بجا کر پرجوشی سے کہا،

"میں اور آپ ایک گیم کھیلتے ہیں۔۔آپ ایک کتاب مجھے دیں میں ایک ہفتے میں پڑھ کر آپ کے ساتھ پھر اس پر ڈسکس کروں گی کیسا؟"نہال نے بھرپور مسکراہٹ سے کہا تو اسفندیار بھی سرشار ہوئے۔اگلے لمحے نہال انہیں بغور دیکھے گئ جب وہ کچھ کتابیں نکال کر جائزہ لینے لگے کہ کون سی اسے دیں۔پھر ایک کتاب سمجھ آئی تو اسے دے دی۔وہ خوشی خوشی کتاب کھول کر ورق پلٹنے لگی جب اسفندیار نے اسے گہری نگاہ سے دیکھا۔

"تم پڑھائی کیوں مکمل نہیں کرنا چاہتیں بیٹے؟" اور وہ پوچھے بنا نہ رہ پائے۔ آج لگ رہا تھا کہ موقع محل درست تھا، وہ موڈ میں تھی، اس کے اندر مچلتی کشمکش کو وہ سمجھنا چاہتے تھے۔ نہال کے ہاتھ ورق پلٹتے رکے۔ اس نے سنجیدگی سے ماموں کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"مہینا ہو گیا ہے بیٹا یہاں آئے ہوئے۔ تمہاری پڑھائی کا آخری سال چل رہا ہے۔۔۔ کیوں ضائع کرنا چاہتی ہو؟"،

"آپ بار بار یہ ہی سوال کیوں پوچھتے ہیں؟"

"تمہاری فکر میں بیٹا، تمہارے مستقبل کی فکر میں۔۔۔" اور نہال نے نظریں نیچے کر لیں۔

"کیا وجہ رقم تو نہیں جس کی بنا پر تم یہ فیصلا کرنے سے کترا رہی ہو؟" اور اسفند کا اندازہ صحیح نشانے پر تھا، نہال کی صرف نگاہیں نہیں بلکہ چہرا بھی شرم سے نیچے ہو گیا۔

"تو پرایا کر دیا آج تم نے۔" اسفند یار دنیا جہاں کا دکھ سمو کر گویا ہوئے۔

"ایسی بات تو نہیں!" نہال نے جھٹ چہرا اوپر کیا آنکھوں کے کٹورے بھرنے لگے تھے۔

"تو پھر؟" اور جواب ندارد۔ اسفند یار کو شدید افسوس نے آن گھیرا۔ انہوں نے ایک دکھ سے لمبی سانس خارج کی اور جا کر ریک لائنر پر بیٹھ گئے۔ نہال کو اپنے کیے پر شرمندگی ہونے لگی تھی۔ وہ ندامت سے وہیں کھڑی رہی۔

"آپ چاہتے ہیں میں پڑھائی مکمل کرلوں؟"، کچھ توقف کے بعد اس نے ہمت جمع کر کے پوچھا۔

"ہاں!" اسفندیار نے تھکی آواز میں کہا۔

"لیکن تم اس کی ادائیگی نہیں کرو گی۔" اب کی بار لہجے کی برہمی نے نہال کو ساکت کر دیا۔

"میرا امتحان مت لو نہال! تم مجھے اپنے باپ کا درجہ دو۔۔۔ تم میرا فرض ہو۔۔۔اور نہیں! میں گھر نہیں بیچوں گا!" انہوں نے انگشتِ شہادت دکھا کر تنبیہہ کی تو نہال کو شاک لگا۔ وہ کیسے اس کے دل کی بات سمجھ گئے تھے؟

"وہ گھر تمہارے نام ہے بلکہ میں نے سوچا ہے وہ مکان کرائے پر اٹھا لوں۔۔۔ ہر مہینے کا کرایہ تمہارے اکاؤنٹ میں منتقل ہو جائے گا لیکن تم ان پیسوں کو استعمال نہیں کرو گی کم از کم میرے جیتے جی تو نہیں۔۔۔ میں تمہیں ایک محفوظ مستقبل فراہم کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ میرے پاس اللہ کا دیا اتنا ہے کہ میں تمہاری ہر خواہش بھی پوری کر سکتا ہوں۔ تم خود کو مجھ پر بوجھ مت سمجھو اور۔۔۔" وہ میز کی دراز کی طرف پلٹے اور اس میں سے ایک خاکی لفافہ نکال لائے۔ نہال کا ہاتھ تھاما اور ہتھیلی پر لفافہ دھر دیا۔

"یہ تمہارے لیے ہے۔۔۔ کل کے کل ہی الینا کے ساتھ جاؤ گی اپنے لیے اچھے سے اچھے جوڑے خریدو۔۔۔ جو لینا ہے شوق سے لو میں تمہاری اس سیمسٹر کی فیس کل ہی ادا کر دوں

گا اور یہ میرا آخری فیصلہ ہے!" وہ جو نفی میں گردن ہلانے لگی فوراً رکی کیونکہ اسفندیار کا یہ روپ اسے مرعوب کر گیا تھا۔ وہ اس وقت جس متانت خیز انداز میں گویا ہوئے تھے ایسے پہلے کبھی نہ ہوئے تھے اور نہال کا کچھ بھی بولنا یا کہنا ناممکن ہو گیا تھا۔

"ماموں۔۔"

"بس نہال!" انہوں نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روکا۔

"یہ میرا آخری فیصلہ ہے اگر اس کے بعد بھی تم رد کرتی ہو تو اپنے ماموں کو ہمیشہ ناراض ہی پاؤ گی۔"، جو آنکھوں کے کٹورے بھر گئے تھے اب چھلک پڑے اور اس کے روئی مائل گالوں کو تر کرنے لگے تھے۔ ماموں نے اسے اپنے سینے سے لگا لیا اور پیار سے سر تھپ تھپانے لگے۔ وہ آخر کار کامیاب ہو گئے تھے اس کے اندرونی خلفشار کو جان کر اس کا ہر مسئلہ حل کر گئے تھے۔ نہال زارو کتار روتی رہی اور اسفندیار اس کا سر سہلاتے رہے۔ اسے چپ نہ کیا کہ یہ کئی دن کے جمع ہوئے آنسو تھے جو آبشار کی صورت پھوٹ کر بہنے لگے تھے۔

وقت کو تو جیسے پر لگ گئے تھے۔ اس کو ماموں کے پاس شفٹ ہوئے پانچ مہینے ہو گئے تھے۔ پڑھائی میں جو مصروف ہوئی تو وقت کا پتہ نہیں چلا۔ وہ ان کے ہاں کافی ایڈجسٹ ہو گئی تھی۔ اسفندیار اسکی پڑھائی کے ساتھ ساتھ تمام ضروریات کا خیال رکھتے تھے۔ اس کے بعد سے

نہال کو کبھی اس گھر میں اجنبیت کا احساس نہ ہوا پر نگہت کا اس کے ساتھ رویہ ہنوز ویسا ہی تھا۔ وہ ہی سرد مہری، سپاٹ انداز جو وہ بچپن سے دیکھتی آئی تھی، آج بھی اسے گھیرے میں لیے ہوئے تھی۔ وہ اکثر اس کی وجہ سوچتی تھی پر کسی نتیجے پر نہیں پہنچ پاتی تھی۔ نگہت کو اس سے کس بات سے بیر تھا؟ یہ وہ جان ہی نہیں سکی۔ لیکن ماموں کی محبت میں مغلوب وہ اس رویئے کو بھی برداشت کر لیا کرتی تھی۔ شاید مامی تھیں ہی ایسی۔۔۔ شاید۔۔۔۔ وہ سوچ کر اکثر ہلکان ہو جاتی تو خیالوں کو جھٹک کر پڑھائی میں دھیان دینے لگتی۔ پھر الینا کی شکل میں اسے اچھی بہن مل چکی تھی۔ الینا اس سے دو سال چھوٹی تھی اور وہ دونوں ہی بچپن سے ایک دوسرے کی پکی دوست تھیں۔

تو زندگی کا پہیّا ماں باپ کے بغیر بھی چل رہا تھا۔ اگرچہ ماں باپ کے ہمراہ اولاد تو ذہنی اور جسمانی طور پر خوب پروان چڑھتی ہے اور ان جیسی محبت کوئی نہیں کر سکتا لیکن یہ کہنا کہ ماں باپ کے بغیر کیسے رہیں؟ تو وہ جی رہی تھی، زندگی بھی گزار رہی تھی اور مطمئن بھی تھی۔

"تمہیں ہارر فلمیں دیکھنے کا شوق ہے؟" الینا نے شٹل کوک پر ہٹ کر کے پوچھا۔ اب شٹل کوک نہال کے کورٹ میں جا رہی تھی۔

"کبھی دیکھی ہی نہیں کیوں؟"، شٹل کوک کو ریکٹ سے ہٹ کر کے اس نے پھر الینا کے حصے میں پھینک دیا تھا۔ دوپہر ڈھل چکی تھی اور پورے آسمان نے گداز بادل کی چادر اوڑھ

رکھی تھی۔ سورج کی شعاعیں مغرب سے پھوٹ کر آسمان پر نارنجی رنگ بادلوں کے بیچ سے جھلک دکھلا کر پرکشش منظر پیش کر رہی تھیں۔ گھر کے مرکزی باغ میں ایک طرف الینا اور نہال بیڈمنٹن کھیل رہی تھیں جبکہ دوسری جانب کرسی پر براجمان اسفندیار پیر پر پیر جمائے اخبار پڑھ رہے تھے۔ اتوار کا دن تھا سو وہ بھی چھٹی انجوائے کر رہے تھے۔ نگہت اپنی دوستوں کے ساتھ پارٹی اٹینڈ کرنے گئی ہوئی تھیں۔

"مجھے سارہ نے ایک دوزبردست نیٹفلکس پر فلمیں بتائی ہیں آج رات دیکھیں؟"، الینا نے شٹل کاک کو آنکھوں سے فوکس کرتے ہوئے کہا اور زور سے ہٹ کیا۔

"بہت ڈراؤنی تو نہیں؟"، نہال نے پوچھا۔

"ہارر ہے تو کیا کامیڈی ہوگی؟"، الینا نے ٹھونکا مارا۔

"چلو بچوں آجاؤ جوس پی لو تم لوگ بھی۔"، شمع میز پر جوس سے بھرا جگ اور کانچ کے گلاس رکھ گئی تھی۔ اسفندیار گلاسز میں جوس بھرتے ہوئے گویا ہوئے تو ان دونوں کی توجہ ان پر مبزول ہوگئی۔ ریکٹ اور شٹل کاک وہیں چھوڑ کر دونوں اسفندیار کے پاس جا پہنچیں اور ٹھنڈے جوس سے پیاس بجھانے لگیں۔ ٹھنڈا جوس اندر تک راحت بخش رہا تھا۔

"جوس پی کر پھر شروع کرتے ہیں اس بار میری باری او کے؟" الینا نے کہا۔

"لو تمہاری مام بھی آ گئیں۔"، الینا کا کہنا تھا کہ اسفندیار نے مرکزی دروازے کی طرف اشارہ کیا۔ سرمئی آہنی گیٹ کے کھلتے ہی ایک گاڑی نمودار ہوئی جو سیدھی پورچ پر رکی تھی۔ نگہت کے ساتھ ساتھ ایک اور خاتون بر آمد ہوئی تھیں۔

"مام!" الینا نگہت کو دیکھ کر انکے پاس جا پہنچی۔

"لو الینا بھی یہیں ہے۔" نگہت نے خوش دلی سے کہا۔ وہ کافی اچھے موڈ میں دکھ رہی تھیں۔

"ہیلو آنٹی!"

"کیسی ہو بیٹا؟" نیلوفر نے اسے گلے لگایا اور خیریت معلوم کرنے لگیں۔

"ایک دم فٹ۔۔۔ لگتا ہے آپ لوگوں کی گیدرنگ کمال کی گزری۔" الینا نے دونوں کے موڈ کا جائزہ لگا کر کہا۔

"ہاں بہت مزہ آیا سب تمہارا پوچھ رہے تھے۔۔۔ ارے نیلوفر اسفندیار سے بھی مل لو اور میں ایسے جانے نہیں دوں گی ایک کپ چائے تو چلے گی۔" نگہت نے پراسرار انداز میں کہا۔

"نہیں نہیں نگہت پھر کبھی۔"

"اسلام و علیکم بھابھی کیسی ہیں؟"، وہ تینوں چلتی ہوئی اسفندیار کے پاس جا پہنچی تھیں۔

"وعلیکم السلام بھائی صاحب بس دعائیں ہیں آپ لوگوں کی۔" نیلوفر نے کہا۔

"عمر کے کیا مزاج ہیں؟"، اسفندیار نے شوخ لہجے میں پوچھا۔

Clubb of Quality Content

"ان کے کیا مزاج ہونے ہیں روز کی نئی فرمائیش آجاتی ہے۔"نیلوفر نے نالاں ہو کر سر جھٹکا۔

"آپ خواہ مخواہ میرے دوست پر تہمد لگا رہی ہیں بھابھی"، شریر انداز اپنا کر کہا۔

"ہاں بھائی صاحب آپ تو ہمیشہ ان کی ہی طرف داری کریں۔"نیلوفر نے خاوند کا سوچ کر سر جھٹک کر مسکرا کر کہا۔

"اسفند ویسے بھی عمر کی ہی سائیڈ لیں گے۔"نگہت نے بھی جملا شامل کیا۔

"اب ایسی بات بھی نہیں ہے خیر آپ تشریف رکھیں۔"اسفندیار نے ہنس کر کہا۔

"فی الوقت تو دیر ہو رہی ہے۔۔۔"وہ کہتی ہوئی رکی تھیں۔ گفتگو میں نہال پر اب جو دھیان گیا تھا۔انکی جانچتی نگاہ اسفندیار نے نوٹ کی تو نہال کو بغل گھیر کیا اور سامنے لے آئے۔

"ارے ہماری باتوں میں میں اپنی دوسری بیٹی سے تو ملوانا آپ کو بھول ہی گیا۔"،

"کیا مطلب ؟"، نیلوفر نے متعجب ہو کر نگہت کو دیکھا۔

"ارے میری نند کی بیٹی ہے۔۔۔اب ہمارے ساتھ رہے گی۔"، نگہت نے جیسے انکا تجسس ختم کیا تھا۔

"اسلام و علیکم !"، نہال نے مدھر آواز میں کہا۔

"اوہ۔۔ہاں مجھے عمر نے بتایا تھا آپ کی بہن کے حوالے سے تعزیت قبول کریں بھائی صاحب۔۔۔ کیسی ہو بیٹا تم؟"نیلوفر نے مدھم سے ہاتھ اسکے سر پر رکھا تھا۔وہ ایک ٹک تو اسے دیکھتی ہی گئیں اور دل ہی دل میں خیالات بنتی گئیں۔

"جی الحمدللہ۔"

"نہال بیٹا اپنے ہاتھ کی شاندار سی چائے بنا کر لاؤ ساتھ پیئیں گے کیوں بھابھی؟"ماموں کی فرمائش پر نہال نے تابعداری سے حکم قبول کیا پر نیلوفر نے انہیں روکا۔

"بھائی صاحب چائے پر پھر کبھی آؤں گی آج دیر ہو رہی ہے چلو نگہت اجازت دو"،وہ معذرت کرتی ہوئی نگہت سے مخاطب ہوئیں اور سب کو الوداع کہہ گئیں تھیں۔نہال اسفندیار کے لیے چائے بنانے چلی گئ تھی اور الینا اور اسفندیار وہیں کرسیوں پر بیٹھے نگہت کا انتظار کر رہے تھے جو نیلوفر کو الوداع کہہ رہی تھیں۔

کمرہ گھپ اندھیرا کیے دو نفوس بیٹھے ٹی وی اسکرین کو تک رہے تھے۔میز پر پاپ کارن، کولڈ ڈرنک، چپس اور ہر وہ شے جو معدے کا بیڑا غرق کردے موجود تھی۔الینا منہمک تھی فلم ڈھونڈنے میں اور نہال بھی اس کے ساتھ بیٹھی اسکرین کو تکے جا رہی تھی۔ کھڑکیوں پر

پردے گرا دیے گئے تھے۔ ہر قسم کی لائٹ کو بند کر دیا گیا تھا تاکہ پورا موڈ بن جائے ہارر مووی دیکھنے کا۔ صرف ٹی وی اسکرین کی لائٹ کمرے کو نیم روشن کر رکھے تھی۔

"کیا ہوا؟" الینا کو الجھتا دیکھ کر نہال نے پوچھا۔

"نام یاد نہیں آرہا دو تین بتائے تھے رکو میں واپس میسج چیک کرتی ہوں۔" الینا کے کہنے پر نہال نے سر کو جنبش دی۔

"اا۔۔۔ہ"

"کیا ہوا!" نہال کی چیخ پر الینا بھی زور سے ٹھٹکی۔ نہال پاپ کارن لینے کے لیے جوں ہی آگے بڑی تو پیر زمین پر موجود سنو بال کی دم پر جا پڑا۔ بلی زور سے دھاڑی تو یکے بعد دیگرے وہ دونوں بھی چیخیں۔ الینا نے سنو بال کو گود میں اٹھایا پر نہال کو پاس دیکھتے ہی سنو بال دم دبا کر جو بھاگی تو نہال بھی متحیر رہ گئی۔

"تم نے ٹھیک ٹھاک ڈرا کر رکھا ہے اسے!"، الینا نے اسکی رفتار کا اندازہ لگا کر نہال سے کہا۔

"پتہ نہیں وہ ہر بار نہ چاہتے ہوئے بھی میری شکاری بن جاتی ہے۔۔۔اب تو آتی بھی نہیں میرے پاس!" نہال نے افسردگی سے کہا۔

"اس وقت سے ڈرو جب وہ بدلہ لے گی! میں نے کہا تھا کہ ناز نرالے ہیں اس مہارانی کے۔" الینا نے تنبیہہ کی اور مووی ملنے پر ہاتھ سے تالی ماری۔

"لو مل گئی۔"

"یہ تو بہت ڈراؤنی لگتی ہے الینا!"، نہال کی کن پٹی سے پانی پھوٹ پڑا۔

"اب وہ مجھے نہیں پتہ۔۔۔ مووی دیکھنے سے پہلے وعدہ کرو!" الینا نے سنجیدگی سے ہاتھ آگے کیا مانو بہت اہم بات ہو۔

"کیسا وعدہ؟"، نہال نے اسکی ہتھیلی کو متعجب ہو کر دیکھا

"یہ ہی کہ بیچ مووی میں ساتھ نہیں چھوڑو گی!"، الینا نے کہا۔

"چاہے جان چلی جائے؟" نہال نے بے چارگی سے کہا۔

"وہ کاؤنٹ نہیں ہو گا نا اب وقت ہی آگیا تو کسی کی کیا جرت کے جانے والے کو روکے!"، الینا کا کہنا تھا کہ نہال نے زور سے چپت لگا دی۔

"ہاہاہا اچھا نا اب چلو وعدہ کرو!"، الینا بات سے مکری نہیں اور نہال نے بھی ہمت کر کے آخر ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

سراونڈ ساونڈ سسٹم نے نہال کا دماغ ہلا ڈالا تھا۔ ٹی وی پر آتی نفوس کی آہٹ نہال کو اپنے پیچھے سے سنائی دیتی تو وہ ڈر کے مارے پیچھے مڑ جاتی۔ الینا تو پوری توجہ فلم پر مبزول کیے ہوئے تھی اور میکانکی انداز میں پاپ کارن کھائے جا رہی تھی جبکہ نہال کی ہوائیاں اڑھ چکی تھیں۔

اس نے ایک دو بار کیے گئے وعدے کو بلائے طاق رکھتے ہوئے اٹھ کر جان چھڑانی چاہی پر الینا

نے ہاتھ پکڑ کر اسے پھر بٹھا دیا۔ فلم اختتام پر تھی۔ نہال نے جیسے تیسے چیخ کر، چونک کر، ڈر کر کشن کے پیچھے منہ چھپا کر اتنا دورانیہ گزار ہی لیا تھا پر اب جو سین ٹی وی پر رونما ہو رہے تھے وہ اسکی برداشت سے باہر تھے۔

لٹھے کی مانند جسم جس پر خراشیں موجود تھیں اور خون رس رہا تھا۔ چہرا پورا سید ھے لمبے بالوں سے ڈھکا تھا۔ وہ آسیب فلم میں ایک لڑکی کے پیچھے آہستہ آہستہ بڑھ رہی تھی اور نہال کو یوں لگا جیسے وہ بھوت اسے پکڑنے آ رہا تھا۔ جیسے جیسے بدروح آگے بڑھتی نہال خود کو صوفے کی ٹیک سے دباتی چلی جاتی۔ اس کے اندر تک خوف سرایت کر چکا تھا۔ ہاتھ، ہونٹ کون سا اعضاء تھا جو کانپ نہیں رہا تھا۔ آنکھوں میں وحشت اتر آئی تھی۔ وہ آسیب نما لڑکی ہاتھ بڑھا کر فلم میں اپنے شکار کو پکڑنے لگی تھی کہ،

"ااا!" فلمی کردار کی چیخ کے ساتھ نہال کی چیخ ملی اور اسکے چیختے ہی الینا بھی چلا اٹھی۔

تاریک کمرے میں نیم روشنی چھا گئی تھی۔ فلم کا اختتام ہو گیا تھا۔ الینا تو فلم مکمل ہوتے ہی واپس حواس میں آ گئی تھی پر وہ اب تک انہیں خوفناک مناظر میں خود کو محسوس کر رہی تھی۔ کمرے تک پہنچ کر بھی اسے لگ رہا تھا جیسے وہ لڑکی نما عفریت اسکے پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔ الینا کیا کہہ رہی تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ وہ بے خیالی میں بس گردن کو ہلا رہی تھی۔ اس نے توبہ کر لی تھی جو کبھی آئندہ الینا کے کہنے پر ڈراؤنی موری دیکھے۔

"م۔۔میں تمہارے ساتھ سو جاؤں؟" رات اکیلے گزارنا محال تھا۔ وہ ہر وقت خود کو عفریت کے زیرِاثر محسوس کر رہی تھی۔ الیناشب بخیر کہہ کر جا رہی تھی جب نہال نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر روکا۔

"تم تو کتنا ڈر گئیں ارے سب فلمایا ہوا تھا حقیقت تھوڑی!" الینا کی نڈر ہونے پر حیران وہ گردن نفی میں ہلانے لگی اور اسی کے کمرے میں جا کر بستر پر دبک کر بیٹھ گئی۔ الینا کو اندازہ نہیں تھا کہ نہال اس قدر خوف زدہ ہو جائے گی۔ وہ بھی کمرے میں آئی اور دروازہ بند کر دیا۔ دونوں فریش ہوئیں اور بستر پر جا لیٹیں۔ فلم پر الینا مسلسل تبصرہ کر رہی تھی اور وہ بس ہوں ہاں سے کام چلا رہی تھی۔ الینا کو نیند ویسے بھی دیر سے آتی تھی پر نہال یونیورسٹی کی وجہ سے جلدی سو جایا کرتی تھی۔ چونکہ روٹین تھی اس لیے آج بھی آنکھ لگ گئی تھی۔

قریباً رات کا دوسرا پہر تھا جب کسی آہٹ سے نہال کی اچانک آنکھ کھلی تھی۔ خواب میں بھی مسلسل وہ خود کو عفریت کے گھیرے میں محسوس کر رہی تھی اور اب آہٹ کی آواز سنتے ہی وہ چونک کر بستر پر اٹھ کر بیٹھ گئی۔ اس نے نائیٹ بلب کی نیم روشنی میں کمرے پر طائرانہ نظر دوڑائی تو سب کچھ وہیں تھا سوائے الینا کے۔ وہ بستر پر موجود نہیں تھی۔ اس کا کمرے سے باہر رات کے اس پہر نکلنا بھی معمول کی بات تھی۔ نہال کو معلوم تھا اسے بے وقت بھوک لگا کرتی تھی۔ نہال نے جیسے لمبا سانس کھینچا اور خوفناک خواب کے اثر سے نکلنا چاہا۔ اسکا حلق

خشک ہو رہا تھا۔روم فریج میں دیکھا تو بوتل نہیں تھی۔شاید آخری بوتل تھی پانی کی جو الینا کی سائیڈ ٹیبل پر موجود تھی پر خالی تھی۔نہال کو کمرے سے نکلنے میں ڈر محسوس ہوُا۔پر الینا کا سوچ کر اس نے ہمت باندھی۔شاید الینا راستے میں ہی مل جائے اور وہ اس کے ساتھ کچن سے بوتل لے آئے یہ سوچ کر خود کو تسلی دی اور کمرے کا دروازہ وا کیا۔

دروازہ چرچراہٹ کرتی آواز سے کھلا اور راہداری تاریک میں ڈوبی ہوئی تھی۔سامنے ریکنگ سے نیچے کا فلور بھی اندھیرے میں نہایا ہوُا تھا۔البتہ دیوار گیر کھڑکیوں سے آتی باہر کی لائٹوں کی روشنی سے اندرونی منظر کچھ کچھ واضح تھا۔

"فلم تھی حقیقت نہیں تھی۔۔۔بھوت ووت کچھ نہیں ہوتا!"نہال نے خود کو جھوٹی تسلی دی اور کمرے سے قدم آگے بڑھا دیا۔وہ ایک ہی سمت چل رہی تھی۔اس کا ارادہ نیچے جا کر کچن سے پانی لانا اور بستر میں گھس جانا تھا۔اُس بیوقوف کو اس وقت یہ بھی عقل نہ آئی تھی کہ خود اس کے کمرے میں روم فریج میں بوتلیں موجود تھیں۔

"بھوت نہیں ہوتا!"،اس نے خود سے کہا اور آگے بڑھتی رہی کہ یکایک فلم کا آخری منظر اسکے دماغ میں گھومنے لگا۔لڑکی راہداری میں بھاگ رہی تھی۔خوف سے چِلا رہی تھی۔وہ بلا آہستہ آہستہ چلتی ہوئی لڑکی تک پہنچ رہی تھی۔خون سے لت جسم،ہاتھوں اور ٹانگوں پر

ضربیں جیسے خود کو اذیت دی گئی ہو۔ چہرا سلکی بالوں سے ڈھکا ہوا۔ سفید پڑتا جسم جو بے لہو معلوم ہو۔ نہال کی کن پٹی سے پانی پھوٹ پڑا۔

"بھ۔۔۔ بھوت نہیں ہوتا!" اس بار اس نے دھیمی آواز میں جیسے خود کو سمجھایا تھا پر اچانک آہٹ پر اس کے پیر جامد ہو گئے۔ یہ اسکا وہم نہیں تھا، آواز واقع آئی تھی۔ آواز کا رخ سامنے سے تھا۔ نہال کا دل دھڑکتا ہوُا حلق کو آ گیا تھا۔ وہ آنکھیں پھٹی پھٹی سامنے راہداری کو گھور رہی تھی۔ دماغ نے سگنل دیا تو پیر پیچھے کر لیے اب پلٹ کر کمرے میں جانا ہی عافیت تھی۔

"کوئی چور بھی تو ہو سکتا ہے؟" جانے کیوں اسے اس وقت یہ ہی خیال آیا؟ ماموں کی محنت سے بنائی ہوئی اس عمارت کو کوئی غلط نگاہ سے دیکھے اسے گوارہ نہیں تھا۔ اب دل کا سگنل دماغ سے تیز ہوُا۔

"ہاں چور ہو گا بھوت تھوڑی!"، اس نے پھر خود کو تسلی دلائی اور آگے بڑھی۔ آنکھیں بھینچ کر وہ منظر کو جلدی واضح کرنا چاہتی تھی۔ آگے جا کر سیدھے ہاتھ پر سیڑھیاں تھیں۔ وہ دھیرے دھیرے قدم بڑھاتی رہی۔

چرچر کرتی ایک اور آہٹ آئی۔ نہال کے قدم وہیں رک گئے۔

"بھ۔۔ بھوت نہیں ہوتا نہال"، کھوکھلی سی تسلی۔۔۔ اس نے پھر قدم آگے بڑھایا اور اب جو دیکھا تو پہلے ٹھٹکی۔ سیڑھیوں پر عین وسط میں۔۔۔

Clubb of Quality Content!

سلکی بال، سفید جسم۔۔۔چہرا ڈھکا ہوا۔وہ بلا آہستہ آہستہ سیڑھی عبور کر رہی تھی کہ ایک فلق شگاف چیخ نہال کے حلق سے خارج ہوئی۔

"نہال!"الینا سیڑھیاں چڑھتی ہوئی اس تک بھاگ کر آئی۔سنوبال جو الینا کے ہاتھ میں تھی دم دبا کر بھاگی۔الینا نے فوری طور پر راہداری کی لائٹیں جلادیں۔نہال کی چیخ سے وہ بھی گھبرا گئی تھی۔

جوں ہی منظر واضح ہوا نہال پر حقیقت عیاں ہو گئی۔سیڑھیوں پر چڑھتی اور کوئی نہیں الینا تھی جو جھک کر سنوبال کو پیار کر رہی تھی جس سے دائیں طرف اس کے سلکی بال آبشار کی مانند آگے آ گئے تھے اور وہ اسکا چہرا چھپا گئے تھے۔اگر نہال خوف پر قابو پا کر غور کرتی تو اسے الینا کا لباس پہچان لیا جاتا اور سنوبال بھی دکھ جاتی۔وہ الینا کو پکار بھی سکتی تھی لیکن ڈر غالب تھا!

"نہال ٹھیک تو ہو کیا ہوا؟"الینا نے اسے باقاعدہ جھنجھوڑ ڈالا۔وہ خوف و ہراس کے ملے جلے تاثر میں لب وا کرتی کہ ماسٹر بیڈ روم کا دروازہ کھلا۔"کیا ہوا!کون چیخا کون آگیا ہے؟"،اس کی چیخ سے نگہت کی آنکھ بھی کھل چکی تھی۔کمرے میں اسفندیار موجود نہیں تھے۔ان کے زیادہ تر کلائنٹس باہر کے ہوتے تھے تو کبھی کبھی اچانک میٹنگ پر انہیں رات قربان کرنی پڑتی تھی۔وہ سٹڈی روم میں موجود تھے جو ساونڈ پروف تھا۔نگہت جیسے تیسے نائٹ گاؤن پہن

کر باہر لپکیں۔آواز نے انہیں بھی ٹھیک ٹھاک پریشان کر دیا تھا۔راہداری میں الینااور نہال کو دیکھ کر وہ ان کے پاس بھاگی ہوئی آئیں۔

"کیا ہوا کون آگیا؟" وہ حواس باختہ دونوں سے گویا ہوئیں۔

الیناخود نہال کو دیکھ کر پریشان تھی۔اسکی نظروں کے تعاقب میں نگہت نے بھی استفہامیہ انداز میں نہال کو دیکھا جواب اپنی حرکت پر نادم کھڑی تھی۔جب خوف غالب ہو جائے تو دماغ منظر بھی ویسے ہی دکھاتا ہے جو ذہن پر سوار ہوتے ہیں۔اسے اپنی حرکت پر ٹوٹ کر شرمندگی ہونے لگی تھی اور نگہت کی خود پر نظریں مرکوز پا کر اب وہ لاجواب تھی۔نہال کو الجھا اور گھبرایا ہوا پا کر الینا نے خود بخود معاملہ سمجھنے کی کوشش کی تھی۔

"کچھ بولو نہال کیوں چیخیں؟" نگہت نے بازو سے اسے پکڑ اپنی طرف رخ کیا۔لہراتے بال اسی راہ میں جھولتے ہوئے کاندھے پر آگئے۔

"و۔۔وہ ہم نے فلم" الفاظ ٹوٹ کر پھر حلق میں ہی رہ گئے۔اس نے مدد طلب نگاہ سے الینا کو دیکھا جو آگاہی پا کر گویا ہوئی۔

"مام وہ ہم نے رات کو ہارر فلم دیکھی تھی"

"تو!" نگہت کا انداز دیدنی تھا۔

"تو۔۔۔وہ نہال کافی ڈر گئی تھی۔۔۔شاید اسی خوف سے آنکھ کھل گئی اور یہ زور سے چلائی۔"

"واٹ ربش اس دس! کس نے کہا تھا تم دونوں کو ایسی فلم دیکھنے کا" نگہت تو جیسے پھٹ ہی پڑی تھیں۔

"جانتی ہو نا میں مائگرین کی پیشنٹ ہوں! اتنا پریشر برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔ تم تو ہو ہی لا پرواہ الینا لیکن تم!" وہ کہتے کہتے سرد آنکھوں سے نہال کو گھورنے لگیں۔ نہال پر تو جیسے برچھیاں چل پڑی تھیں۔

"تم سے مجھے اس بچکانے رویئے کی ہر گز بھی توقع نہیں تھی۔۔۔ ایسے کوئی چلاتا ہے؟؟ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ کسی کے گھر پر رہنے کے کیا اصول ہوتے ہیں؟ اسفند سٹڈی میں ہیں تمہاری آواز سن کر دل پکڑ کر بیٹھ جاتے۔ تمہیں زرا احساس نہیں ہے۔۔۔ مجھے لگا خدا نا خواستہ کوئی چور تو نہیں گھس آیا۔۔۔"

"مام ریلیکس۔۔۔ غلطی ہو گئی آپ بہت زیادہ ریئکٹ کر رہی ہیں" الینا نے معاملہ نارمل کرنا چاہا پر نگہت کا پارہ چڑھ گیا تھا۔

"تم چپ رہو الینا! کہا تھا ڈنر پر، ایسی ویسی کوئی مووی نہیں دیکھنا۔ اسفند نے بھی سمجھایا تھا پھر بھی تم دونوں نے اپنی مرضی کی اور اب میری رات کی نیند تباہ کر دی۔۔۔ جاؤ اپنے کمرے میں دونوں کی دونوں!" انکی آواز بھی سٹڈی تک کہاں پہنچ رہی تھی۔ ورنہ اسفندیار خود بات کو فہم انداز میں سلجھا دیتے۔ نگہت کا ہتک آمیز لہجہ نہال کے دل پر ضرب دے گیا

تھا۔ بھوت آسیب دماغ سے ایسے اڑا جیسے کبھی تھا ہی نہیں اب سوار تھا تو بس ممانی کی ڈانٹ اور سرزنش۔ نگہت پیر پٹختی ہوئی واپس کمرے میں چلی گئیں اور وہ دونوں وہیں کھڑی کی کھڑی رہ گئیں۔ الینا کو ماں کی ڈانٹ کی عادت تھی لیکن نگہت کا تمام روئے سخن نہال تھی جو اب بمشکل ابلتے آنسوؤں کو پلک جھپکا کر اندر کر رہی تھی۔

غلطی تو ہوئی تھی اس سے۔ نگہت اور اسفندیار کے کہنے کے باوجود بھی اس نے الینا کی بات مانی تھی اور اب اپنے پیر پر کلھاڑی مار چکی تھی۔ وہ ممانی کی گڈ بکس میں تھی اسے اندازہ انکے جملے سے ہوا تھا کہ انہیں نہال سے کم از کم ایسی حرکت کی توقع نہیں تھی پر اب وہ گڈ بک سے بھی نکال دی گئی تھی، یہ بات اسے مزید دکھی کر گئی۔ الینا اس کو سمجھا بجھا کر واپس کمرے میں لے گئی پر اب اسے نیند ہی کہاں آنی تھی۔

اس کی توقع کے خلاف نگہت نے اسفند سے کوئی بات نہ کی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ نگہت کی رات کی نیند کتنی اہم ہے اور انہیں کسی بھی قسم کی خلل برداشت نہیں تھی۔ وہ کئی دن تک ان سے نظریں چراتی رہی۔ ندامت کا شکار الگ تھی۔ اگر وہ عقل سے کام لیتی اور اپنے حواسوں کو قابو میں رکھتی تو ایسی طفلانہ حرکت نہ کرتی۔ اس کے فائنل امتحان قریب تھے۔ خود کو نارمل کرنے کے لیے وہ پڑھائی میں مزید مصروف ہو گئی تھی۔

آج بھی معمول کی طرح ڈرائیور نے اسے گھر چھوڑا تو وہ سیدھی اندر گھر میں داخل ہو گئی تھی۔ لونگ ایریا سے نسوانی آوازیں ابھریں تو وہ وہیں ٹھٹکی۔ نگہت کی آواز کے ساتھ ایک اور آواز ملی۔ ویسے بھی نگہت کی اکثر دوستیں گھر آیا کرتی تھیں اور نہال بادل نخواستہ سلام دعا کے لیے ان سے مل لیا کرتی تھی مبادا کے کوئی دوست اس کے نہ ملنے پر تنقیدی فقرہ نگہت کو سنا دیں اور وہ جو پہلے سے ہی بد ظن تھیں مزید اس سے نفرت کرنے لگتیں۔

وہ بیگ ایک طرف رکھ کر ان خواتین کی طرف بڑھ گئی۔

نگہت کے ساتھ نیلوفر موجود تھیں جن کی باچھیں نہال کو دیکھ کر کھل اٹھیں تھیں۔ وہ سرشاری سے اٹھیں اور نہال سے ملیں تھیں۔ نہال کی حیرانگی دیدنی تھی۔ وہ اسے لیکر صوفے پر جا بیٹھیں اور خیر خیریت معلوم کرنے لگیں تھیں۔ نہال کو انکا خود پر اس قدر التفات ظاہر کرنا عجیب کشمکش میں ڈال رہا تھا۔ وہ بے ڈھب محسوس کر رہی تھی۔ یہ تو صد شکر کہ نگہت نے ہی کچھ بہانا بنا کر نہال کو وہاں سے بھیجا۔

"نگہت تم مجھے کل نہیں آج ہی جواب دو۔۔۔ میں عدنان کے لیے نہال کو پسند کر چکی ہوں۔۔۔ سچی پہلی بار دیکھا تو بس دل سے خواہش نکلی کہ میری بہو یہ ہی بنے گی۔۔۔ برا مت ماننا۔۔۔ مجھے تو الینا بھی بے حد پسند ہے لیکن الینا کی بات تو اس کے قریبی دوست سے طے ہے" نیلوفر نے پھر وہ ہی بات کا سرا پکڑا جو نہال کو دیکھ کر چھوڑ دیا تھا۔

"ہاں الینا اور تابش ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اس لیے ہم نے بھی اسی میں بھلائی جانی کے رشتہ طے کر دیں۔۔۔ رہی بات نہال کی تو۔۔۔"

"تو وہ کچھ نہیں نگہت بس تم اسے ابھی بلا لاؤ میں انگھوٹی پہنا کر رشتہ پکا کر دوں۔" ان کی بے بسی دیکھ کر نگہت کو سمجھ نہ آیا کیا کریں۔ اسفندیار سے مشورہ کیے بغیر وہ ایسا قدم نہیں اٹھا سکتی تھیں۔ حالانکہ انہیں اندازہ تھا کہ نیلوفر اور عمر بھائی خاصے اچھے خاندانی لوگ تھے۔ پیسے کی ریل پیل الگ ان کے ہاں تھی۔ نہال جیسی سادہ، کم گو، بے حد مشرقی لڑکی ان کے گھر کے لیے بہترین تھی۔ خود نیلوفر بھی ہر وقت سر پر دوپٹہ لیے رکھتی تھیں حالانکہ ان کے حلقہ احباب میں نگہت سمیت کوئی بھی سر نہیں ڈھانپتا تھا۔ نہال کو انہوں نے کبھی بھی فرنگی لباس میں نہیں دیکھا تھا۔ وہ ہمیشہ شلوار قمیض اور دوپٹہ پھیلا کر اوڑھے رکھتی تھی۔ جبکہ الینا پینٹ شرٹ میں ملبوس ہوتی تھی۔ اس پر کبھی اس بات کو لیکر روک ٹوک بھی نہیں تھی۔ عدنان بھی باہر کا پڑھا لکھا ہونہار لڑکا تھا۔ اس سے بہتر نہال کے لیے کوئی رشتہ ہو ہی نہیں سکتا تھا لیکن نہال اسفندیار کی ذمہ داری تھی، وہ ان کے علم میں لائے بغیر فیصلہ کر ہی نہیں سکتی تھیں۔

"کیا سوچ رہی ہو نگہت؟ کیا تم نے فرہاد کے لیے؟" وہ تشویشی انداز میں گویا ہوئیں پر نگہت نے فوراً انکی بات کو کاٹا،

"ارے نہیں نہیں۔۔۔ایسی بات نہیں ہے۔فرہاد کی چوائس مختلف ہے میں اس کے لیے اپنے ہم پلہ میں ہی ڈھونڈوں گی۔ویسے تونہال بھی مالی طور پر مضبوط حیثیت رکھتی ہے۔اس کے والدین نے بہت سرمایا اس کے لیے اپنی زندگی میں ہی اس کے نام کر دیا تھا۔لیکن رہن سہن طور طریقے تو تم جانتی ہو نا نیلوفر۔۔۔وہ میرے گھر کے لیے بلکل بھی سوٹبل نہیں ہے۔۔ہاں تمہارے گھر کے طور طریقوں پر وہ پورا اترتی ہے۔"وہ رواداری سے بولیں،

"پر تم مجھے وقت دو میں اسفند سے مشورہ کرلوں۔۔۔پھر تمہیں لازمی بتاؤں گی۔"نگہت نے جیسے ہری جھنڈی دکھا کر انہیں خوش کر دیا تھا۔وہ پُر امید کے ساتھ اٹھیں اور ان سے گلے ملیں۔

"بس اب اگلی بار میں جب آؤں گی تو نہال کو انگھوٹی پہنا کر ہی جاؤں گی۔"وہ دلشاری سے گویا ہوئیں اور نگہت نے جیسے انہیں مزید باور کروایا۔

نیلوفر کے جاتے ہی نگہت وہیں بیٹھی اس موضوع پر سوچتی رہی تھیں۔دماغ میں کئی خیالات آرہے تھے۔شمع لونگ ایریا میں آئی اور میز پر سے برتن ہٹانے لگی جب نگہت اس سے گویا ہوئیں،

"شمع الینا آ گئی ہے؟"نگہت نے پوچھا۔

"نہیں بیگم صاحبہ۔" شمع نے جواب دیا۔ نگہت نے پُر سوچ انداز میں شمع کو دیکھا اور لب وا کیے،

"ٹھیک ہے تم ایک کام کرو یہاں سے سمیٹ کر نہال کو میرے پاس بھیجو۔"

"جی بیگم صاحبہ۔" وہ تابعداری سے گردن ہلاتی ہوئی چلی گئی۔

نہال سلام پڑھ کر نماز مکمل کر رہی تھی جب شمع نے دروازہ ناک کیا تھا۔ اس کے کہنے پر شمع اندر آئی اور نگہت کا پیغام دے کر چلی گئی۔

"مامی نے بلایا ہے؟ اب کیا کر دیا میں نے۔۔" وہ اپنے اگلے پچھلے کارناموں پر نظر ثانی کرتی ہوئی اٹھی۔ جائے نماز طے کر کے رکھا اور دوپٹہ کاندھوں پر ترتیب دے کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

نگہت پورے طمطراق سے اسے صوفے پر براجمان ملیں۔ ان کا پروقار اور بارعب انداز نہال کو ہمیشہ سراسیمہ کر دیتا تھا۔ نفیس سی پرنٹڈ ساڑھی زیب تن کیے اور بلوڈرائے بال میں وہ بلاشبہ اس گھر کی ملکہ لگ رہی تھیں۔

"آپ نے بلایا مامی؟" نہال کی بمشکل آواز ابھری۔ سابقہ واقعہ یاد آیا جب طیش میں نگہت اسے بہت کچھ سنا چکی تھیں۔

Clubb of Quality Content

"ہاں بیٹھو۔" نگہت نے پاس رکھے صوفے پر اشارہ کیا۔ وہ خود ٹانگ پر ٹانگ جمائے ایک ہاتھ گھٹنے پر ٹکائے بیٹھی تھیں دوسرا ہاتھ انہوں نے گود میں رکھا تھا۔ گھٹنے پر رکھے ہاتھ کی مخروطی انگلیوں میں نفیس سی انگھوٹی جگر جگر کر رہی تھی۔ نہال سر کو جنبش دیتی ہوئی صوفے کے کنارے پر ٹک گئی۔

"پڑھائی کیسی جا رہی ہے تمہاری۔۔۔ غالباً آخری سال ہے تمہارا؟" نگہت نے پوچھا تو نہال کو حیرانگی ہوئی۔ اتنے مہینوں میں کبھی انہوں نے اس بارے میں پوچھا ہی نہیں تھا۔

"ج۔۔۔جی اچھی جا رہی ہے۔" حیرانگی کو جھٹک کر نہال نے جواب دیا۔

"ہمم گڈ۔۔۔ آگے کیا سوچا ہے تم نے؟" نگہت نے اگلا سوال کیا تو وہ الجھ گئی۔ اس کے چہرے کے تاثر صاف واضح تھے کہ وہ بلینک تھی۔

"تم نے کچھ نہیں سوچا آگے کیا کرنا ہے؟" نگہت نے تیوری چڑھا کر کہا تو نہال بے ڈھب سی ہو گئی۔

"آگے پڑھنا چاہتی ہو یا پھر تم چاہتی ہو کہ سیٹل ہو جاؤ شادی ہو جائے؟" نگہت نے خود ہی اسے آپشن دیئے پر وہ لاجواب ہی رہی۔ سچ تو یہ ہی تھا اس نے مستقبل کے حوالے سے کچھ بھی نہیں سوچا تھا۔ البتہ یہ ضرور خیال آیا کہ وہ شادی کر کے اپنے ماموں کو اس فرض سے سبق دوش کر دے گی۔

"کچھ سوچا نہیں جو آپ لوگوں کو بہتر لگے۔" اس نے بہتری اسی میں جانی کہ فیصلہ ان پر ہی چھوڑ دے۔ نگہت جانچتی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھیں۔

" صحیح۔۔۔ آگے پڑھنا نہ پڑھنا تمہارا فیصلہ ہے۔۔۔ اگر تمہاری خواہش ہو گی، تمہیں کوئی روکے گا نہیں البتہ اگر تم شادی کے آپشن پر جاتی ہو تو مجھے تمہیں بتانا لازمی ہے کہ نیلوفر جو تم پر اتنی محبت نچھاور کر رہی تھیں وہ اس لیے کہ وہ اپنے بیٹے عدنان کے لیے تمہیں پسند کر گئی ہیں۔" نگہت نے جتنی رواداری سے کہا اتنی ششدر وہ بات سن کر ہو گئی۔

"میں نے کوئی فیصلہ نہیں سنایا ظاہر ہے تمہاری زندگی ہے تم بہتر سمجھتی ہو۔ اسفند سے بھی مشورہ کروں گی لیکن تمہارے گوش گزار کرنا ضروری تھا۔ نیلوفر کی فیملی سے ویسے بھی ہماری بہت پرانی ٹرمز ہیں۔ عمر بھائی اسفند کے قریبی حلقے احباب میں سے ہیں۔ عدنان ہونہار اور لائق ہے۔۔ مجھے کہیں سے بھی اس رشتے میں جھول نظر نہیں آتا لیکن پھر بھی فیصلہ تمہارا ہو گا۔۔۔ تم چاہو تو اپنے ماموں سے اس بارے میں مشورہ لے سکتی ہو۔۔۔ یہ نہ ہو کل کو تمہیں کوئی پریشانی ہو اور تم ہم پر الزام تراشی کر دو کہ ہم نے تم سے پوچھے بغیر رشتہ طے کر دیا۔" احساس و جزبات کہاں تھا، صرف سفاک لہجہ تھا۔ نہال کو اپنا آپ خول میں جاتا محسوس ہوا۔

آج اسے یقین ہو چلا تھا کہ ماموں واقع اس کی موجودگی صرف اسفندیار کی وجہ سے برداشت کر رہی تھیں۔ وہ سرے سے ہی اسے قبول نہیں کر سکی تھیں۔ دل میں درد تو اٹھا تھا پر اس کی شدت اتنی گہری نہیں تھی۔ وہ نگہت کے مزاج سے شروع سے واقف تھی۔ خود بھی کئی بار شادی کا فیصلہ لے چکی تھی تاکہ جلدی ان کو خود سے آزاد کر دے پر آج نگہت کے منہ سے نکلے الفاظ نہ جانے کیوں اسے تکلیف دے رہے تھے۔ کچھ لمحات خاموشی کے نزر ہوئے تو نگہت اٹھ گئیں۔ وہ بھی جس سکتے میں تھی فوراً نکلی اور صوفے سے کھڑی ہو گئی۔

"تم آرام سے سوچ لو اسفند سے بات کر لو تمہیں شاید انکا فیصلہ بہتر سمجھ آئے۔" بے نیازی سے کاندھے اچکائے تو نہال کو جیسے اندازہ ہوا کہ اس کی خاموشی مزید ان دونوں کے درمیان رشتے کو پیچیدہ کر دے گی۔

"آپ کو بہتر یہ ہی لگتا ہے کہ رشتہ یہاں طے ہو جائے؟" نہال نے خاموشی کا بندھ توڑا۔

"میرے نزدیک تو یہ ہی بہتر ہے۔۔۔" وہ شانِ بے نیازی سے کاندھے اچکا گئیں۔

"تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔" نہال نے پر اعتماد انداز میں کہا تو نگہت بھی حیران ہوئیں۔

"آپ بھلے ماموں سے خود بات کر لیں۔۔۔ آپ نے جو میرے لیے سوچا ہو گا بے شک بہتر ہی سوچا ہو گا۔۔۔ اور مجھے آپ کا ہر فیصلہ قبول ہے۔" نہال نے رسانیت اور محبت سے چور مگر لہجہ نارمل کرتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content

"آر یو شور؟" نگہت نے اسکے اچانک فیصلے پر پھر تصدیق مانگی تو وہ سر کو جنبش دینے لگی۔

"ہمم۔۔تو پھر ٹھیک ہے میں اسفند سے آج بات کر لوں گی اور تمہارا فیصلہ بھی سنا دوں گی۔" نہال کو لگا جیسے وہ مطمئن ہوئیں یا شاید اسکا وہم تھا۔ نگہت کہہ کر چلی گئیں اور نہال مدھر سی مسکراہٹ لیے وہیں کھڑی رہی۔ اس امید سے کہ شاید اس فیصلے سے ممکن ہے ان دونوں کے درمیان کھڑی سرد دیوار گر جائے۔ شاید مامی اس کی مامی جان بن جائیں، شاید وہ اس پر التفات ظاہر کر دیں۔ وہ وہیں کھڑی کتنی دیر یہ ہی سوچتی رہی تھی۔ اس مہم میں پڑتے ہی جو منفی خیالات اس کے دماغ میں اُمڈ رہے تھے چھٹ گئے۔ اس نے اس تمام واقعہ کو مثبت انداز سے سوچنا شروع کر دیا کہ شاید مامی کی خواہش مان کر وہ ان کے دل میں اپنے لیے کڑواہٹ کو مٹھاس میں بدل دے گی۔

"میں پوچھ سکتا ہوں اتنی جلدی کیا ہے؟"

"اسفند کون سا نیلوفر قاضی صاحب کو ساتھ لیکر نکاح پڑھا کر گئی ہیں۔۔۔ آپ اتنے پریشان کیوں ہو رہے ہیں؟" اسفندیار کی جھنجھلاہٹ پر نگہت نے وضاحت دی۔

"اگر نیلوفر بھابھی نے ایسی کوئی خواہش ظاہر کی بھی تھی تو تمہیں پہلے مجھ سے کہنا چاہیے تھا نہ کہ نہال سے۔" وہ نگہت پر بھڑک رہے تھے۔

Clubb of Quality Content

"میں ممانی ہوں اسکی۔۔اتنا حق تو رکھتی ہوں کہ اس سے پوچھ لوں۔۔۔جو کام آپکو کرنا تھا وہ میں نے کر لیا۔۔۔اور مجھے یہ بتائیں عدنان میں ایسی کون سی خرابی ہے جو نہال کے لیے وہ بہتر نہیں؟ نیلوفر اور عمر بھائی ہمارے بہت اچھے اور پرانے دوست ہیں۔۔۔انہوں نے ہماری دوستی کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک یتیم بچی کو منتخب کیا وہ بھی اپنے اکلوتے سپوت کے لیے۔۔۔ تو پھر اس دوستی کی ہی خاطر ہمیں بھی یہ سوچنے میں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔" نگہت بھی خفت سے کہنے لگیں۔اسفندیار نے ان کی جانب سے پشت کر لی تھی۔وہ غیر مرئی نکتے کو دیکھتے ہوئے گویا ہوئے،

"میں نے کم از کم نہال کے حوالے سے یہ نہیں سوچا تھا۔۔"انہوں نے زیر لب کہا۔انداز پژمردہ تھا۔نگہت سوالیہ نگاہوں سے دیکھتی ہوئی ان کے مقابل کھڑی ہو گئیں۔

"تو پھر آپ بتائیں آپ نے نہال کے لیے کیا سوچا ہے جب تک آپ مجھے بتائیں گے نہیں آپ کے دماغ میں کیا چل رہا ہے مجھے الہام ہو گا؟" نگہت کے لہجے میں چڑچڑاہٹ کا عنصر تھا۔اسفندیار نے انہیں معنی خیزی سے دیکھا تو نگہت ایک دم ٹھٹکیں۔

"نو نو اسفند۔۔۔یو ڈونٹ گیٹ دیئر!" انہوں نے معنی اخز کر کے ان کے ارادے سے نفی کی۔

"اسفند میں جانتی ہوں کہ نہال آپکی عزیز از جان بہن کی بیٹی ہے پر یہ مت بھولیں کہ مقابل میں آپ جس کا اس کے ساتھ انتخاب کر رہے ہیں وہ میرا اکلوتا بیٹا ہے!" نگہت نے تردید میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔ اسفندیار خاموش کھڑے انکی بات سن رہے تھے۔

"الینا کے لیے بھی میں نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا کیونکہ آپ اس کے ساتھ کھڑے تھے پر فرہاد کے لیے میں یہ سب ہونے نہیں دوں گی۔ ہاں نہال آپ کی بھانجی ہے پر اس گھر کے لیے بہو کی صورت میں سرے سے نامناسب ہے۔ میرے نزدیک فرہاد اور نہال کا رشتہ بے موزوں ہے کیونکہ میں فرہاد کو جانتی ہوں۔ اس کے حلقہ احباب سے واقف ہوں۔ وہ جو پاکستان سے زیادہ باہر رہا ہے۔۔۔ وہ نہال جیسی مشرقی لڑکی کو اپنی نصف بہتر کے طور پر کبھی قبول نہیں کرے گا۔۔۔ آپ یہ سوچ بھی کیسے سکتے ہیں اسفند۔۔۔ اور آپ نہال کے حوالے سے اتنا آگے نکل گئے یہ خیال نہیں آیا کہ فرہاد ہی قبول نہیں کرے گا؟" ان کا بس نہیں چل رہا تھا کیا کر ڈالیں۔

"نگہت الینا اور تابش ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں۔۔۔ میں نے الینا کے معاملے میں اپنی نہیں بلکہ الینا کی مانی تھی۔۔۔ اور تابش کا خاندان ہمارا ہم پلہ ہے۔۔۔ تو اس میں کیا حرج ہے؟" اسفند کہہ اٹھے۔

"ہاں تو میں کب کہہ رہی ہوں کچھ۔۔۔اس کی پسند تھی حالانکہ میں نے اس کے لیے بھی بہتر سوچ رکھا تھا پر اسکی پسند کے آگے میں نے خود کو روکا۔ لیکن آپ جانتے ہیں کہ فرہاد میرے لیے کتنا اہم ہے اسفند۔ اوّل روز سے الینا آپ سے جڑی رہی ہے اور فرہاد مجھ سے اٹیچڈ ہے۔۔۔اور اکلوتا بیٹا بھی ہے جو اس گھر اور بزنس کو ہمارے بعد لیکر چلے گا۔ میں اس کے لیے خود انتخاب کروں گی۔۔۔ بلکہ میں تو پہلے ہی منتخب کر چکی ہوں۔ جو فرہاد کے ساتھ خوب جچے گی۔۔۔اس حوالے سے میں فرہاد سے خود بات کروں گی۔۔۔پہلے الینا کی گرینڈ منگنی ہو جائے پھر میں فرہاد کے لیے قدم اٹھاؤں گی۔۔۔ایک تو بزنس میں اتنا غرق ہے۔۔۔ عمر نکلتی جا رہی ہے اور موصوف کو شادی کا ہوش تک نہیں۔۔۔اور آپ اس میں میرا ساتھ دیں گے۔۔۔ کم از کم اسکی ماں ہونے کے ناتے میں اتنا تو حق رکھتی ہوں۔۔۔"وہ کہہ کر کچھ دیر رکیں۔ پر جب اسفند کے پاس سے خاموشی ملی تو وہ آگے بڑھ کر انکے ہاتھ کو تھامتی ہوئی نرمی سے کہنے لگیں۔

"آپ اتنا کیوں سوچ رہے ہیں اسفند؟ نہال کے لیے یہ منتخب رشتہ بہترین ہے خود نہال کو اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں آپ چاہیں تو خود پوچھ لیں۔" نگہت نے مدھم آواز میں اسفند کو آگاہ کیا تو وہ بھی معاملے کی نزاکت کو سمجھنے لگے۔

"ہمم تم نے تسلی کر لی تھی نہال سے؟"

"جی وہ تیار ہے اسے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔" نگہت نے کہا۔

"ٹھیک ہے پر۔۔" انہوں نے انگشتِ شہادت اٹھا کر جیسے نگہت کو متنبہ کیا،

"نیلوفر بھابھی کو سمجھا دینا۔۔۔ ہمیں جلدی نہیں ہے۔۔۔ وہ ابھی پڑھ رہی ہے ہو سکتا ہے آگے پڑھنے کی خواہش رکھتی ہو۔۔۔ ہم شادی بعد میں بھی رکھ سکتے ہیں۔۔۔ رہی بات نہال سے بات کرنے کی تو وہ میں خود اس سے کروں گا پہلے الینا کی منگنی ہو جائے۔"

"اوکے آپ بے فکر رہیں میں نیلوفر کو کہہ دوں گی کہ فوراً شادی کا ارادہ نہیں۔۔" نگہت زیر لب مسکرائیں اور ڈریسنگ کے پاس چلی گئیں۔ اسفندیار ٹینشن سے کن پٹی انگلیوں سے مسل رہے تھے جب نگہت بلڈ پریشر کی دوائی لے آئیں۔

"تم جب دیکھو ٹیبلٹ لے آتی ہو" نگہت کو پانی کا گلاس اور دوائی لاتے دیکھ کر اسفند نے کہا۔

"آپ نہال کو لیکر ٹینشن لینا بند کر دیں میں ٹیبلٹ دینا بند کر دوں گی" نگہت نے مسکرا کر کاندھے اچکا کر کہا۔

"تھینک یو! میں فریش ہو کر آتا ہوں" وہ واش روم کی طرف بڑھ گئے جب نگہت نے سکون کا سانس لیا۔

"پہلے اسماء تھی اور اب اسماء کی بیٹی!" اسفند کو پریشان دیکھ کر نگہت نے ہاتھ جھاڑے اور متنفر انداز میں کہتی ہوئی کمرے سے نکلے گئیں۔

وہ بیگ رکھ کر پانی پینے کے غرض سے کچن میں گئی جب نوکروں کی ہل چل نے اسے متحیر کیا تھا۔ معمول میں تو ویسے بھی نوکروں کو ہمیشہ مستعدی سے کام کرتے دیکھا تھا پر آج رفتار میں اضافہ دیکھ کر وہ سوچ میں پڑ گئی تھی۔ فریج سے ٹھنڈے پانی کی بوتل نکال کر گلاس میں پانی ڈالا اور پینے لگی جب شمع کچن میں داخل ہوئی۔ وہ بھی معمول سے تیز کام کر رہی تھی۔

"شمع خیریت آج اتنی بھاگ دوڑ کیوں لگی ہے؟ الینا کی منگنی کو تو ابھی کئی دن باقی ہیں۔" اس نے گلاس رکھ کر شمع سے پوچھا جو قیمہ نکال کر اس میں مصالحے ڈال رہی تھی۔

"اوہ بی بی جی آپ کو نہیں معلوم؟"، شمع نے سوال جھاڑا تو نہال شکن آلود ماتھے سے اسے دیکھنے لگی۔

"ارے فرہاد صاحب آگئے ہیں۔۔۔ اچانک آکر انہوں نے اسفند صاحب اور نگہت صاحبہ کو وہ کیا کہتے ہیں۔۔۔" وہ لفظ سوچنے میں ایسی مگن تھی کہ نہال کو ٹھٹک کر وہیں ساکن ہوتے نوٹ نہیں کر پائی۔

"ہاں سرپرائز! انہوں نے سرپرائز دیا ہے بی بی جی۔۔۔ آپ ابھی آئی ہیں نا کالج سے اس لیے نہیں معلوم سب درائینگ روم میں موجود ہیں۔ بیگم صاحبہ کا خاص حکم ہے کہ فرہاد صاحب کے پسندیدہ کھانے بنائے جائیں۔ گھر کو چماچم کر دیا جائے کیونکہ فرہاد صاحب کو گندگی بلکل

بھی نہیں پسند۔۔۔انکا کمرا ابھی از سر نو صاف کیا جا رہا ہے۔۔۔" وہ کیا کہہ رہی تھی نہال کی سماعت سے جیسے الفاظ ٹکرا کر واپس جا رہے تھے۔اس گھر کے دو ہی تو مکین تھے جن سے وہ ہمیشہ سے گھبرا جایا کرتی تھی،ایک نگہت اور دوسرا فرہاد۔اس کا جب جب پہلے بھی فرہاد سے سامنا ہوُا،اس کا اکھڑ لہجہ نہال کو پست کر دیتا تھا۔

وہ کچن سے نکلی اور حالت درست کرتی ہوئی ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گئ۔دل تو نہیں چاہ رہا تھا پر اب وہ بھی اس گھر کی فرد تھی ایسے میں روم میں جا کر بند ہو جانا اس کے بس میں کہاں تھا۔

ڈرائنگ روم کا ماحول آج الگ ہی روپ دکھا رہا تھا۔ہنسنے بولنے کی آوازیں اسے دور سے آنا شروع ہو گئی تھیں۔

"بھائی سارا سامان لائے ہیں نا جو لسٹ دی تھی؟"الینا کی آواز نہال تک پہنچی جو دبے قدموں سے دھیمی رفتار کے ساتھ آ رہی تھی۔

"ویسے بہت بری بات ہے تم دونوں نے پلان بنایا اور بتایا بھی نہیں۔"نگہت جھکتی ہوئی نالاں انداز میں بولیں۔

"ارے ہم سے مزاق نہیں کریں گے تو کس سے کریں گے۔"اب اسفند کی آواز کمرے سے باہر سنائی دی۔وہ چوکھٹ تک پہنچی تو فرہاد کی آواز سے قدم وہیں جامد ہو گئے۔

"میں تو بتا کر آرہا تھا پر الینا کا ہی آئڈیا تھا آپ دونوں کو سرپرائز دینے کا۔" وہ داخل ہوئی تو عین سامنے فرہاد کھڑا مخاطب ہوتے ہوئے اس کی جانب دیکھنے لگا۔ سب ہی کی نظریں اس کی طرف اٹھی تھیں۔

"اسلام وعلیکم! مجھے ابھی شمع سے پتہ چلا تم آئے ہوئے ہو۔" جھجھک کو قابو میں کرتے ہوئے اس نے پر اعتماد انداز اپنایا اور گویا ہوئی۔

"کیسی ہو نہال؟ پھوپھو کا پتہ چلا بہت افسوس ہؤا۔ میں کام کی مصروفیت سے میت اٹینڈ نہیں کر سکا۔"

"کوئی بات نہیں۔۔۔۔"

"اچھا مام پلیز چیک کروائیں کمرا صاف ہو گیا ہو تو میں اب جا کر فریش ہوں۔" وہ کچھ اور بھی کہنا چاہ رہی تھی جب اسے نظر انداز کرتا ہؤا وہ نگہت سے گویا ہوا۔ حالانکہ پھوپھو تو رحمی رشتوں میں شمار تھیں۔ پھر بھی کام سے اتنی فرصت نہیں ملی تھی کہ آ کر ان کا نماز جنازہ ہی اٹینڈ کر لیتا۔ چلو نہ کر سکا۔۔۔ نہ سہی۔۔۔ نہال فرسٹ کزن تھی، ہمدردی کے دو بول تو اس کا حق تھے وہ بھی کہنا دشوار تھا۔ یہ ہی سپاٹ انداز، دوٹوک لہجہ، لا احساس، بے رعنائی، غیر قرار دینے کا سلوک۔ یہ ہی وجوہات تھیں کہ وہ ماموں کے گھر رہنے سے جھجھک رہی تھی۔ نگہت کا رویہ تو پھر بھی نہال جیسے تیسے برداشت کر لیا کرتی تھی پر فرہاد مرد ہونے کی حیثیت

سے اس پر شدید اثرات چھوڑ دیتا تھا۔وہ خود کو اس فیملی سے الگ محسوس کرنے لگتی تھی۔ اپنے خول میں بند ہو کر رہ جاتی تھی۔ بچپن تو ہنس کھیل کر گزار دیا تھا پر جب صحیح معنوں میں ہوش سنبھالا تو نگہت اور فرہاد کو ایک طرف اور الینا اور اسفندیار کو دوسری طرف ہی پایا۔

وہ وہاں کچھ دیر کھڑی رہی پھر جب سب منتشر ہونے کی حیثیت سے چلے، وہ پہلے قدم بڑھاتی ہوئی اپنے کمرے کی طرف نکل گئی۔ آنسوؤں کا ریلا تھا جو کسی بھی وقت سیلاب کی مانند بہہ جاتا۔ منظر دھندلا گیا تھا۔وہ تیز چلتی ہوئی نظریں چراتی کمرے میں کچھ دیر بند ہونا چاہتی تھی کہ یکایک اس کا پیر زمین پر رکھے پیالے سے ٹکرایا اور سنوبال جو اس پیالے میں منہ دیئے کھانا کھا رہی تھی، دھاڑی! نہال سٹپٹا کر پیچھے ہٹی اور آنکھیں رگڑ ڈالیں۔پیالے میں موجود سنوبال کا سارا کھانا زمین پر گر گیا تھا۔اپنی حرکت سے شرمندہ ہو کر نہال نے سنوبال کو دیکھا تو چہرے پر طیش صاف ظاہر تھا۔وہ ہک دک بلی کو دیکھے جا رہی تھی۔ ہر بار بچاری نہال کے بھونڈے کرتوتوں کے لپیٹے میں آجایا کرتی تھی پر آج اس بے زبان جانور کی آنکھوں میں کچھ تھا جسے نہال نے بھی بغور دیکھا تھا۔نہال جھک کر اسکا کھانا اٹھانے لگی تو سنوبال پھر دھاڑی، نہال ڈر کر پیچھے ہٹی۔ کہیں وہ پنجا ہی نہ مار دے۔نہال وہیں سے ہی کمرے کی جانب بھاگ گئی۔

پھر ہوا کچھ یوں کہ وہ اپنا راستہ بدل دیا کرتی تھی، جہاں فرہاد کے قدموں کی چاپ اسے سنائی دیتی۔اس منظر سے غائب ہو جاتی، جہاں فرہاد موجود ہو۔خوش نصیبی تو یہ بھی تھی کہ اس کے امتحان سر پر تھے۔جب سب ساتھ بیٹھے ہوتے، وہ پڑھائی کا عذر کر کے وہاں سے چلی جاتی۔پر کھانے کے وقت خصوصاً صبح کا ناشتہ اور رات کا کھانا، ان دو دورانیے میں کوئی راہ فرار نہیں سوجھ پاتی تھی۔یہاں اسے بمشکل سب کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا ہوتا، خود کو نارمل دکھانا ہوتا، اس مکمل پزل میں ناکارہ پیس کی مانند زبردستی خود کو جوڑنا ہوتا۔خود کو کمپوز رکھنا پڑتا۔یہ ابھی کی تو بات نہ تھی۔وہ ہمیشہ فرہاد کے سامنے دبو سی ہو جاتی تھی۔اس کا دراز قد، چوڑی جسامت، خوش رنگ، کسرتی بازو، تیکھے نقوش، پرکشش آواز، جاذب نظر، کیا نہ تھا اس میں جو نہال کو بے ڈھب کر دیتا تھا۔وہ ہمیشہ سے اس شخص کے بے نیاز انداز کے بارے میں سوچتی رہتی اور اس کا نہال کے ساتھ رویہ تکلیف دینے سے کم نہ تھا۔

اس سے قبل تو پہلے کبھی اس نے فرہاد کے اطوار و انداز پر غور نہیں کیا تھا۔پر اب چونکہ ایک ہی چھت کے نیچے تھی تو اسے جانچا کرتی تھی۔وہ محبت سے چور لہجے میں اپنی ماں سے بات کیا کرتا تھا۔الینا کے ساتھ بھرپور شفقت و محبت سے پیش آتا تھا۔اسفندیار کے ساتھ شائستہ انداز اپناتا۔وہ نگہت کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کرتا تھا پھر خواہ وہ اسفندیار کی طرف

سے مزاق ہی کیوں نہ ہو۔ وہ اپنی ماں کا لاڈلا تھا۔ آفس سے واپسی پر اکثر نگہت کے پاس بیٹھا ملتا تھا۔

اسکول کالج اور پھر یونیورسٹی، کہاں اس نے بہترین نتائج نہ دکھائے تھے۔ وہ خاندان کا سب سے ہوشیار اور شاندار شخص جانا جاتا تھا۔ نگہت کی طرح مضبوط نظم و ضبط کا مالک۔ صفائی کا کیڑا اس کے اندر پھنا تا پھرتا تھا۔ تب ہی اس کا ہر لباس شکن سے پاک ہوتا۔ زلفیں ہمیشہ پیچھے کی طرف سیٹ کرتا جس سے اسکا چوڑا ماتھا گوری رنگت سے چمکتا تھا۔ زمہ دار تھا، خوب محنت اور لگن سے اسفندیار کے ساتھ بزنس سنبھالے ہوئے تھا۔ وہ کسی بھی لڑکی کے لیے ایک پرفیکٹ پارٹنر تھا۔ نہال مرعوب نہ ہوتی تو کیا ہوتی۔ لیکن اس کے دل میں کبھی بھی فرہاد کے لیے کوئی رمق نہ چمکی تھی۔ کوئی دھڑکن بے ترتیب نہ ہوئی تھی۔ وہ خود کو اس سے بہت نیچے سطحی منزل پر سمجھتی تھی۔ وہ اس کے لیے بہت اونچے مقام پر فائز تھا جہاں نہال کا پہنچنا آسان نہیں تھا۔

اسفندیار کی فرمائیش پر آج اس نے شامی کباب بنانے کی ٹھانی تھی۔ کچھ روز قبل شمع کے بنائے شامی کبابوں پر خوب نقس نکالے گئے تھے۔ باتوں باتوں میں آسماء کا ذکر ہوا جو اپنی کوکنگ کے لیے پورے خاندان میں مشہور تھیں۔ صاف بات تو یہ تھی کہ خود نگہت بھی

دیسی کھانوں میں ایسی ماہر نہیں تھیں پر اچھا پکا لیا کرتی تھیں لیکن اسفندیار دیسی کھانوں کے ہی شوقین تھے۔ماں کا ذکر سنتے ہی نہال کے لبوں پر مسکراہٹ سج گئی تھی۔وہ جانتی نہیں تھی کہ اسکے ماموں کو شامی کباب کس قدر پسند ہیں ورنہ پہلے ہی کئی بار بنا کر کھلا چکی ہوتی۔وہ کھانا پکانا جانتی نہیں تھی لیکن کچھ مخصوص کھانے وہ اپنی ماں کو دیکھ دیکھ کر سیکھ چکی تھی۔اس نے آج پوری دل جوئی سے کبابوں کی تیاری کی تھی۔آستین اوپر چڑھائی، دوپٹہ ایک کاندھے پر رکھ کر دوسری طرف سے گٹھان باندھے وہ کچن میں مستعدی سے کباب تیار کر رہی تھی۔ البتہ باقی کھانا شمع ہی تیار کر رہی تھی۔نہال کے کہنے پر ہی شمع نے آج مٹن کا پلاؤ تیار کیا تھا۔ ساتھ رائتہ، سلاد، چٹنی سب نہال نے بنا لیے تھے۔وہ ماموں کو خوش کر دینا چاہتی تھی۔

رات کا کھانے کا وقت ہوا جاتا تھا۔اس نے اپنی سی کوشش سے پوری میز سیٹ کی اور تمام برتن چن دیئے تھے۔آخری تنقیدی نگاہ ڈالتی ہوئی وہ پیچھے مڑی تو پتہ چلا گھر کے مکین داخل ہو رہے تھے۔اشتہاء انگیز خشبو قوتِ شامہ سے ٹکرائی تو اسفندیار ایک دم مسکرائے۔

"ارے واہ بنا لیے بیٹا کباب تم نے؟" وہ سرشاری سے کہہ اٹھے۔نہال نے سر کو جنبش دی اور سب کے ساتھ بیٹھ گئی۔خوشبو سے الینا کی بھی بھوک چمک اٹھی تھی۔

نہال نے خود اسفندیار کو پلیٹ میں کباب، رائتہ، چٹنی نکال کر دیا۔وہ تو نگہت کو بھی خود اپنے ہاتھوں سے سرو کرنا چاہتی تھی لیکن وہاں اعصاب تنے دیکھ کر نہال کی ہمت جواب دے

گئی۔البتہ اس نے لوازمات خود اٹھا کر انہیں دیئے اور اسی میں غنیمت جانی۔الیناا ور فرہاد نے بھی اپنی اپنی پلیٹ میں پلاؤ اور کباب کے ساتھ لوازمات رکھے اور کھانا شروع کر دیا۔نہال کی نگاہ بس اسفندیار پر ٹکی تھی۔وہ پہلا لقمہ لیتے ہی چمک اٹھے۔نہال ٹکٹکی باندھے انہیں دیکھے جا رہی تھی۔ گرما گرم کباب منہ میں جا کر گھلنے لگے تھے۔گوشت میں ملے مناسب
مصالحے،ہری مرچ اور ہرے دھنیے کی خوشبو اور زائقہ،ان کے اندر تک سرایت کر گئی تھی۔ہو بہو زائقہ صرف آسماء کے کھانے سے نہیں بلکہ انکی والدہ بھی ایسے ہی کباب بناتی تھی۔ایک بھولا بھٹکا منظر دماغ کی اسکرین پر نظر آیا تھا جب وہ آسماء کے ہاں تھے اور یہ ہی کباب بنا کر آسماء نے انہیں کھلائے تھے۔

"بہترین!" بند آنکھیں کھولیں اور نہال کی طرف دیکھ کر کہا تو اسکی باچھیں کھل اٹھیں۔

"مجھے پہلے پتہ ہوتا کہ تمہیں آسماء سکھا گئی ہے بیٹا میں ہر مہینے بنواتا!" انکی خوشی انکے چہرے پر صاف عیاں تھی۔

"واقع نہال کباب بہت اچھے ہیں۔۔۔ بابا ہمارے گھر میں تو ماہر شیف موجود ہے اور ہمیں معلوم نہیں۔" الینا نے بھی دل سے تعریف کی تھی۔وہ کھل کھلائی تھی۔

"ایسی بات نہیں ہے میں زیادہ کھانا پکانا نہیں جانتی بس ایک دو چیزیں امی کو دیکھ کر سیکھ لیں۔" نہال نے کہا۔

"دیکھا بیگم۔۔۔بتاؤ ذرا کیسے بنے ہیں؟"،اسفند یار نے نگہت سے کہا جو خاموشی سے لقمے منہ میں ڈال رہی تھیں۔

"بیٹا تم نے دیکھ کر بھی سیکھ لیا۔۔۔اور ایک یہ ہیں جنہیں والدہ نے خود سکھایا پھر بھی وہ معیار نہ برقرار ہوا!"اسفند یار نے استہزایہ انداز میں کہا تھا تو نگہت کے عصاب مزید تن گئے۔نہال نے نوٹ کیا کہ فرہاد کا ہاتھ منہ تک جاتا جاتا رکا تھا۔

"میں کہتا تھا آسماء سے سیکھ لو۔۔۔پر نہیں تمہیں تو اپنی ترکیب سے بنانے کا شوق تھا۔۔۔یہ ہوتے ہیں اصل شامی کباب!"اسفند یار نے جتانے والے انداز میں کہا اور نہال کو کباب کی پلیٹ بڑھانے کا اشارہ دیا۔الینا کھانے میں مگن باپ کی بات پر مسکرا رہی تھی جبکہ عین مقابل بیٹھے دو نفوس کے ماتھے شکن آلود تھے۔نہال نے نظریں نیچے کیں اور کھانے پر دھیان دینا شروع کر دیا۔

"شمع سے کہہ دینا آج سے شامی کباب کا زمہ نہال کا ہے۔۔۔واہ بھئی مزہ آگیا۔"وہ ایک اور کباب کو چٹنی میں ڈبو کر کھاتے ہوئے کہہ رہے تھے۔نہال نے انہیں مسکرا کر دیکھا۔وہ تو ہواؤں میں اڑھنے لگی تھی۔اسے لگا جیسے آج اتنے مہینوں میں اس نے ایسا کارنامہ انجام دیا ہے جو اس کی اس گھر میں حیثیت کو اہمیت دے رہا تھا۔وہ خوداعتمادی کی طرف بڑھ رہی

تھی۔خوشی سے پھولے نہیں سمارہی تھی۔اسفندیار سے اسے لگاؤ بھی اتنا ہی تھا اور ان کے لب سے نکلی ہر تعریف اسے خول سے نکال رہی تھی۔

"کیوں نگہت بیگم کیا کہنے ہیں؟"،اسفندیار نے پھر چھیڑنا چاہا کہ اچانک فرہاد نے کانٹا اور چمچ پلیٹ پر رکھا اور اپنے باپ سے مخاطب ہوا،

"مجھے تو اس میں ایسی کوئی نئی بات نہ لگی!"، تیکھے انداز میں کرارا جواب،

"لو حد ہے۔۔۔بندر کیا جانے ادرک کا سواد۔"اسفندیار نے اس کا خیال جھٹکا۔

"ڈیڈ مام بھی ایسی ہی کباب بناتی ہیں۔۔۔مجھے اس میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوا۔۔۔ہاں وہ بات اور ہے کہ آپ ہمیشہ دادی جان اور آسماء آنٹی سے اس قدر متاثر رہے ہیں کہ مام کی طرف توجہ نہ دی۔۔۔مام کا نہیں مینٹل کوئیزین میں ماہر ہیں جن سے دادی جان اور آسماء آنٹی نابلد تھے۔۔۔وہ الگ بات ہے کہ آپ کو ایسے کھانوں کا شوق نہیں۔۔۔۔اور مام نے بھی ایسی ہی کباب کئی بار بنائی ہے ایم آئے رائٹ مام؟"، فرہاد نے مسکرا کر نگہت کی جانب دیکھا جو فرہاد کو فخر سے دیکھ رہی تھیں۔نہال کا چلتا ہاتھ تو پہلے ہی رک چکا تھا۔اب فرہاد کے لب سے نکلے الفاظ اس کی اڑان پر رکاوٹ ڈال رہے تھے۔

"تمہارے ڈیڈ کو سمجھ ہی وہ آتا ہے حالانکہ میری کئی دوستیں بھی کھانوں کی تعریف کر چکی ہیں۔"انہوں نے بھی تائیدی میں کاندھے اچکا کر کہا تھا۔

"دل رکھنے کو کہتی ہوں گی بیگم تم سیریس ہو جاتی ہو۔" اسفندیار نے پھر پینترا پھینکا۔

"جی نہیں اب ایسی بھی بات نہیں۔" نگہت نے تندی سے کہا۔

"ڈیڈ چلو مانا کے دل رکھنے کو کہتی ہوں گی۔۔۔ پر کیا آپکی بھانجی یہ نہیں جانتی کہ کھانا بنانا کس قدر صفائی کا کام ہے۔ غالباً میری زندگی میں اس گھر میں پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔" وہ کانٹا اٹھا کر کباب سے نکلے بال کی طرف اشارہ کر رہا تھا جسے دیکھتے ہی دیکھتے نہال کی آنکھیں پھٹ پڑیں۔

"کیا محترمہ کو بتایا نہیں تھا کہ پکاتے وقت زلفیں سمیٹ لیں؟"، اس نے سفاک انداز میں نگہت سے کہا جن کے چہرے پر تمسخرانہ مسکراہٹ آتے آتے رکی۔

"اوہ ہو ایک بال ہی تو ہے۔۔۔ تم بھی حد کرتے ہو فرہاد ایک طرف رکھ کر کھا لو!" نہال کو احساس توہین میں دیکھتے ہوئے اسفندیار نے معاملہ رفع دفع کرنا چاہا۔

"ڈیڈ آپ کھائیں اپنی بھانجی کے کباب۔۔۔ میری بھوک ہی ختم ہو گئی ہے۔۔۔ کم از کم مام کے کھانوں میں ان سب کا سامنا نہیں کرنا پڑتا بلکہ اس بات کا دھیان تو شمع بھی رکھتی ہے!" وہ چاہتا تو خاموشی سے بال ہٹا کر بھی کھا سکتا تھا۔ پر اس نے تو آسمان پر اڑھتی ہوئی نہال کو زمین پر یوں پٹخا کہ وہ سر اٹھانے کے قابل بھی نہیں رہی۔

"کچن میں کام کرتے وقت کیپ پہنتے ہیں۔۔۔ شمع کو دیکھا نہیں تھا تم نے؟" اب نگہت نے لب وا کیے تو وہ مزید جو زمین بوس تھی اندر دھنس گئی۔ ہاں اس نے دیکھا تھا شمع نے بال سمیٹ کر کیپ پہنی تھی، کیوں اسے خیال نہ آیا۔۔۔ کیوں اس نے اپنے بالوں کو نہ باندھا۔

"اوہ مام ہو جاتا ہے۔۔۔ ڈونٹ یو ریمیمبر ایک بار میں نے بھی کسٹرڈ بنایا تھا اور اس میں بھی بال چلا گیا تھا۔۔۔ آپ لوگ خواہ مخواہ بال کی کھال نکالے جا رہے ہیں۔۔۔" الینا جو خاموش تماشائی بنی دیکھ رہی تھی نہال کی پوزیشن کو سمجھتے ہوئے میدان میں کودی۔ پر فائدہ؟ وہ تو کھانا چھوڑ چکا تھا۔ نیپکن سے ہاتھ صاف کر چکا تھا۔

"تم پلاؤ لے لو فرہاد بھوکے مت رہو۔" نگہت نے رسان سے فرہاد سے کہا تھا۔ ماحول ایک دم سے پلٹ پڑا تھا۔

"بیٹا یہ ہے ہی خبط صفائی کے معاملے میں۔۔۔ تم فکر مت کرو تمہارے ماموں نے سیر ہو کر کھایا ہے بلکہ یہ لو۔" انہوں نے نہال کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرطِ محبت سے کہا۔ پھر ہاتھ پینٹ کی جیب میں ڈال کر والٹ نکالا اور پانچ ہزار کی نوٹ اس کے سامنے کی۔

"یہ تمہارا انعام۔۔ بہترین کوشش پر!" نہال جبراً مسکرائی اور انعام وصول کر لیا۔ ایک اچٹتی نگاہ اس نے عین مقابل بیٹھے فرہاد پر ڈالی تھی جو تمسخرانہ انداز میں مسکراتا ہوا پلاؤ کھا رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

اہانت کے سمندر میں غوطہ زن نہ ہوئی تھی تو کیا ہوئی تھی۔سب کھانا کھا کر اٹھ چکے تھے۔
فرہاد کے آنے کے بعد اکثر اس گھر میں معمول بن گیا تھا لونگ ایریا میں بیٹھ کر گفت و شنید کا۔
سب خوش گپیوں میں مصروف ہوتے اور وہ کسی طرح سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے
وہاں سے رفو چکر ہو جاتی۔آج تو ویسے بھی یہ راہ فرار لازمی تھی۔مزید ندامت کے خول میں
بند ہونے سے بہتر تھا خود ہی کمرے میں بند ہو جائے۔پر شومئ قسمت! وہ تیزی سے جوں
ہی آگے بڑھی الینا نے اس کا بازو تھام لیا۔نہال ٹھٹک کر رکی تھی۔

"روز تو پڑھتی ہو آج تو چھوڑ دو۔۔ڈیڈ کو ویسے بھی کوئی اہم بات کرنی ہے، آج ہی بتا رہے
تھے کھانے کے بعد کریں گے۔" الینا نے اسرار کیا۔وہ جو جان چھڑا کر بھاگنا چاہتی تھی الینا
کے روکنے سے مضطرب سی ہو گئی۔

"تو وہ بات تم مجھے بعد میں گوش گزار کر دینا ابھی تو جانے دو۔امتحان سر پر ناچ رہے ہیں اور
مجھے بہت سا پڑھنا ہے۔" نہال نے لجاجت سے کہا تھا۔

"اچھا ڈیڈ کے لیے کچن میں کام کرتے وقت پڑھائی یاد نہ آئی!" الینا نے لڑاکا عورت کی طرح
کمر پر ہاتھ رکھ کر اسے گھورا۔

"بلکل آئی! تب ہی تو بھرپائی کرنے جا رہی ہو۔" نہال نے کہا۔

"ارے تم دونوں وہاں کیا کھسر پھسر کر رہی ہو۔ چلو آؤ ادھر نہال بیٹی تم بھی آؤ۔" اسفندیار کی نظر پڑی تو دونوں کو بیک وقت مخاطب کیا اور نہال کو لگا جیسے اب سارے راستے اس کے لیے بند ہو چکے ہیں۔ بدل نخواستہ اسے وہاں سب کے ساتھ بیٹھنا ہی پڑا۔ وہ نہ چاہتے ہوئے بھی فرہاد کے عین مقابل ہی بیٹھی اور اس کی بے نیازی اور حد درجے کی نظر اندازی نہال کو زچ کر رہی تھی۔ وہ انگلیوں کو لاشعوری طور پر چٹختی رہ گئی تھی۔

"ہاں بھئی ایسی کیا نیوز ہے مجھے تو بہت تجسس ہے۔" پر اشتیاق لہجے میں نگہت نے فرہاد اور اسفندیار دونوں سے کہا۔ فرہاد تو مسکرا کر نظریں نیچے کر گیا لیکن اسفندیار سینا چوڑا کر کے فخریہ انداز سے فرہاد کو دیکھتے ہوئے گویا ہوئے۔

"میں مزید تمہید باندھنے کے بجائے مدعے پر آتا ہوں۔" الینا بھی متجسس سی ان کو دیکھ رہی تھی۔

"کئی مہینوں سے فرہاد یورپ میں پزیر ہمارے آفس کی برانچ میں کام کر رہا تھا۔" انہوں نے نازاں ہو کر فرہاد کے کاندھے پر ہاتھ رکھا جو باپ کے اتنی عزت دینے پر کچھ جھینپ سا گیا۔

"اور اسکی ان تھک محنت اور دن رات کام کی لگن سے میں آج کہوں گا کہ جس کلائنٹ کو حاصل کرنے کے لیے ہمارے ساتھ ساتھ کئی مقابل بزنس لگے ہوئے تھے وہ آخر کار

کانٹریکٹ ہمیں مل گیا ہے!"ان کا کہنا تھا کہ نگہت اور الینا بیک وقت خوشی اور سرشاری سے تالیاں بجانے لگیں۔

"آئے مسٹ سے مائے سن! تم نے واقع کر دکھایا میرے بغیر! اللّٰہ کے فضل سے ہماری کمپنی کو نئی ترقی موصول ہوئی ہے اور یقیناً اس کانٹریکٹ سے ہمیں خوب منافع ہو گا۔۔۔فرہاد نے البتہ یہ بات ہم سے آتے ہی اس لیے چھپائی تھی کہ کچھ نوعیت کے کام جو اسے یہاں پورے کرنے تھے وہ برخوردار نے مجھے بتائے بغیر کر لیے اور ہمارے لیے سرپرائز رکھا۔ میں تو اس فکر میں ہی رہ گیا تھا کہ دال وہاں گلی نہیں!"وہ فرہاد کا کان کھینچتے ہوئے بولے جس پر فرہاد ہنس پڑا۔

"بہت بہت مبارک ہو فرہاد مجھے تم سے ایسے ہی کام کی امید تھی۔۔۔خوب ترقی کرو اور فیملی بزنس کو آگے لیکر چلو!"نگہت فرطِ جذبات سے اٹھیں اور فرہاد کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں سمو کر اس کے ماتھے پر محبت ثبت کر دی۔

"بھائی واقع آپ تو چھپار ستم نکلے پر ڈیڈ میں حیران ہوں کمپنی کے سی ای او ہونے کے باوجود بھی آپ لاعلم رہے؟"، الینا نے کہا۔

"ہاں کیونکہ میں نے ٹیم کے کئی لوگوں کو رپورٹ باہر دینے سے منع کیا تھا میرا مقصد ڈیڈ کو سرپرائز دینا ہی تھا لہاذا ہم نے بہت سی خبریں مخفی رکھ کر کچھ ہی باتیں یہاں ظاہر کی تھیں۔" فرہاد نے الینا کے سوال کی مسکرا کر وضاحت دی۔

"اب اس کامیابی میں ہم فرہاد بھائی سے ٹریٹ کے منتظر ہیں کیوں بھائی؟" الینا صوفے سے اٹھ کر عین وسط میں کھڑی اعلانیہ انداز میں گویا ہوئی۔

"ہاں بلکل کل کا ڈنر میری طرف سے آپ سب کو!" فرہاد نے نیوز دے کر ماحول کو مزید پر جوش کر دیا۔

"نہال تم کچھ نہیں کہو گی؟"، سب ہنس بول رہے تھے جب خاموش بیٹھی نہال کو اسفندیار نے روئے سخن بنایا۔ماموں کے مخاطب کرنے پر وہ ایک پل تو سٹپٹا گئی پھر بمشکل لب وا کر سکی،

"مبارک ہو آپ سب کو۔خوب ترقی ہو بزنس میں۔۔۔" اس نے مدھر لہجے میں کہا۔

"نہال بھی چلے گی کل اور نہال کوئی بہانا نہیں!" الینا نے تنبیہہ انداز میں کہا تو اسفندیار نے بھی اس کی تائید کی۔

"ہاں ظاہر ہے نہال کوئی فیملی سے الگ تھوڑی ہے۔۔۔اس گھر کا فرد ہے!"،

"امم ماموں امتحان کی ڈیٹ بہت قریب ہے مجھے ابھی کافی پڑھنا ہے اور کورس جو مس ہو گیا تھا کور کرنا ہے۔۔۔یو گائیز کیری آن۔" اس نے عذر پیش کیا تو الینا نفی میں گردن ہلاتی ہوئی اس کے پاس آ بیٹھی۔

"کل پورا دن پڑھ لینا پڑھا کو! دو گھنٹے کی تو بات ہے۔۔۔اور کچھ نہ سمجھ آئے تو بھائی ہے نا۔۔۔کمال سمجھاتے ہیں! مجھے یقین ہے تمہاری پرابلم بھی وہ حل کر دیں گے کیوں بھائی؟" الینا نے فرہاد سے کہا اور الینا کی اس بات پر نہال کو ٹوٹ کر غصہ آیا۔وہ کیوں اس ایٹیٹیوڈ سے بھرے ہوئے شخص سے مدد لے!

"ہم کرنے کو کر دیتا لیکن فی الوقت میں برانچ میں آنے والے کلائنٹس کو لیکر مصروف ہوں۔" تمکنت خیز انداز، جو مقابل کو اٹھا کر پٹخ دے۔

"بیٹا نہال تمہیں فورس نہیں کروں گا۔تمہارا مسئلہ جائز ہے۔تمہیں لگے کہ پڑھائی اتنی کور کر لی ہے تو جوائین کر لینا۔" اسفندیار نے جیسے معاملے کا حل دیکر اس بات کو یہیں ختم کیا۔وہ سر کو جنبش دے کر پڑھائی کا کہہ کر اٹھ گئی۔لونگ ایریا سے نکلی تو توازن برقرار تھا پر باہر راہ داری میں پہنچ کر اس کی چال بے ترتیب ہو چلی تھی۔ماتھا شکن آلود، آنکھوں میں غصہ، لب بڑبڑ کرتے ہوئے۔پیر غصے سے پٹخ رہی تھی۔اسے فرہاد سے شدید الجھن ہو رہی تھی۔کیا بیر

تھی فرہاد کو اس سے! کیا بگاڑا تھا اس نے فرہاد کا۔۔۔وہ کبھی جان ہی نہ پائی اور اس کا بے گانہ انداز نہال کو ہر وقت بے چین رکھتا تھا۔

"آیا بڑا میں کلائنٹ کو لیکر مصروف ہوں ہونہہ!"فرہاد کے ہی انداز میں منہ ٹیڑھا کرتی ہوئی بولی۔

"جیسے میں تو مر رہی ہوں نا کہ فرہاد صاحب آپ مجھے پڑھا دیں۔۔آپ نہیں پڑھائیں گے تو میں کیسے پاس ہوں گی!"میز پر موجود کتابیں اٹھائیں اور بستر پر پٹخیں۔

"میری جوتی بھی مدد نہ مانگے اس گھمنڈی سے پتہ نہیں خود کو کیا لاٹ گورنر سمجھتا ہے۔۔۔ میں نے بچپن میں کبھی اسکا کھلونا تو نہیں توڑا؟"وہ پُر سوچ انداز میں گھٹنے کے بل بستر پر چڑھی اور بیٹھ کر کتاب کے ورق پلٹنے لگی۔

"توڑا بھی ہو تو کون سا گناہ کیا تھا میں نے۔۔۔ساری دنیا کا گھمنڈ اس کے اندر ہی موجود ہے! قسم سے یہ تو آواز ساتھ چھوڑ دیتی ہے اسکے سامنے آتے ہی ورنہ ایسا سناؤں!"اس نے پین کو پکڑ کر ہوائی تنبیہہ دی۔

"ریلیکس نہال ریلیکس۔"اس نے گہری سانس لیکر خود کو نارمل کیا۔

"پڑھائی کرنی ہے مجھے فالتو لوگوں کے بارے میں سوچنے کا بھی وقت نہیں میرے پاس۔" خود کو نارمل کیا اور پڑھنے میں مصروف ہو گئی۔

لگ بھگ ایک گھنٹا گزر چکا تھا اور وہ پڑھائی میں غرق تھی۔ یونیورسٹی میں امتحان کی آمد کے باعث طلبہ کم ہی آ رہے تھے۔ اس لیے اسے صبح جانے کی فکر نہیں تھی۔ ہمت ہوتی تو چلی جائے گی یہ ہی سوچ کر اسکا مزید ایک گھنٹہ پڑھنے کا پلان تھا۔ مطلوبہ مضمون کو مکمل کرنے کا ٹارگیٹ اسے آج ہر حال میں کرنا تھا۔ نوٹس بناتے ہوئے اسے دروازے کی چرچراہٹ محسوس ہوئی جو خود بخود نیم وا ہو رہا تھا۔ سنوبال مٹکتی ہوئی چوکھٹ سے نمودار ہوئی تو نہال کا دھیان اسکی جانب گیا۔

"اوہ محترمہ کیا چاہیئے آپ کو۔ آج بھولے بھٹکے میرا کمرا کیسے یاد آ گیا؟" نہال نے نوٹس ایک طرف کیے اور اسکی جانب بڑھی پر سنوبال چونکہ اس سے نامانوس تھی، وہ پھر ڈر سے پیچھے ہٹی۔

"تم تو مجھے دیکھ کر ایسے ڈرتی ہو جیسے میں تمہارے لیے کوئی خطرہ ہوں!" نہال نے اس کی چال کو محسوس کرتے ہوئے رک کر کہا۔ الینا کا کمرا برابر میں ہی تھا اور عموماً سنوبال الینا کے کمرے میں ہوتی تھی۔

"اچھا اچھا ڈرو نہیں میں تمہیں نہیں چھیڑوں گی پر ایک منٹ یہ کیا؟" اس نے غور کیا تو سنوبال کو ایک دھاگے میں الجھا پایا۔ پیروں سے لپٹا دھاگا جو اسکے فر میں غائب ہو تا دکھ رہا تھا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

"ارے تم نے تو خود کو الجھا ڈالا زرا ادھر آؤ۔" نہال اس بار نرمی سے کہتی آگے بڑھی اور اسے پکڑنا چاہا پر نہال سے جڑے کچھ تلخ واقعات تھے لہازا وہ اس کی مہربانی کو نہ سمجھ سکی۔ بلی دھاڑتی ہوئی پیچھے کو ہوئی۔

"سنوبال رکو! میں مدد کرتی ہوں تمہیں کٹ لگ جائے گا۔۔ادھر آؤ۔" نہال نے دھاگے کا ایک سرا پکڑا اور جیسے تیسے سنوبال کو اپنے ہاتھ میں لیا، بلی ادھر ادھر ہلے جا رہی تھی۔ نہال بمشکل سنوبال کو سنبھالے دھاگا ہٹا رہی تھی جو اسکی ٹانگوں سے لپٹا ہوُا اس کے پیٹ تک جا رہا تھا۔

"کیسے الجھا دیا تم نے خود کو سنوبال!"، نہال آہستہ سے دھاگا ہٹانے لگی تھی۔ سیدھے ہاتھ میں آراستہ بریسلیٹ کا آخری سرا سنوبال کی آنکھوں پر جھولتا تو وہ بھی بغور اس بریسلٹ کو دیکھ کر پنجے سے اسے چھیڑتی۔

"سنوبال میرا بریسلیٹ چھوڑو مجھے تمہاری مدد کرنے دو!" اس کا بار بار پنجے سے بریسلیٹ پر مارنا نہال کو مزید پیچیدگی میں ڈال رہا تھا۔ بلی کچھ دیر اگر سکون سے کھڑی رہتی تو وہ باآسانی دھاگا ہٹا دیتی پر نہیں سنوبال اچک اچک کر بریسلیٹ کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"سنوبال!" نہال نے اسے ٹوکا تو وہ پھر دھاڑی۔

"اچھا اچھا ڈراؤ تو نہیں"، نہال ٹھٹکی پھر نرمی سے کہا۔ اس نے ناچار بریسلیٹ کو اتارا اور زمین پر رکھا پھر سنوبال کی ٹانگوں سے الجھا دھاگا توڑنا چاہا شاید اس طرح وہ جلدی اس جال سے رہا ہو جاتی۔ سنوبال ٹکٹکی باندھے بریسلٹ کو دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں کیا میرا بریسلیٹ بہت پسند آیا جو تم اسے دیکھے جا رہی ہو؟"، نہال نے اس کی نظروں کی سمت دیکھا تو گویا ہوئی۔

"اچھی ہے نا یہ؟ اس نے دھاگا الگ کر کے بریسلیٹ اٹھا کر بلی کے سامنے لہرایا۔ سنوبال جھولتی بریسلیٹ کی تاک میں تھی۔

"اوہ لگتا ہے میں نے ہاتھ دھوتے وقت اسے نہیں دھویا تھا!" نہال کی نظر چین پر گئی جہاں شامی کباب کے کچھ ذرات اسے نظر آئے۔ وہ یہ نہیں سمجھ سکی تھی کہ سنوبال کی نظر اس بریسلٹ سے نکلتی شامی کباب کی بو پر ہی تھی۔ نہال بریسلیٹ دھونے کے غرض سے جوں ہی اٹھی سنوبال نے زور سے جھپٹا مارا۔ نہال کی چیخ نکل گئی۔ سنوبال پلک جھپکتے ہی بریسلیٹ منہ میں دبائے بھاگی۔

"سنوبال! مہربانی کا یہ صلہ دیا تم نے ادھر آؤ!"، نہال اس کے پیچھے بھاگی۔ سنوبال کمرے سے نکلتی ہوئی طویل راہداری میں جاتی نظر آئی۔ نہال نے بھی رفتار بڑھا دی پر سنوبال ہاتھ نہ آئی۔

"سنوبال ادھر آؤ!"، نہال نے دھیرے پر سخت لہجے میں سنوبال کو ڈانٹا۔ رات کے بارہ بج رہے تھے۔ وہ چیخ کر گھر والوں کو اٹھانا نہیں چاہتی تھی۔ سنوبال اوپر زینے پر جاتی سڑھیاں پھلانگتی ہوئی چلی گئی اور نہال کا پکڑنا محال ہو گیا۔ نہال کا بہت کم اوپر فلور پر جانا تھا زیادہ تر اگر چھت پر جانا ہو تو اس فلور سے گزرنا ہوتا تھا پر آج سنوبال کی وجہ سے وہ بے دھیانی میں اس کے پیچھے لپکی اور چڑھتی ہوئی اس کے تعاقب میں بھاگی۔ سنوبال نے نہال کو پیچھے آتا دیکھا تو راہ داری سے ملحقہ کمرے کے نیم وا دروازے سے اندر گھس گئی۔

"سنوبال ادھر آؤ میری بریسلیٹ دو!"، نہال بھی بھاگتی ہوئی اس کمرے میں داخل ہو گئی۔ کمرا اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس نے بمشکل سنوبال کو آنکھیں بھینچ کر دیکھا۔ سوئچ بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھا کر لائٹ کھولنا اس کے دماغ میں تھا ہی کہاں۔ کھڑکیوں سے آتی چمکتی چاندنی کی نیلگوں روشنی سے کمرا کچھ کچھ واضح ہو رہا تھا۔ سنوبال نہال کو اپنے پیچھے دیکھ کر میز پر چڑھ گئی۔

"سنوبال پلیز بریسلیٹ دے دو ٹوٹ جائے گی پلیز! نہال نے لجاجت سے روہانسی آواز میں سنوبال کی منت سماجت کی اور جوں ہی سنوبال کو دبوچنا چاہا وہ میز کے ساتھ ملحقہ بک شیلف پر اچھلی۔ دیکھتے ہی دیکھتے دھڑ دھڑ آوازیں آئیں۔ کتنی کتابیں زمین بوس ہو چکی تھیں۔

"سنوبال!"، اب کی بار نہال آواز سے چیخی لیکن بلی دیوانہ وار بھاگی۔ وہ خود بھی سامان گرنے سے سہم گئی تھی۔

"سنوبال!"، راستے میں آتی کتابیں نہال کو نظر نہ آئیں۔ یہ ہی وقت تھا کہ سنوبال کمرے سے باہر بھاگ چکی تھی۔ نہال اسے پکڑنے کے لیے جوں ہی آگے بڑھی اچانک کمرا روشنی سے چمک اٹھا۔ اس کے بڑھتے قدم ایک دم ساکت ہوئے۔ وہ ٹھٹک کر پیچھے مڑی تو اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا۔

صبیح ماتھے پر گیلے بالوں سے ٹپکتے قطرے اس کے چہرے کو تر کر رہے تھے۔ وہ شب خوابی کا لباس جو نیلے رنگ کی نرم ٹی شرٹ اور پاجاما تھا، پہنے ابھی شاور لیکر نکلا تھا کہ کمرے سے آتی آوازوں سے چونکا۔

"یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے!"، کڑک مردانہ آواز۔ نہال کی گلٹی ابھری۔ فرہاد اس کے عین مقابل کھڑا سارا بکھیرا دیکھ رہا تھا۔ میز پر سے تمام شے الٹ پلٹ ہو چکی تھیں۔ شیلف پر سجی اس کی کی کتابیں زمین سے جا ملی تھیں۔ کمرے کا منٹوں میں حشر نشر ہو گیا تھا۔ نہال کی سٹی گم ہو گئی۔ اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ بریسلیٹ کے چکر میں تیسری منزل پر موجود فرہاد کے بیڈ روم میں داخل ہو گئی تھی۔ جس کمرے میں اس نے کبھی قدم بھی نہیں رکھا تھا آج بے دھیانی اور ٹینشن میں داخل تو ہوئی تھی پر کمرا ابھی تہس نہس کر دیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

فرہاد کی کن پٹی کی نس پھڑکتی نظر آئی تو نہال کے پسینے تک چھوٹ گئے۔اس کے اعصاب سن ہو چلے تھے۔

"یہ کیا کر دیا تم نے!"، وہ ایک ہی جست میں آگے بڑھا اور نہال کو لگا اس کی جان تک نکل گئی ہے۔

"کس کی اجازت سے تم میرے کمرے میں داخل ہوئیں!" اس کا شعلہ مارتا لہجہ نہال کے ہوش اڑا گیا تھا۔

"تمہیں تمیز نہیں سکھائی کسی کے کمرے میں بغیر اجازات کے آنے کی۔" وہ کرخت لہجے میں گویا ہوا اور ایسا دھاڑا کہ نہال کی زبان تالو سے جا لگی۔

"کچھ پوچھ رہا ہوں تم سے! کیا کرنا چاہتی تھیں تم ہیں؟"، اس نے نہال کو بری طریقے سے لرزا ڈالا تھا۔

"کیا ہو گیا؟" اگلی نسوانی آواز جو چوکھٹ سے نمودار ہوئی تو نہال کی بچی کچی روح بھی فنا ہو گئی۔ فرہاد نے قدم پیچھے کیا اور اندر آتی متحیر سی نگہت کو کمرے کا حال دکھایا۔

"پوچھیں اس سے کیا کر رہی تھی میرے کمرے میں؟ سارا کمرا الٹا پلٹا کر دیا ہے اس نے۔ کس بات کا بدلہ لے رہی ہے یہ؟"، فرہاد کا سفاک انداز اسے چونکا گیا۔ نگہت نے کمرے میں پھیلا

میس دیکھا اور سوالیہ نگاہ سے نہال کو دیکھتی اس کی طرف آئیں۔ وہ تو شب بخیر کے غرض سے فرہاد سے ملنے آ رہی تھیں کہ اس کی آواز سے چونکی۔

"تم یہاں کیا کر رہی ہو؟"، سپاٹ انداز میں پوچھا۔

"و۔۔۔ آپ۔۔ آپ لوگ غلط سمجھ رہے ہیں۔" نہال نے بمشکل ہمت مجتمع کر کے سوکھے ہونٹوں پر زبان پھیری اور اپنا دفاع کرنا چاہا۔ اگر وہ کچھ نہ کہتی تو واقع مجرم ٹھہرائی جاتی۔

"تو پھر تم ہی بتاؤ یہاں کیا کرنے آئی تھیں اور یہ سب کیسے ہو گیا؟"، نگہت کی تیز تراڑ آواز اور فرہاد کا شعلہ مارتا چہرا اسے روہانسا کر گیا۔

"وہ وہ سنوبال میری بریسلیٹ لیکر یہاں بھاگی تھی۔۔۔ اس کے ہی پیچھے میں بے دھیانی میں یہاں چلی آئی تھی۔۔۔ مجھے معلوم نہیں تھا یہ فرہاد کا کمرا ہے۔۔۔"

"سنوبال اور تمہاری بریسلیٹ؟ کم از کم کہانی تو صحیح گڑھ لیا کرو!" فرہاد کا تُند انداز اس کی پوزیشن نازک کر رہا تھا۔

"مامی میں سچ کہہ رہی ہوں وہ یہیں آئی تھی اور یہاں سے بھاگ گئ۔ اس نے ہی چڑھ کر یہ ساری کتابیں گرادیں!"، نہال نے کپکپاتے لبوں سے بتانا چاہا لیکن سامنے کھڑے دونوں نفوس کے تاثرات ٹس سے مس نہ ہوئے تھے۔

"اچھا اگر ایسا ہے تو بتاؤ تمہاری بریسلیٹ کہاں ہے ؟"، فرہاد دھاڑا اور پیچھے ہٹ کر نہال کو میس کی طرف اشارہ کر کے ڈھونڈنے کو کہا۔

نہال ڈری سہمی ادھر ادھر دیکھنے لگی پر بریسلیٹ وہاں نہیں تھی۔

"ملی ؟" اسے وحشت میں ادھر اُدھر دیکھتے ہوئے نگہت نے ٹھونکا مارا تو وہ لاچار سی دونوں کو دیکھنے لگی

"شاید وہ لیکر کہیں اور چلی گئ ہے۔۔"

"مام آپ نے کیا اسے سمجھایا نہیں تھا کہ اس گھر کے کچھ قواعد ہیں؟ اور میرے کمرے کے حوالے سے خاص طور پر سب کو حکم ہے کہ بلاضروری اور بغیر اجازت کے داخل ہونا ممنوع ہے! خود الینا بھی دروازہ ناک کر کے آتی ہے اور یہ !"، فرہاد کا اہانت کرتا لہجہ اسے اندر تک کاٹ گیا تھا۔

"ریلیکس فرہاد میں شمع کو بلا کر یہ سب صاف کروا دیتی ہوں۔۔اور تم !" وہ گرجیں تو نہال کی ہوائیاں اڑھ چکی تھیں۔

"میں تمہیں بہت برداشت کر رہی ہوں۔ یہ تمہارے لیے فائنل وارننگ ہے کیونکہ اسکے بعد اگر میں نے تمہیں پھر گھر کے کسی فرد کو تنگ کرتے ہوئے دیکھا تو میں اسفند سے بات کروں گی۔۔ پھر وہ جانے اور تم جانو۔۔ دفان ہو جاؤ یہاں سے !" سپاٹ انداز میں دی گئ

تنبیہہ ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ کر گئی تھی۔ نہال کا چہرا ڈر و خوف میں ڈوبا ہوا تھا۔ متواتر آنسو پورے گال بھگا گئے تھے۔ اس نے پھر بات کو کلیر کرنا چاہا لیکن آواز حلق میں ہی گھٹ گئی۔ وہ آنسو پونچھتے ہوئے فرہاد کو دیکھنے لگی جو اسے ہی تیوری پر بل دیئے دیکھ رہا تھا۔ نہال رکی نہیں اور کمرے سے نکلتی چلی گئی۔

"کیا تماشا لگا رکھا ہے یہاں!"، فرہاد نے نگہت سے جھنجھلا کر کہا۔ میس اسے زرا پسند نہیں تھا۔ وہ صفائی اور نفاست پسند تھا۔ بکھرے کمرے نے اس کا دماغ ہلا ڈالا تھا۔

"تم تھوڑی دیر دوسرے کمرے میں چلے جاؤ میں شمع سے فوراً کمرا صاف کرواتی ہوں۔"

نگہت نے دلاسہ دیا اور حقارت سے دروازے کی جانب دیکھا جہاں سے وہ ایک لحظہ قبل بھاگی تھی۔

دروازے سے لگ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔ آج جو ہوا، نہیں ہونا چاہیے تھا۔ لیکن ہونی کو کون ٹال سکتا تھا۔ وہ مامی کی نظروں میں تو پہلے ہی گری ہوئی تھی اب فرہاد جو اوّل روز سے اسے خاطر میں نہیں لاتا تھا، آج اسے ہتک آمیز انداز میں ایسا دھتکار گیا کہ وہ منہ اٹھانے کے قابل نہ رہی تھی۔ اسے رہ رہ کر اپنی اہانت محسوس ہو رہی تھی۔ وہ زلت کے سمندر میں کتنی ڈبکیاں لگا چکی تھی یہ وہ ہی جانتی تھی۔ دل کٹ کر رہ گیا تھا۔ پور پور ندامت میں ڈوبا ہوا تھا۔ پھر رہ رہ کر بریسلیٹ کا خیال اسے مزید دکھی کر رہا تھا۔ اس کی ماں کی یہ واحد نشانی تھی جو

انکی موت کے وقت ان سے الگ ہو کر اس تک آئی تھی۔ جسے انہوں نے ہمیشہ اپنی کلائی میں پہنا تھا۔ جو نہال کے دل سے بے حد قریب تھی کیونکہ اس میں ماں کا لمس محسوس ہوتا تھا، وہ بریسلیٹ گم گئی، چلی گئی، اس سے جدا ہو گئی۔ آنسو چھلک کر چہرے کے بعد اب اس کا دامن بھی تر کر رہے تھے۔

کاش کوئی ایسا بٹن ہوتا جس سے وہ تمام واقعے کو پیچھے لے جاتی اور سنو بال کی مدد ہی نہ کرتی۔

کاش کوئی ایسی مشین ہوتی جس میں وہ غائب ہو جاتی اور یہاں کے مکینوں کے ذہن سے نکل جاتی، عدم ہو جاتی۔ وہ خود اس وقت کہیں کھو جانا چاہتی تھی، کہیں ہمیشہ کے لیے چھپ جانا چاہتی تھی۔ فرہاد کا انداز اسے سرتاپا ہلا کر رکھ گیا تھا۔ وہ اس سے مزید ڈر گئی تھی، سہم گئی تھی، اس شخص کو دل پکڑ کر دبوچنے کا ہنر جو آتا تھا وہ باآسانی دلوں کو ضرب دینا جانتا تھا۔ پر نہال ہی کیوں؟ اس کا کیا قصور تھا؟ اس کا تو ارادہ بھی نہیں تھا پھر بھی نگہت اور فرہاد کے سامنے اس کی شخصیت ایک عجیب سی شکل اختیار کر چکی تھی۔ وہ اس کے بارے میں کیا سوچتا ہو گا؟ کہ کیسے بغیر اجازت وہ اس کے کمرے میں داخل ہو گئی تھی، وہ بھی رات کے اس پہر! نہال کو رہ رہ کر خود پر غصّہ آ رہا تھا۔ اپنی قسمت پر رونا آ رہا تھا۔ اسے مستقبل سے ڈر لگنے لگا تھا۔ کل کہیں اس سے مزید کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے، وہ کوئی انجانے میں ایسی حرکت نہ کر بیٹھے کہ خود

اسفند یار اسے یہاں لانے سے پچھتائیں۔ بند دروازے سے سر ٹکا کر وہ آنکھیں موند گئی۔ بند آنکھوں سے آبشار بہہ رہے تھے۔ وہ روتے روتے کب سو گئی، نہیں جانتی تھی۔۔۔

****

وقت کو پر بھی تب ہی نہیں لگتے جب دل سے خواہش ہو کہ وقت جلدی جلدی گزر جائے۔ پر یہاں نہال کی خوش نصیبی یہ تھی کہ نگہت اور فرہاد دونوں کا دھیان الینا کی جانب مائل ہو گیا تھا جسکا دوستوں کے ساتھ یورپ گھومنے کا ٹرپ بن گیا تھا۔ یوں نہال پس پشت ہو چلی تھی، وہ ہی جگہ جس پر اسے ہمیشہ بٹھا رکھا تھا اور اسے وہ ہی جگہ اب راحت بخش رہی تھی۔

"اگر تمہارے امتحان نہ ہوتے تو تمہیں بھی ساتھ لے چلتی اتنا مزہ آتا۔" الینا نہال سے کہنے لگی جو اسکی بات پر فقط مسکرا گئی اور کر بھی کیا سکتی تھی۔ وہ سب لوگ گھر کے بیرونی گیٹ کے پاس جا رہے تھے جہاں ڈرائیور گاڑی میں الینا کا سوٹ کیس رکھ رہا تھا۔ اس کے امتحان مکمل ہو گئے تھے اور نیا سال گرمیوں کی چھٹیوں کے بعد شروع ہونا تھا ایسے میں الینا نے اپنی دوستوں کے ساتھ مل کر یورپ گھومنے کا پلان بنا لیا تھا۔ نہال کی یونیورسٹی میں امتحان کا آغاز ہو گیا تھا۔ دو پیپر بھی ہو گئے تھے اور مزید چار باقی تھے جو دو ہفتے اور چلنے تھے۔ اگر وہ پہلے ہی فارغ ہو جاتی تو یقیناً الینا کے ساتھ چل پڑتی۔ الینا سب سے ایک ایک کر کے ملتی گئی تھی۔

اسفندیار کا مسلسل اسے اپنا خیال رکھنے کی نصیحت اور نگہت کی زمہ دار ہونے کی ہدایات ساتھ ساتھ جاری تھیں۔

"آپ لوگ مجھے چھوٹا بچا نہ سمجھیں ڈیڈ میں اپنا خیال رکھ سکتی ہوں۔مام آپ بے فکر رہیں میں وقت پر اٹھوں گی، وقت پر سوؤں گی، کھانا وقت پر اور پیٹ بھر کر کھاؤں گی، "وہ نگہت کی دی گئی تمام ہدایات کو انگلیوں پر گن رہی تھی۔

"اور خود کو تھکاؤ گی نہیں۔ تمہیں یاد ہے ناجب تم ٹرپ سے واپس آؤ گی تو تابش اور اس کے گھر والے کراچی پہنچ جائیں گے۔"نگہت نے یاد دلایا۔

"یس مام آئے نو اور ڈیڈ آپ فکر مت کریں میں پکا اپنا خیال رکھوں گی رات کو بھی نہیں نکلوں گی تمام سیر و تفریح دن تک محدود رکھوں گی۔"اس نے اسفندیار سے کہا جو اسے گلے سے لگا رہے تھے۔

"الینا تمہیں دھیان رکھنا ہے۔ پہلی بار اتنی دور جا رہی ہو۔۔اپنا موبائیل ہر وقت آن رکھنا!"

اب کی نصیحت فرہاد کی تھی جو الینا کے ٹرپ سے خاصا ناخوش تھا۔مانا کہ وہ اپنی زندگی کا زیادہ حصہ بیرون ملک رہ کر آیا تھا لیکن اس کی سوچ کا احاطہ براڈ مائنڈڈ کے احاطے سے کم تھا۔

"بھائی صرف میں نہیں جا رہی، میرے ساتھ کل ملا کر دس لڑکیاں جا رہی ہیں کوئی نقصان بھی پہنچائے گا تو منہ کی کھائے گا!"الینا نے پرجوش انداز میں کہا۔

"کہنا آسان ہے ایلنا لیکن تمہیں جو کہا ہے وہ ہی کرنا۔ ہر پل کی خبر تمہیں ہم تک پہنچانی ہے!" بہن تھی، یہ وجہ نہیں تھی، وہ حقیقتاً لڑکیوں کا اس طرح کہیں بھی گھر سے دور نکلنا پسند نہیں کرتا تھا۔ اسفندیار اور نگہت کے برعکس وہ آزاد خیال نہ تھا اور یہ بات نہال کو کچھ کچھ شاک میں لے گئی تھی۔ چونکہ نہال نے اس گھر کا ماحول اپنے گھر کے ماحول سے بہت مختلف پایا تھا۔ اسفندیار بھلے پانچ وقت نمازی تھے لیکن انہوں نے کبھی ایلنا کو اسکے ملبوسات پر نہیں ٹوکا تھا۔ نگہت کو کبھی سر ڈھانپنے پر تاکید نہیں کی تھی لیکن یہ گن وہ فرہاد میں دیکھ کر حیران ہوتی تھی جس کے چہرے کے تاثرات اکثر ناپزیرد کھائی دیتے تھے جب ایلنا کا لباس یا نگہت کا گھر سے بے وقت نکلنا ہوتا تھا۔ وہ کہتا کچھ نہیں تھا بس اپنی ناپسندیدگی چہرے سے ہی ظاہر کر دیا کرتا تھا۔

"ایلنا بھائی کی بات مزاق میں مت اڑاؤ۔۔۔ چلو تمہاری دوستیں انتظار کر رہی ہوں گی۔" اسفندیار نے فرہاد کی بات کی تائیدی کی اور ایلنا کو یاد دلایا جسے اپنی دوست کے گھر روانہ ہونا تھا۔ پورا گروپ ایک ہی جگہ اکھٹا ہو کر پھر فلائٹ کے لیے نکلتے۔

"اوہ۔۔۔ ہاں مجھے دیر ہو رہی ہے اپنا خیال رکھیے گا سب!" اس نے تینوں کو جیسے تیسے ایک ساتھ بانہوں میں لیا اور گاڑی کی طرف بھاگی۔ تھوڑی دیر میں گاڑی سرمائی آہنی گیٹ سے باہر چلی گئی تھی اور باری باری کر کے گھر کے مکین اندر داخل ہو گئے تھے۔

Clubb of Quality Content

لگھ بھگ ایک دن بعد نگہت کو الینا سے بات کرتے نہال نے سنا تھا جو اپنی خیریت سے پہنچنے کی آگاہی دے رہی تھی۔ نگہت نے شکر کا سانس لیا تھا اور فون پر کچھ حسب معمول تاکید کے بعد اسفندیار اور فرہاد کو بھی اس بات سے گوش گزار کر دیا تھا۔ الینا کے جانے سے ایک بات کا اندازہ ہوا تھا، نہال کو گھر میں خاموشی کا احساس ہونے لگا تھا۔ الینا کی چہک اور طفلانہ حرکتوں سے گھر کا ماحول ہلکا پھلکا محسوس ہوتا تھا پھر الینا کی اس کے ساتھ خوب بنتی بھی تھی، لہٰذا گھر کے سناٹے نے نہال کو مضطرب سا کر دیا تھا وہ مزید پڑھائی میں غرق ہو گئی تھی۔ خود کو مزید مصروف رکھنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

اسکی عزیز تر شے اسے اب تک نہیں ملی تھی۔ اس واقعے کے بعد سے نہال نے گھر میں ہر طرف چھان مارا تھا، گھر کے ملازمین کو بھی اس نے خاص ہدایت دے دی تھی کہ اگر اسکی بریسلیٹ کہیں بھی مل جائے تو اسے لا کر دے دیں یہاں تک کہ صفائی کے دوران ڈھونڈنے کی بھی تاکید کی تھی لیکن دن گزرتے گئے اور ملازمین کے پاس سے کوئی جواب نہ پا کر اسکی امید ٹوٹتی چلی گئی۔ اسکی امی کی بریسلٹ کھو چکی تھی۔

یونیورسٹی سے نکلتے وقت اس نے آنکھوں پر ہتھیلی سے چھجا بنا لیا تھا۔ مئی کا مہینا تھا اور گرمی عروج پر تھی۔ وہ پیپر دے کر کیمپس سے ابھی ابھی نکلی تھی۔ دوستوں کے ساتھ پیپر کے

حوالے سے جوابات ڈسکس کرتی ہوئی وہ گاڑی کی طرف بڑھ رہی تھی۔ عارف چچا نے نہال کو آتا دیکھا تو گاڑی سٹارٹ کر دی۔ یہ نہال کے زاتی ڈرائیور تھے بلکہ جس گاڑی میں وہ سفر کرتی تھی وہ بھی نہال کے والد کی ہی تھی۔ والدین کے انتقال کے بعد گاڑی اور ڈرائیور دونوں ہی اسفندیار نے نہال کے لیے رکھ لیے تھے۔

وہ دوستوں کو الوداع کہتی ہوئی گاڑی میں جا بیٹھی۔ راستہ پیپر سے متعلق سوالات کے جوابات سوچنے میں کب گزر گیا اسے پتہ بھی نہ چلا۔ وہ سارا راستے اپنے جوابات کا معاینہ کرتی رہی تھی کہ آیا اس نے صحیح جوابات لکھے تھے یا نہیں۔ گاڑی سرمائی آہنی گیٹ سے اندر داخل ہوتی ہوئی پورچ میں جا رکی تھی۔

نہال گاڑی سے نکلی ہی تھی کہ مرکزی دروازے کی طرف نوکروں کی ہنگامی صورت حال دیکھ کر متعجب ہوئی۔ خود عارف چچا بھی گاڑی سے نکل کر نوکروں کی ہل چل دیکھ کر حیران تھے۔ اسی لمحے شمع نہال کے پاس بھاگتی ہوئی آئی۔ سانسیں پریشانی اور بھاگنے کے باعث پھول رہی تھیں۔

"کیا ہوا شمع سب اتنے پریشان کیوں ہیں؟" شمع کے بولنے سے پہلے ہی نہال نے پوچھ ڈالا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہال بی بی آپ اپنا فون کیوں نہیں اٹھا رہیں آپ کو فون کر کر کے تھک گئی!" شمع کی آواز تشویشناک صورت حال اختیار کر گئی تھی۔ نہال کو ایک دم سے ٹینشن ہوئی۔ اسے یاد آیا تھا کہ یونیورسٹی سے نکلتے وقت اس نے اپنا فون سائلینٹ سے ہٹایا نہیں تھا۔

"فون بند تھا ہوا کیا ہے بتاؤ تو؟"، نہال نے متفکر انداز میں پوچھا۔

"نہال بی بی شیخ کا فون آیا تھا بیگم صاحبہ۔۔۔ بیگم صاحبہ کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے!" شمع کا کہنا تھا کہ نہال کے کاندھے پر لٹکا بیگ زمین بوس ہوا۔ اس کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے ہی رہ گیا۔ اتنی سنگین صورت حال میں اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا کرے۔ وہ پریشانی کے باعث کبھی ادھر دیکھے تو کبھی ادھر دیکھے۔

"ک۔ کیا کہہ رہی ہو شمع شیخ سے کیا بات ہوئی آپ۔۔۔ آپ نے ماموں جان یا فرہاد کو کال کر کے آگاہ کیا؟" وہ گھبراتی ہوئی کہہ رہی تھی اور کپکپاتے ہاتھوں سے زمین بوس بیگ میں فون ٹٹول کر نکال رہی تھی۔ اسے شمع کی آواز دور سے سنائی دے رہی تھی۔ خود کے حواس جیسے کام کرنا چھوڑ رہے تھے۔

"بی بی میں نے انہیں بھی فون کیا۔ دونوں کا فون بند ہے!" شمع نے بتلایا۔ نہال کا ڈرائیور گھر کے ایک اور ملازم سے سب معلومات لے رہا تھا۔ اتفاق تھا کہ آج خود ان کا فون بھی خراب تھا ورنہ کوئی نا کوئی انہیں اطلاع کر دیتا۔

"بند کیسے ہو سکتا ہے یہ کیسی لاپرواہی ہے! میں کال کرتی ہوں!" اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے فون سے نمبر ڈائیل کرنا شروع کیا کہ دماغ کی گھنٹی بجی۔

"کیا ہوا ابی فون کیا؟" شمع نے اسکا چلتا چلتا ہاتھ رکا دیکھا تو پوچھا۔ نہال کے حواس بحال ہو رہے تھے اسے اچانک یاد آیا کہ آج اسفندیار اور فرہاد کی لاہور کی فلائٹ تھی۔ ایک اہم میٹینگ اٹینڈ کرنے انہیں آج دوپہر ہی روانہ ہونا تھا۔ فون بند ہونے کی وجہ یہ ہی تھی کہ وہ اس وقت فلائٹ میں تھے۔ سمجھو چاروں طرف سے مشکلات نے نہال کو آن گھیرا تھا۔

"نہال بیٹا میری شیخ سے بات ہو گئی ہے ہمیں ابھی ہسپتال نکلنا چاہیے!" ڈرائیور نے نہال کو حوش دلایا تو اسکے حواس مکمل طور پر کام کرنے لگے۔ پھر اس نے فٹافٹ تمام معاملات کو ترتیب دی۔

"شمع تم گھر پر رکو ایک گھنٹے بعد ماموں جان کی فلائٹ لینڈ کرے گی۔ تم اسکے بعد کسی بھی طرح سے ان سے رابطے کی کوشش کرنا۔ میں چچا ڈرائیور کے ساتھ ہسپتال جا رہی ہوں!" اس نے دماغ میں بننے والے تمام اقدام کو شمع کے گوش گزار کیا اور ہمت مجتمع کر کے بردباری سے ڈرائیور کے ساتھ ہسپتال روانہ ہوئی۔ اس نے شمع کو یہ بھی تاکید کی تھی کہ اگر الینا کا فون آئے تو اسے اس بارے میں کوئی کچھ نہ کہے۔ وہ اس وقت الینا کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ٹھنڈے یخ ماحول میں سفید سرد ٹائیلوں پر وہ نہ جانے کتنے چکر کاٹ چکی تھی۔ڈاکٹرز کا بڑا عملا آپریشن تھیٹر میں موجود نگہت کی زندگی اور موت کی جدوجہد میں میں مصروف۔یہ ویسے تو پولیس کیس تھا۔لیکن جس اسپتال میں شیخ نگہت کو لے گیا تھا یہاں اسفندیار کا اسر ورسوخ خوب نکلتا تھا۔وقت تھا کہ تھم سا گیا تھا۔ایک ایک لمحہ مشکل سے گزرتا محسوس ہو رہا تھا۔وہ جتنی دعائیں بھی جانتی تھیں سب کا ورد مستقل زبان پر جاری رکھے ہوئے تھی۔اسفندیار اور فرہاد سے رابتہ ہو گیا تھا جو خبر سن کر مخمصے اور پریشانی کا شکار ہو گئے تھے۔انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور اسی وقت لاہور کی دوسری فلائیٹ جو کراچی کے لیے لگھ بھگ دو گھنٹے میں روانہ ہونے والی تھی اس کی ٹکٹ کروادی تھی۔نہال کے ساتھ اس وقت صرف عارف چچا اور شیخ ڈرائیور ہی موجود تھے۔

شیخ سے تمام احوال پوچھ کر معلوم ہوُا تھا کہ نگہت کسی کام سے گاڑی سے اتری تھیں اور روڈ کراس کرنے پر ریش ڈرائیور نے انہیں برے طریقے سے گاڑی ماردی تھی۔ شیخ ہی انہیں لوگوں کے سہارے اٹھا کر قریبی اسپتال میں لے گیا تھا۔بقول شیخ ڈرائیور کے ٹکر شدید تھی اسپتال پہنچتے پہنچتے نگہت کا کافی خون بہہ گیا تھا اور بے ہوش تھیں۔اس سے مزید ان کی حالت نہال سے نہ سنی گئی۔وہ مستقل ان کی صیحت یابی کی دعا کے ساتھ ساتھ فرہاد اور اسفندیار کا بھی انتظار کرتی رہی تھی۔

Clubb of Quality Content

تقریباً تین گھنٹے کے طویل آپریشن کے بعد نہال کو آپریشن تھیٹر کے دروازے کھلتے نظر آئے۔اس نے قدم آگے بڑھائے ہی تھے کہ راہداری کی دوسری طرف سے اسفندیار اور فرہاد بھاگتے ہوئے آرہے تھے۔وہ اسفندیار کو دیکھ کر ڈھارس محسوس کرنے لگی تھی۔جوں ہی ڈاکٹر باہر نکلے اسفندیار ان تک پہنچ چکے تھے۔ڈاکٹر صاحب بھی اسفندیار سے خوب واقف تھے۔زیادہ تر نگہت اور اسفندیار اپنا ماہانہ چیک اپ اسی اسپتال سے کروایا کرتے تھے۔ڈاکٹر انہیں دیکھ کر تمام صورت حال سے آگاہ کرنے لگے تھے۔فرہاد بھی انکے ساتھ کھڑا تمام ہدایات سن رہا تھا۔نہال نے پہلی بار فرہاد کی ابتر ہوتی حالت اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی۔ بکھرے بال، شرٹ آدھی پینٹ میں اڑسی ہوئی تو آدھی باہر، کوٹ جو وہ پہن کر گیا تھا اس وقت اس کے کاندھوں پر موجود نہیں تھا۔تروتازگی جیسے چہرے سے اڑھ کر اب سناٹا ہی سناٹا تھا۔وہ اپنی ماں کا لاڈلا تھا اور ان پر اپنی جان نثار کرتا تھا۔نگہت کے حوالے سے خبر سن کر اس پر تو قیامت ہی ٹوٹی تھی۔

"اسفند بہت پیچیدہ آپریشن تھا۔سر پر گہرا زخم ہے،اس کے علاوہ ٹانگ اور ہاتھ پر لگنے سے فریکچر ہوا ہے۔کافی خون بہہ گیا ہے لیکن گڈ نیوز ہے کہ وہ اب خطرے سے باہر ہیں۔ہوش آتے ہی ہم انہیں روم میں شفٹ کریں گے فل وقت وہ آئی سی یو میں زیر نگرانی ہی رہیں گیں۔یہ پولیس کیس تھا لہاذا انسپیکٹر بیان لینے کے لیے انتظار کر رہے ہیں۔تم یہاں سے

فارغ ہو جاؤ تو مل لینا۔" ڈاکٹر نے اسفندیار کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔ نہال سمیت فرہاد اور اسفندیار نے شکر کا سانس لیا تھا۔ یہ تین گھنٹے جس طرح ان تینوں نے گزارے تھے لفظوں میں بیان کرنا مشکل تھا۔

ڈاکٹر کے جاتے ہی نہال اسفندیار کے گلے جا لگی۔ اس کے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے وہ جو اتنی دیر سے گھبرائی ہوئی خود کو ہمت اور دلاسے دے رہی تھی، ماموں جان کو دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔ اسفندیار نے اس کے سر پر بوسہ دیکر اسے تھپ تھپایا۔ وہ مستقل اسپتال میں رہنے پر اس کے مشکور تھے۔ جب گھر کا کوئی فرد موجود نہیں تھا تو وہ نگہت کے پاس تھی۔ فرہاد نے نہال کو روتا دیکھا تو خود بھی بے قابو ہوا۔ وہ چٹان جیسا مرد بھی ریت کی طرح ڈھے گیا اور آنکھوں سے سیال بہہ نکلا۔

ان سرکتے لمحات میں اسفندیار فرہاد کی حالت سے بھی واقف تھے وہ اسے دلاسے دیتے دیتے تمام سفر گزارتے آرہے تھے۔ حقیقت میں تو وہ خود بھی بہت پریشان تھے لیکن فرہاد کے لیے خود کو کمپوز کیے ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک شانے پر فرہاد کو گلے سے لگایا تو دوسری طرف نہال ان کے سینے سے لگی تھی۔ ایک لمحہ تھا کہ دونوں کی سرخ پڑتی آنکھوں کا تصادم ہوا تھا اور نہال کو فرہاد سے متعلق جو جو شکایات تھیں سب اڑن چھو ہوئیں تھیں۔ وہ نگہت سے بے پناہ محبت کرتا تھا اور ان سے جڑی ہر تلخی کو وہ خود بھی تلخ سمجھتا تھا۔ چونکہ نگہت ہی کا

اللہ واسطے کا بیر تھا نہال سے، پھر فرہاد کیوں اس سے اچھا برتاؤ رکھتا؟ نہال اسفندیار کے شانے سے الگ ہوئی تو فرہاد کو اسفندیار نے مکمل گلے سے لگا لیا۔ وہ کچھ آنسو بہا کر پھر خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرنے لگا تھا۔ نگہت خطرے سے باہر تھیں یہ بات دل کو تسکین دے رہی تھی۔

قریباً ایک گھنٹے بعد نگہت کو ہوش آ گیا تھا۔ ڈاکٹر کے عملا نے اپنی طرف سے پوری تسلی جب کر لی تو انہیں روم میں شفٹ کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ اس دوران گھر کے کسی فرد کو ان سے ملنے کی اجازت نہیں تھی۔ انٹینسو یونٹ کے باعث صرف ڈاکٹر یا نرس ہی اندر جا سکتے تھے۔ فرہاد نے پولس تمام معاملات دیکھ لیے تھے۔ شیخ اور عارف چچا نے شمع کو نگہت کے حوالے سے مطلع کر دیا تھا۔ سب ہی نوکروں نے شکر کا سانس لیا اور اپنی اپنی زمہ داریوں میں لگ گئے تھے۔ اس کے بعد دونوں ڈرائیور اسفندیار فرہاد اور نہال کے لیے چائے لے آئے تھے۔ نہال جو صبح کا ناشتہ کیے ہوئے تھی تو اب شام کے آٹھ بجے اس نے چائے حلق سے اتاری تھی۔ گرم چائے اندر تک راحت بخش رہی تھی۔ بھوک کا اسے ابھی تک احساس نہ ہوا تھا۔ چائے بھی سر کے درد میں آرام کے لیے اس نے اسفندیار سے لے لی تھی۔

"الینا کو خبر ہے؟" اسفندیار نے چائے کا گھونٹ بھر کر نہال سے پوچھا۔

"میں نے بتایا نہیں اور شمع کو فون کرنے سے منع کر دیا تھا۔" نہال نے کہا۔

"پر اسے پتہ ہونا چاہیئے۔" اسفندیار نے فکر مندی سے فون جیب سے نکالا تو فرہاد نے روکا۔

"نہیں ڈیڈ ٹھیک کیا ہے نہال نے۔ وہ قریب تو ہے نہیں کہ فوراً آجائے۔ پھر مام کو ایسی حالت میں دیکھ کر اس سے رہا نہیں جائے گا۔ ایک بار مام کی طبیعت اسٹیبل ہو جائے پھر اسے آگاہ کر دیں گے۔"

آئی سی یو کا دروازہ کھلا تو سٹریچر پر نگہت کو مہین حالت میں دیکھ کر اسفندیار اور فرہاد ان کی طرف بھاگے۔ وہ بمشکل اسفندیار اور فرہاد کو دیکھ کر مسکرائی تھیں پھر تکلیف کے باعث انہوں نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔

"فکر مت کرو نگہت ہم یہاں ہیں کیسی طبیعت ہے اب تمہاری؟" اسفندیار نے رسانیت سے نگہت کا ہاتھ اپنی ہتھیلی میں تھاما اور ہاتھ کی پشت کو سہلاتے رہے جبکہ فرہاد دوسری طرف کھڑا ان کا دوسرا ہاتھ ملائمت سے تھاما ہوا تھا۔

"پ۔۔۔پریشان۔۔۔ کر دیا میں نے آپ لوگوں کو۔" نگہت نے بمشکل زبان سے لفظ ادا کیے تھے۔ تکلیف کے باعث ان کے منہ سے کراہ نکلی تو اسفندیار مزید ان کے پاس جھک گئے اور سر سہلانے لگے۔

"کیسی تکلیف مام! آپ نے ڈرا دیا ہمیں!" فرہاد روہانسی آواز سے نگہت کا ہاتھ اپنے لبوں تک لے گیا اور مبہم سے اپنے لب ان کی پشت پر رکھ دیے۔

"الینا۔۔۔وہ کہاں ہے؟" نگہت نے نقاہت سے پوچھا۔

"اسے بتایا نہیں ہے ہم نے۔ آج ایک دن خیر سے گزر جائے پھر اسے بھی بلالوں گا۔"

اسفندیار نے کہا تو نگہت نے بمشکل گردن نفی میں ہلائی۔

"ن۔۔ نہیں اسے پر۔۔ پریشان مت کریں اسفند۔۔۔ بمشکل اس کا دوستوں کے ساتھ پلان بنا۔۔ ابھی اسے کچھ مت بتائیں۔ میں اس کا ٹرپ خراب نہیں کرنا چاہتی۔" نگہت نے زیر لب کہا۔

"ٹھیک ہے مام آپ جیسا کہیں۔۔۔اب آپ ریسٹ کریں اور جلدی صحیح ہو جائیں پلیز!"

فرہاد نے ماں کی محبت میں ڈوب کر کہا تو نگہت اسے دیکھ کر مسکرانے لگیں۔ ان کی نظر نہال پر بھی گئی تھی لیکن انہوں نے نہال سے کچھ بھی نہ کہا۔ خود نہال بھی متورم آنکھوں سے نگہت کو دیکھے جا رہی تھی۔ وہ ان کی خیریت معلوم کرنا چاہتی تھی، انہیں پیار کرنا چاہتی تھی۔ ماں باپ کا بچھڑنا کیا ہوتا ہے نہال سے بہتر کون جانے؟ اس وقت وہ فرہاد کو بھی ہمت دینا چاہتی تھی لیکن الفاظ تھے کہ زباں تک آتے آتے دم توڑ دیتے تھے۔ اسے ڈر تھا کہ کہیں وہ کچھ پوچھے اور نگہت کا جواب ہی نہ ملے، وہ ہاتھ آگے بڑھائے اور نگہت تھامنے سے انکار کر دیں یا اسے نظرانداز ہی کر دیں۔۔۔ اس خوف نے اسے ایک ہی نکتے پر منجمد کر دیا تھا۔ وہ ایک ہی جگہ کھڑی بس ان کی گفتگو سن رہی تھی۔

"فرہاد؟" نگہت کو جیسے یاد آیا تو فرہاد سے کہنے لگیں۔

"تمہاری میٹینگ کیسی ہوئی؟" نگہت نے کہا تو فرہاد نے لب پیوست کیے اسفندیار کو دیکھا۔

"تم اس کی فکر مت کرو نگہت اس وقت صرف اور صرف تم اہم ہو۔" فرہاد کی جگہ اسفندیار نے جواب دیا۔ نگہت یکلخت ہی پریشان ہوئیں۔

"اوہ گاڈ! آپ لوگ واپس آگئے۔۔۔ میٹینگ اس کا کیا ہوا؟ اب کی بار انہوں نے پریشانی اور الجھن کے ملے جلے تاثر سے دونوں سے کہا۔

"مام میٹینگ ہے پھر کبھی ہو جائے گی۔۔۔ آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتے ہم!" فرہاد نے رسانیت سے انہیں نارمل کرنا چاہا۔

"ایسے کیسے؟ کلائنٹ پھر کیسے۔۔۔ کیسے ملے گا؟" لفظ کیسے پر ان کو سر میں تکلیف اچانک محسوس ہوئی تو باقی الفاظ زیر لب ادا کیے۔

"نگہت ریسٹ کرو پلیز!" اسفندیار نے اب کی بار برہمی سے سمجھایا پر نگہت کو بے چینی نے آن گھیرا۔

فکر کی بات تو تھی، کروڑوں کی ڈیل فائنل کرنے کے لیے اسفندیار فرہاد کے ساتھ لاہور روانا ہوئے تھے۔ فرہاد کی ان تھک محنت اور لگن سے کانٹریکٹ انہیں ملا تھا جن کے اہم نکات پر بحث اور کانٹریکٹ پر دستخط کے حوالے سے آج انہیں لازمی لاہور پہنچنا تھا لیکن نگہت

کے ایکسیڈنٹ کی خبر نے فرہاد اور اسفند یار دونوں کو حواس باختہ کر دیا تھا۔ وہ دونوں ایر پورٹ سے ہی سیدھا کراچی کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔ پرسنل سیکرٹری کو مطلع کر کے ڈیل کل تک کے لیے ملتوی کروادی تھی۔ دونوں کا خیال تھا کہ ایکسیڈنٹ سیریس نہیں ہو گا لیکن یہاں آکر اور صورت حال کا جائزہ لگا کر وہ میٹینگ تو جیسے بھول ہی گئے تھے۔ تب ہی نگہت کے پوچھنے پر فرہاد کو میٹینگ کا خیال آیا لیکن وہ اسفند یار کو دیکھ کر صرف خاموش رہا۔ اس وقت نگہت کی صحت معنی رکھتی تھی۔ باپ بیٹے دونوں نظروں کے تبادلے سے ہی میٹنگ کینسل کرنے کا فیصلا کر چکے تھے۔

"یا اللہ یہ کیا ہو گیا۔۔۔ اسفند پلیز ایسا نہیں کریں۔ آپ لوگوں نے کنٹریکٹ تو کینسل نہیں کروادیا؟" نگہت اسفند یار کے سمجھانے کے باوجود بھی نہ مانیں اور مزید پریشان ہونے لگیں۔

"مام آپ سے بڑھ کر کچھ ہو سکتا ہے میرے لیے ؟" فرہاد نے ان کے چہرے پر نرمی سے ہاتھ رکھا۔

"پر بیٹا تم نے کتنی محنت کی تھی۔ یہ کانٹریکٹ کمپنی کی ریپو کے لیے بھی اہم تھا۔۔۔ اسفند آپ سمجھائیں اسے ایسا مت کرے پلیز !" نگہت نے متورم آنکھوں کے ساتھ لجاجت سے اسفند یار کو کہا جو خود بھی موقع کی نزاکت سے واقف تھے۔

"فرہاد ایسامت کرو پلیز!" اسفندیار کے پاس سے کوئی جواب موصول نہ ہوا تو نگہت نے فرہاد سے منت سماجت کی۔ وہ مزید نگہت سے اس معاملے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتا تھا لہذا خاموشی سے کمرے سے چلا گیا۔

"اسفند مجھے سچ بتائیں کانٹریکٹ کینسل کر دیا ہے؟" نگہت نے پوچھا۔

"نہیں نگہت کل تک کے لیے ملتوی کر دیا ہے لیکن تمہیں اس طرح چھوڑ کر ہم نہیں جا سکتے!" اسفندیار نے فہمائشی انداز میں کہا۔

"میں ٹھیک ہوں یہاں اسفند آپ چاہیں تو شمع کو آج رات بلا لیں۔۔۔ لیکن پلیز ایسامت کریں۔۔۔ میں یہ برداشت نہیں کر پاؤں گی کہ اپنے بیٹے کی ترقی میں 'میں رکاوٹ بن رہی ہوں۔" نگہت نے کہا تو اسفندیار بھی سوچ میں پڑ گئے۔

"اچھا تم آرام کرو اتنا اسٹریس تمہارے لیے صحیح نہیں۔۔۔ میں کچھ کرتا ہوں۔" نگہت کو مخمصے میں دیکھ کر اسفندیار نے انہیں ریلیکس کرنا چاہا۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے کمرے سے نکلے۔ پیچھے پیچھے نہال بھی تھی۔

وہ ایک طرف ساکت کھڑا کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا۔ رات کی سرمائی سورج کی شعاعوں کو مات دیتی ہوئی ہر سو پھیل گئی تھی۔ رات کا سیاہ رنگ اسے اپنے اندر تک اترتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا کہ اس کلائنٹ کو پانے کے لیے اس نے جی جان لگادی تھی

اور جب کامیابی اس سے ہاتھ ملانے کھڑی تھی تو مجبوری اور فرائض آڑے آکر اس کے ہاتھوں میں ان دیکھی آہنی زنجیر بندھ گئے تھے۔ وہ واقف تھا کہ اگر کلائنٹ کو مزید آگے کے لیے ملتوی کیا تو وہ ان کی کمپنی کے مد مقابل بلال گروپ کو کانٹریکٹ دینے پر اکتفا کریں گے جن سے برسوں سے انکا ٹاکرا رہا تھا۔

کبھی کبھی انسان سوچتا ہے کہ مستقبل اسے ایک اسکرین پر نظر آجائے اور وہ اسے بدلنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔۔۔ لیکن انسان یہ بھول جاتا ہے کہ اگر ہر کسی کو یہ میّسر ہو جائے تو دنیا بہت جلد تباہی کی طرف چلی جائے کیونکہ ہر نفس اپنا مفاد دیکھے گا اور ہر مفاد میں دوسرے کا نقصان موجود ہوتا ہے۔ تب ہی تو مستقبل کا علم صرف خالق حقیقی کے پاس ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے اور وہ کسی کا فائیدہ دیکھتا ہے نہ نقصان، اس کے تو ہر کام میں حکمت ہے۔

بے شک انسان کو آتی ہوئی پریشانی اژدہے کی مانند لگتی ہے لیکن وہ یہ بھول جاتا ہے کہ وقت اور قسمت کا فیصلہ اللّٰہ کے ہاتھ میں ہے۔ بے شک وہ ہی مصیبت اور مشکلات سے نکالتا ہے اور وہ ہی راہ راست کی طرف گامزن کرتا ہے۔

اپنے کاندھے پر اسفندیار کا گرم اور بھاری ہاتھ محسوس کر کے اس نے سرسری سی گردن دائیں طرف کی اور واپس کھڑکی سے باہر نظریں کر لیں۔ اسفندیار اس کی پریشانی بخوبی جانتے تھے۔ وہ جس دل اور دماغ کی جنگ میں پھنسا تھا اس سے واقف تھے۔

"تم جانتے ہو نا کہ اس کا کیا نتیجہ ہو گا؟" اسفند یار نے گلا کھنکار کر اسے مخاطب کیا۔

"مام کو نہیں چھوڑ سکتا ڈیڈ!" فرہاد نے دھیمے لہجے میں کہا۔

"اور میں اکیلے لاہور نہیں جا سکتا، پراجیکٹ تمہارا ہے، تمہیں تین چار دن لگ کر خود وہاں موجود ہو کر کام کرنا ہے۔۔۔ تو پھر اب کیا کیا جائے؟" اسفند یار نے عذر پیش کیا جو جائز تھا۔ وہ کمپنی کے سی ای او تھے، کروڑوں کی ڈیل فائنل ان کی موجودگی میں ہی ممکن تھی، اس میں کوئی شک نہیں یہ انکی کمپنی کا اب تک کا سب سے اہم پراجیکٹ تھا۔ البتہ پراجیکٹ کے تمام کام سے فرہاد واقف تھا جس کی پریزینٹیشن فائنل ہوئی تھی اور اس کا کلائنٹ کے ساتھ کانٹر کٹ میں موجود ہونا لازمی تھا۔

"سوچنے کی بات نہیں ہے کینسل کر دیتے ہیں۔" فرہاد کی آنکھوں کے سامنے نگہت کا مضمحل چہرا واضح ہوا تو اس نے قطعیت بھرے لہجے میں کہا۔

"پر فرہاد۔۔۔"

"میں رک جاؤں گی مامی کے پاس!" اسفند یار ابھی کچھ اور کہتے، اس کے فیصلے میں کچھ ترمیم کرنے کی کوشش کرتے کہ ان کے عقب سے نہال کی آواز ابھری تو دونوں نفوس پیچھے پلٹے۔ وہ بائیس سالہ لڑکی پورے اعتماد سے ان سے مخاطب تھی۔ ہاں یہ سچ تھا کہ اس پورے

ثانیہ میں اسفندیار کو یہ خیال نہیں آیا تھا کہ نہال بھی موجود تھی۔ وہ تو نگہت کو دیکھ کر ہی سب کچھ بھول بیٹھے تھے۔

"آپ لوگ جائیں۔۔۔ دو تین دن کی ہی تو بات ہے۔۔۔ ماموں آپ تو کانٹرکٹ فائنل ہونے کے بعد واپس آجائیں گے۔ ویسے بھی ڈاکٹرز نے کہا ہے کہ مامی کو پانچ چھ دن سے پہلے ڈسچارج نہیں کریں گے۔ یہاں ڈاکٹر اور نرس کا ماہر عملا موجود ہے۔۔ مجھے اگر کوئی پریشانی بھی ہوئی تو ان لوگوں سے مدد لے لوں گی۔" اس نے بھرپور طمانیت کا مظاہرہ کیا۔

"پر بیٹا تم کیسے؟ نگہت اس وقت خود سے اپنے کسی کام کرنے کے لیے بھی قابل نہیں۔۔ اسے مکمل دیکھ بھال کی ضرورت ہے۔" اسفندیار نے تفکر آمیز انداز میں کہا۔

"ماموں کیا آپ بھول گئے؟ ماما بھی چھ مہینے علیل رہی تھیں اور اس وقت انکی دیکھ بھال میں ہی کیا کرتی تھی۔۔۔ نگہت مامی تو پھر بھی سمارٹ ہیں ماما تو فربہ مائل تھیں۔ جب ان کا خیال رکھ لیا تو ان کا بھی رکھ لوں گی۔" نہال نے مدھر سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"پر بیٹا تمہارے پیپر بھی چل رہے ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ ہماری وجہ سے تمہاری پڑھائی کمپرومائز ہو۔۔۔ اور تمہارے نتیجے پر اس کا اثر ہو۔" اسفندیار نے کہا۔

"ماموں پیپر کافی گیپ سے ہیں مجھے نہیں لگتا کہ کوئی بھی پرابلم ہو گی۔ بلکہ میں باآسانی مامی کا بھی خیال رکھ لوں گی اور پڑھائی بھی ساتھ ساتھ کر لوں گی۔ رہی پیپر کی بات تو اس دوران

میں شمع کو بلا لوں گی کہ جتنی دیر میں یونیورسٹی میں رہوں وہ آ کر مامی کا خیال رکھ لے۔ ویسے بھی مجھے امید ہے کہ تب تک تو آپ لوگ بھی آ جائیں گے۔" نہال نے سمجھایا تو اسفندیار سمیت فرہاد بھی سوچ میں پڑ گئے۔

وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر تمام معاملات سمجھ رہے تھے جب نہال پھر گویا ہوئی۔

"آپ لوگ بھروسہ کریں مجھ پر۔۔۔ میں یہاں موجود ہوں۔ آپ لوگ بے فکر ہو کر جائیں۔" اس نے نرمی لیکن پُراعتماد لہجے میں کہا۔

"پریشان ہو جاؤ گی بیٹا تم۔" اسفندیار نے کہا۔

"گھر کا فرد بھی کہتے ہیں اور غیر بھی کر دیتے ہیں۔ تیمارداری میں پریشانی کیسی۔۔۔ اور مجھے تو اس کی پریکٹس بھی ہے۔" نہال نے باور کروایا تو اسفندیار اور فرہاد دونوں ہی کچھ کچھ مطمئن ہوئے۔

"تم اپنا فون آن رکھنا۔ مجھے پل پل کی خبر دو گی تم۔۔۔ اس کے علاوہ کچھ بھی پریشانی ہو یا کسی چیز کی بھی ضرورت تو تم مجھے یا ڈیڈ کو کال کرو گی!" اب فرہاد نے کہا۔

"بے فکر رہو۔۔۔ میں ایسا ہی کروں گی۔" نہال کے پراعتماد اور قطعیت بھرے لہجے سے دونوں کو بے حد ڈھارس محسوس ہوئی۔ بلاتاخیر کیے اسفندیار نے فرہاد اور اپنی لاہور کی ارجنٹ ٹکٹ کروائی تھی جو لگ بھگ ایک گھنٹے بعد ہی روانہ ہونی تھی۔ فرہاد فرطِ محبت سے

نگہت کا ہاتھ تھامے ان کے پاس بیٹھا بات کر رہا تھا۔اس کا فیصلہ سن کر نگہت بے حد پر سکون ہوئی تھیں اور مسکرا رہی تھیں۔وہ ہر گز بھی نہیں چاہتی تھیں کہ انکی وجہ سے کاروبار میں کوئی نقصان ہو البتہ جب اسفندیار نے نگہت کو نہال کا بتایا تو وہ جھجک گئیں اور اسفندیار کو تاکید کی کہ وہ شمع ہی کو بلالیں جس کا اسنفدیار نے زیادہ رد عمل نہیں دیا۔وہ نہال پر زمہ داری چھوڑ کر پر سکون تھے اور مطمئن بھی پھر مامی بھانجی کے درمیاں سرد مہری سے بھی خوب واقف تھے، ظاہر ہے سر پر چاندی دھوپ میں رہنے سے تو آئی نہیں تھی۔

نگہت کو آرام کا کہہ کر اور نہال کو کچھ کام کی تاکید کیے وہ دونوں ایرپورٹ کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔نہال انہیں الوداع کہتی ہوئی کمرے میں داخل ہو گی تو نگہت کو سوتا پایا۔وہ گہری نیند میں تھیں اور انہیں اس وقت آرام کی سخت ضرورت تھی۔اس نے شمع سے کہہ کر تمام چیزیں اور کتابیں منگوالی تھیں۔وہ صوفے پر ایک طرف ہو کر بیٹھ گی اور خاموشی سے پڑھائی میں جت گی۔

قریباً رات کا تیسرا پہر تھا جب نگہت کی آنکھ کھلی تھی۔وہ بوجھل آنکھوں سے کمرے کی چھت کو دیکھ رہی تھیں۔کمرے کی تمام لائٹیں بند تھیں سوائے ایک معمولی سے زیرو بلب کے جو کمرے کے ایک کونے میں جل رہا تھا اور مدھم سی سفیدی کمرے میں بمشکل پھیلائے

ہوئے تھا۔انہوں نے بمشکل گردن کو بائیں طرف گھمایا تو ٹھٹک گئیں۔وہ گود میں کتاب دھری چوکڑی مارے صوفے پر بیٹھی تھی۔دائیں ہاتھ کی کُہنی کو صوفے کے ہتھے پر رکھ کر ہتھیلی پر منہ کو ٹکائے غنودگی میں تھی۔تھوڑی تھوڑی دیر سے نیند سے اس کی گردن ہلکا سا جھٹکا کھاتی اور وہ پھر واپس گردن کو درست کیے غنودگی میں چلی جاتی۔نگہت کے لیے نہال کا کمرے میں موجود ہونا کسی حیران کن بات سے کم نہ تھا۔وہ جس طرح اسفندیار کو تاکید کر چکی تھیں،اس وقت کمرے میں شمع کی ہی توقع کر رہی تھیں۔لیکن نہال کو پا کر وہ بس یک ٹک اسے دیکھے گئیں۔

وہ جو بار بار غنودگی میں چلی جاتی،محتاط تھی،اور خود پر گہری نظریں محسوس کر کے اس نے ایک دم آنکھیں کھولیں کہ یکلخت ہی نگہت نے آنکھیں بند کر لیں۔نہال انہیں بغور دیکھے گئ۔اسے محسوس ہوا جیسے نگہت جاگی ہوئی ہیں۔

"مامی؟"اس نے دھیرے سے آواز دی پر نگہت کے پاس سے کوئی جواب نہ آیا۔وہ ماتھے پر بل لیے پھر کتاب کے ورق پلٹنے لگی کہ کمرے کا دروازہ کھولے ایک نرس داخل ہوئی۔

"اسلام و علیکم میں ناہید ہوں رات کو میری ڈیوٹی ہے اگر کوئی پرابلم ہو تو مجھے بلا لیجئے گا۔" نرس نے اپنا تعارف کروایا اور نگہت کے پاس چلی گئ۔

"یہ آپ کیا لگا رہی ہیں؟" نرس کے ہاتھ میں انجیکشن تھا جسے وہ ڈرپ میں پیوست کر رہی تھی جب نہال نے پوچھا۔

"اینٹی بائیوٹک ہے ڈرپ ختم ہو جائے تو بلا لیجیے گا۔۔۔ آپ انکی بیٹی ہیں؟" نرس نے مسکرا کر پوچھا۔

"نہیں میں بھانجی ہوں۔" نہال نے کہا۔ دونوں دھیمی آواز میں بات کر رہی تھیں۔

"آج کل تو رحمی رشتوں کو بھی کوئی اہمیت نہیں دیتا پھر آپ تو بھانجی ہو کر ان کا خیال کر رہی ہیں، بہت کم دیکھا ہے۔" نرس نے متافخر انداز میں اسے دیکھ کر کہا۔

"یہ رحمی رشتے سے بھی بڑھ کر ہیں اس لیے۔" نہال نے جواباً کہا تو نرس اسے بغور دیکھنے لگی۔

"میرے ماموں میرے والد کی طرح ہیں تو یہ ماں کی طرح ہی ہوئی ناں۔۔۔ مجھ پر بھی فرض ہے کہ انکا خیال رکھوں۔" نہال کی بات سن کر نرس نے سر کو اثبات میں ہلایا۔

وہ ڈرپ چیک کر کے چلی گئی اور نہال اٹھ کر نگہت کے پاس آ گئی۔ جب اس نے تسلی کر لی کہ وہ مکمل آرام دے حالت میں ہیں تو واپس صوفے پر جا بیٹھی اور کتاب ایک طرف کر کے صوفے کی پشت سے آنکھیں موندھ لیں۔ نگہت نے آنکھیں نہ کھولیں۔ وہ ماہرانہ انداز میں خود کو سوتا دکھا رہی تھیں اور نہال کی بات ان کے اندر بازگشت کرنے لگی تھی۔

سورج اپنی پوری آب وتاب سے طلوع ہوُا تھا اور اسپتال کے اس کمرے کی کھڑکی سے سورج کی روشنی چھنتی ہوئی اندر داخل ہو کر پورا کمرا منور کر رہی تھی۔اس نے فجر کے بعد ہی کھڑکی پر گرے بلائنڈز ہٹا دیے تھے۔ صبح کی دھوپ ویسے بھی صحت کے لیے مفید تھی۔وہ اب صوفے پر بیٹھی نگہت کے اٹھنے کا انتظار کر رہی تھی جب دروازہ کھول کر نرس نگہت کے لیے ناشتے کی ٹرے لے آئیں۔

"ان کو آج ہلکی غزہ دی جائے گی۔جب یہ نیند سے بیدار ہوں تو آپ پہلے تھوڑا پانی پلایئے گا پھر ناشتہ دیجیے گا۔"نرس تاکید کرتی ہوئی باہر چلی گیٔ۔اس نے کھانے کی ٹرے دیکھی تو احساس ہوُا کہ کل پورے دن سے لیکر اب تک اس نے کچھ بھی کھایا نہیں تھا۔کل رات شمع نے کھانا بھجوانے کا کہا تو اس نے ہی منع کر دیا تھا۔اسپتالوں میں اس سے ویسے بھی کچھ نہیں کھایا جاتا تھا۔

وہ کمرے میں موجود ٹیلیفون کے پاس گیٔ اور ریسیور اٹھا کر مطلوبہ نمبر ملایا جو کہ کیفے کا تھا۔ اس نے اپنے لیے چائے اور سینڈوچ منگوالیا۔کچھ دیر میں ہی کمرے میں ایک لڑکا اسے ناشتہ دے گیا۔وہ صوفے پر چوکڑی مار کر بیٹھی اور جلدی جلدی سینڈوچ کھانے لگی۔ جسم کو جیسے

طاقت نصیب ہوئی تھی۔ پھر گرم چائے کے گھونٹ بھرتی ہوئی وہ خود کو آج کے دن کے لیے تیار کر رہی تھی۔

نگہت کی آنکھ کھلی تو اس نے نہال کو وہیں صوفے پر موجود پایا۔ انہوں نے درد سے کراہ نکالی تو نہال ان کی جانب متوجہ ہوئی۔ وہ کتاب کھولے پیپر کی تیاری کر رہی تھی۔

"اسلام و علیکم مامی۔۔۔ کیسی طبیعت ہے اب آپکی؟" جو کل تک بھیگی بلی بنی ان کے سامنے آنے سے ڈر رہی تھی، آج بھرپور اعتماد کے ساتھ ان سے گویا ہوئی۔

"درد ہے۔۔ تم یہاں کیوں ہو؟ شمع کو بلاؤ۔۔۔" نگہت نے دھیرے سے درد بھری آواز میں کہا۔ نہال ان کی بات سن کر زیر لب مسکرائی۔

"آپ کا ناشتہ آگیا ہے۔۔۔ ڈاکٹر نے فی الوقت آپکو لائٹ غزہ دی ہے۔" اس نے نگہت کی بات کو نظر انداز کر کے اپنی کہی۔

"نرس کو بلا دو میں اٹھنا چاہتی ہوں۔" وہ کل سے لیٹے لیٹے تھک چکی تھیں۔ نہال نے انکی ابتر حالت کو دیکھا تو دل میں ٹیس سی اٹھی۔ وہ جو پوری شان و شوکت اور طمطراق کے ساتھ پُر اعتمادی سے قدم اٹھاتی تھیں آج بستر بوس اور بے بس دکھ رہی تھیں۔ نہال نے کچھ نہیں کہا بس ان کے پاس آئی اور انہیں کاندھوں سے آرام سے اٹھانے لگی۔ وہ گھبرا گئیں۔

"تم نہیں کر پاؤ گی!" ان کی آنکھوں میں بے یقینی دیکھ کر نہال گویا ہوئی، "بھروسہ رکھیں۔" نہال نے مدھر سی مسکراہٹ سے کہا اور پوری قوت سے انہیں اٹھا کر اوپر کی طرف سرکا دیا۔ اسکے بعد وہ بستر کے آخری سرہانے پر گئی جہاں لیور موجود تھا۔ اس نے لیور گھمانا شروع کیا تو بستر سر کی طرف سے اوپر اٹھنے لگا۔ بستر کو مناسب پوزیشن میں رکھ کر اس نے نگہت کی طرف دیکھا جو کافی پر سکون محسوس کر رہی تھیں۔ اس کے بعد وہ وہیں موجود ٹیبل کو پہیوں کی مدد سے چلاتی ہوئی ان کے پاس لے آئی۔ نگہت اسے بغور دیکھے جا رہی تھیں۔ اس نے گلاس میں پانی بھرا اور ان کی طرف بڑھایا۔ وہ گلاس ان کے لبوں تک لے گئی۔ اب کی بار نگہت ایک دم چپ رہیں۔ پیاس بھی شدید لگی تھی۔ انہوں نے خاموشی سے اس کے ہاتھ سے تین چار گھونٹ پانی پیا۔ نہال نے گلاس رکھا اور کھانا نکالنے لگی۔ نگہت نے میز پر رکھا کھانا دیکھا تو انکی نظریں اپنے دونوں ہاتھوں پر جا ٹھہریں۔ ان کے ایک ہاتھ میں فریکچر تھا اور وہ پٹیوں میں جکڑا تھا اور دوسرے ہاتھ کی پشت پر گہری خراشیں تھیں جس کی وجہ سے وہ ہاتھ بھی پٹی سے بندھا تھا۔ انہوں نے اپنی ٹانگیں دیکھیں تو ایک ٹانگ جس پر فریکچر تھا وہ بھی پٹیوں میں بندھی تھی جب کے دوسری ٹانگ وہ باآسانی ہلا سکتی تھیں۔ اس کے علاوہ سر پر گہرا زخم تھا۔ ماتھے پر ضرب موجود تھی اسی لیے سر بھی پٹی سے بندھا تھا۔ وہ

اپنی بے بسی کے بارے میں سوچ ہی رہی تھیں کہ اچانک دلیے سے بھرا چمچہ ان کے لبوں تک آگیا۔

نگہت کی نگاہیں پہلے چمچے پر ٹک گئیں۔ پھر تعاقب کرتی ہوئی نہال کے ہاتھ اور پھر اس کے چہرے پر پڑیں جو بلا جھجھک، نرم اور محبت بھرے انداز سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ نگہت اسے دیکھے گئیں اور منہ کھول دیا۔ نہال نے شکر کا سانس اندر ہی اندر لیا اور انہیں دلیا کھلانا شروع کر دیا۔

ناشتہ مکمل ہوا تو نہال نے گیلے تولیے سے انکا منہ صاف کیا اور انہیں آرام دے پوزیشن پر لیٹا دیا۔

ڈاکٹر اور نرس نگہت کا چیک اپ کر کے ان کی جلد ریکوری کی امید دلا کر جب چلے گئے تو نہال کا فون بج اٹھا۔ فرہاد کا نام اسکرین پر چمکتا دیکھ کر نہال نے کال اٹھائی اور اس کی بات نگہت سے کروا دی۔ وہ لوگ آفس کے لیے نکل رہے تھے اور آج کانٹریکٹ کی ڈیل سائین ہونی تھی۔

نگہت نے خوب دعائیں دیں اور فون بند کر دیا۔ کچھ دیر گزری ہو گی کہ نگہت کا فون بجنے لگا تھا جو ان کے پرس میں موجود تھا۔ نہال نے ان کے کہنے پر فون نکالا تو الینا کی کال تھی۔ اب فون رسیو کرنا تھا، اور کوئی چارہ نہ تھا۔ نہال نے کال رسیو کر کے ان کے کان سے لگا دیا۔

دوسری طرف سے آتی الینا کی چہکتی آواز سن کر نگہت نے سکون کا سانس لیا۔یعنی اسے کچھ معلوم نہ تھا۔

"آپ کی آواز کیوں ایسی ہو رہی ہے؟"الینا کے سوال پوچھنے پر نگہت نے جب بات کی تو آواز میں کراہ سن کر الینا یکا یک گھبرا گئی۔

"بخار ہے بیٹا۔۔۔نتھنگ ایلس۔"

"اوہ مام اپنا خیال رکھیں یہ کیا آپ بیمار ہو گئیں۔"

"ہاں بیٹا تم فکر مت کرو انجوائے یور ٹرپ!"کچھ دیر اور الینا سے بات کر کے پھر فون بند کر دیا۔

تین دن وہ اسپتال میں رہی تھیں۔پہلے دن کی بنسبت وہ اب بہتر محسوس کرنے لگی تھیں۔ نہال ایک بار بھی گھر نہیں گئی تھی۔حالانکہ اسفند یار نے اسے بہت اسرار کیا تھا کہ وہ گھر جا کر کچھ دیر آرام کر لے۔خود بھی ریلیکس ہو جائے پر نہال نہیں مانی۔تینوں وقت کا کھانا وہ کیفے سے لے لیا کرتی تھی جو زیادہ تر سینڈوچ ہی ہوتا تھا۔اسپتال میں اسے ویسے بھی بھوک کا احساس نہ ہوتا تھا۔کپڑے اور دیگر ضروری اشیاء اس نے ڈرائیور سے منگوا لیے تھے تو فریش بھی وہیں ہو جایا کرتی تھی۔اس نے نگہت کو اپنی آنکھوں کے سامنے رکھا تھا اور ان کا ہر کام

دل جمعی اور خوشی سے کرتی تھی۔ خود نگہت بھی اس کے ساتھ آرام دہ اور آسودہ محسوس کرنے لگی تھیں۔

نہال انہیں پروفیشنل طریقے سے ہینڈل کرتی تھی اور نگہت اسکے اس انداز سے کئی بار حیران ہوئی تھیں۔ کسی ایک کام میں بھی نہال کے چہرے کا زاویہ نہیں بگڑا تھا۔ وہ انہیں تینوں اوقات اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتی، ان کا منہ صاف کرتی، ان کے بال پونی میں باندھا کرتی، ان کی ایک ٹانگ جو پٹیوں سے آزاد تھی، وہ دباتی۔ انہیں کروٹ دلانے میں مدد دیتی۔ اور کسی کام سے بھی نہیں چڑتی۔ بلکہ کئی بار نگہت کہنے سے جب جھجھکتی تھیں تو وہ انکے چہرے سے مفہوم اخز کر کے انہیں بنا کہے وہ کام سر انجام دے دیتی تھی۔

بلکہ اب اگر اسفندیار یہ بھی کہتے کہ شمع کو ایک دن کے لیے بلالاؤ تو وہ منع کر دیتیں۔ کیونکہ جس طرح نہال نے انہیں سنبھالا تھا، کوئی اور اس طرح شاید نہ کر پاتا۔

کانٹریکٹ فائنل ہؤا تو فرہاد اور اسفندیار کی پوزیشن مارکٹ میں مزید مضبوط ہو گئی تھی۔ تین دن وہ لوگ لاہور میں ہی موجود تھے۔ فرہاد کو مزید کچھ دن رکنا تھا جبکہ اسفندیار کی آج کراچی کی واپسی تھی۔ لیکن خراب موسم کے باعث وہ لاہور میں ہی پھنس گئے تھے۔ نہال سے بات کر کے وہ اب نگہت کو ساری صورت حال سے آگاہ کر رہے تھے۔ نگہت یہ سن کر شدید کبیدہ ہوئی تھیں۔ وہ اپنی فیملی کو شدید مس کر رہی تھیں اور اسپتال کا یہ کمرا اب انہیں

کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔ نہال ہر ہر انداز سے انہیں راحت اور سکون دینے کی کوشش کرتی تھی اور وہ کچھ کچھ پر سکون بھی ہو جاتی تھیں لیکن ان کی اب بس ہو چکی تھی وہ گھر جانا چاہتی تھیں۔ فون بند کر کے انہوں نے ڈاکٹر سے بھی یہ ہی کہا جو نگہت کو چیک اپ اور انکی پروگریس دیکھنے کے لیے کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

"میرا مشورہ تو یہ ہی ہے مسز اسفندیار کہ آپ ابھی یہاں مزید دو دن رکیں۔" ڈاکٹر نے انکی تجویز پر جواب دیا تو نگہت کے چہرے پر بے زاری چھا گئی۔

"مجھے نہیں لگتا میں مزید ایک دن بھی رک سکتی ہوں۔۔۔ میرے خیال سے میں گھر پر زیادہ جلدی ریکور کروں ڈاکٹر!" نگہت نے لجاجت سے کہا تو ڈاکٹر بھی سوچنے لگے۔

"ہمم۔۔۔ ٹھیک ہے مسز نگہت، آپ اپنی زمہ داری پر یہ فیصلہ کر رہی ہیں۔۔۔ میں آپ کو اگلا اپائنٹمنٹ دے دیتا ہوں جب آپ آکر اپنی پٹیاں کھلوا سکتی ہیں پھر آپکی فزیو تھراپی شروع ہو گی۔ آپ کے ماتھے پر ٹانکے بھی میں تب ہی چیک کروں گا۔" ڈاکٹر اپنی طرف سے تمام ہدایات دے کر ڈسچارج کا نرس کو کہہ کر چلے گئے۔ وہ نگہت کے اسرار کے سامنے خاموش ہو گئے تھے۔ نگہت نے سکون کا سانس لیا پر لاہور میں بیٹھے دو نفوس بری طرح سے طیش میں آگئے تھے۔ اسفندیار اور فرہاد نے یک بعد دیگرے نہال اور نگہت کو فون کیا کہ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انہوں نے ایسا احمقانہ فیصلہ آخر لیا ہی کیوں؟ لیکن نگہت کی شدید بیزاریت اور تاسف بھرا لہجہ سن کر دونوں ہی خاموش ہو گئے۔

"آرام سے لیٹیں۔" نہال نے شمع سے نیچے فلور پر کمرا صاف کروالیا تھا تاکہ نگہت وہاں آرام سے رہ سکیں۔ وہ اس وقت اپنے پیر پر وزن نہیں رکھ سکتی تھیں اور بالائی منزل چڑھنا ناممکن تھا۔ نہال نگہت کو بستر پر لٹا کر تمام دوائیوں کے پرچے دیکھنے لگی تھی۔ اگلا کام اسکا ساری دوائیں ایک ٹرے میں سیٹ کرنا تھا تاکہ وقت پر نگہت کو دے سکے۔ شمع اس کے ساتھ مدد کروا رہی تھی اور ساتھ ساتھ نگہت جو بیٹھے بیٹھے احکام جاری کرتیں، وہ بھی سن رہی تھی۔

"شمع رات کا کھانا بنالیا؟" نگہت نے باتوں باتوں میں ایک اچٹتی نگاہ نہال کی پشت پر ڈالی۔

"جی بیگم صاحبہ، قیمہ اور روٹی تیار کیا ہے۔" شمع نے کہا۔

"دھیان رکھنا نہال لازمی کھائے، ایسا نہ ہو سینڈوچ پر ہی گزارا کرے۔" ان کا کہنا تھا کہ نہال کا ہاتھ ایک جھٹکے سے رکا۔ اسکی پشت نگہت کی طرف تھی پھر بھی اس کے چہرے پر شاک کے تاثر وہ بغیر دیکھے بھی محسوس کر سکتی تھیں۔ یہ اتنے مہینوں میں پہلی بار تھا جب نگہت کا لہجہ نہال کے لیے نرم پڑا تھا۔ وہ تو یہ ہی سمجھتی تھی کہ نگہت کا دل اس کے لیے اب تک بھی نرم نہیں ہوا تھا۔ پر ایسا نہیں تھا۔ اس نے جھجھکتے ہوئے چہرا نگہت کی طرف کیا جو

شمع کو اب دوسرے احکام جاری کر رہی تھیں۔ان کا بلا کا نظر انداز کرنا اسے خوب بھایا۔وہ مسکرائی اور پھر دوائیوں کی طرف توجہ مبزول کرلی۔

نگہت کو اپنے فیصلے پر پورا یقین تھا اور ہوا بھی یہ ہی تھا۔گھر آکر وہ ذہنی طور پر پر سکون ہوئی تھیں اور نہال اور شمع کی مدد سے اپنے دیگر کام کرنے لگی تھیں۔تکلیف کی شدت تو اب بھی برقرار تھی۔نہال انہیں بستر سے اترنے ہی نہ دیتی تھی۔اگر وہ موجود نہ ہوتی تو شمع کو لازمی کمرے میں بھیج دیتی۔اگلے دن اسفندیار بھی گھر پہنچ گئے اور نہال کو ڈھارس محسوس ہوئی۔ وہ خود بھی جیسے تیسے بیگم کی دیکھ بھال میں جت گئے اور نگہت اور اسفندیار کے حلقہ احباب میں جب نگہت کی خبر پھیلی تو مہمانوں کی ریل پیل گھر میں شروع ہو گئ۔مہمان نوازی اور ان کا خیال رکھنے میں بھی نہال آگے سے آگے رہی۔البتہ اس کے پیپر کی تاریخ قریب تھی لہاذا وہ شمع کو زیادہ تر مہمانوں کے آگے کیا رکھنا ہے اور گھر کی دیکھ بھال کے حوالے سے ہدایات دیتی رہتی۔اسفندیار کے آنے سے اس کی زمہ داری نگہت کے حوالے سے بٹ گئ تھی تو وہ پیپر پر دھیان باآسانی دے سکتی تھی۔اسنفدیار اسکے بے حد مشکور تھے جو اسے خفت میں مبتلا کر دیتا تھا۔وہ دلی طور پر مطمئن تھی کہ اس گھر کے مکینوں نے اگر اسے گھر میں جگہ دی تھی تو اس کا احسان اس نے یوں نگہت کا خیال کر کے ادا کیا تھا۔کم از کم اسے دل سے تو یہ ہی آواز آتی تھی۔

"الینا بیٹا میں بلکل ٹھیک ہوں، تم رو رو کر خود کو ہلکان مت کرو۔" نگہت نے ملائمت اور لجاجت کے ملے جلے تاثر سے الینا کو پچکارا جو زار و قطار روئے جارہی تھی۔ حلقہ احباب سے ہی خبر لیک ہوئی تھی اور الینا کو اپنی کسی دوست کے ذریعے جب نگہت کا پتہ چلا تو اس کو شاک لگا۔ اس نے فوراً ہی فون پر نمبر ڈائل کیا اور شکوے کرنا شروع ہو گئی۔ پھر نگہت کے ایکسیڈنٹ کا سن کر مزید زور زور سے روئے جارہی تھی۔ اس وقت اس نے وڈیو کال کر کے نگہت کو اسکرین کے سامنے کیا ہوا تھا۔ اسفندیار بھی اسے تسلی دے رہے تھے۔ اسے بہت شرمندگی محسوس ہو رہی تھی۔ کہ اس کی فیملی کتنے مشکل وقت سے گزر رہی تھی اور وہ یورپ گھومنے میں مگن تھی۔ وہ چھوٹے بچوں کی طرح روتے روتے معافی بھی مانگ رہی تھی اور شکایات کا سلسلہ بھی جاری تھا، کہ اسے اس خبر سے بے خبر کیوں رکھا؟

"میری جان میں تمہیں پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔اور میں یہاں اکیلی تھوڑی تھی۔" نگہت نے کہا تو وہ گردن نفی میں ہلاتی ہوئی پھر رونے لگی۔ کتنی دیر تک نگہت اور اسفندیار اسے دلاسے دیتے رہے۔ وہ تو فوراً ہی پاکستان آنے کا فیصلہ کر چکی تھی لیکن نگہت نے بہت مشکل سے اسے منایا اور ٹرپ کو خراب کرنے سے روکا۔

"مام آپ بھی کیا سوچتی ہوں گی، آپ کے بچے ہو کر بھی آپکے ساتھ نہیں!"

"بیٹا وقت اور حالات ہر وقت ایک جیسے نہیں ہوتے۔ فرہاد کی کامیابی کے آڑ میں 'میں نہیں آنا چاہتی تھی اور نہ ہی تمہیں پریشان کرنا چاہتی تھی ورنہ کیا مجھے اندازہ نہیں، کہ تم لوگ یہاں ہوتے تو کیا میری دیکھ بھال نہیں کرتے؟ ماں باپ اپنے بچوں کے حوالے سے صرف تب بدگمان ہوتے ہیں جب وہ واقع ماں باپ کو فراموش کر دیں۔ اور میں اور اسفند تمہاری اور فرہاد کی رگ رگ سے واقف ہیں کہ تم لوگ ہمیشہ ہمارا سہارا بنے رہو گے۔" نگہت نے طمانیت اور ٹھوس بھرے لہجے میں کہا تو الینا کی ہچکیاں بندھ ہوئیں۔ وہ کتنی دیر نگہت اور اسفندیار سے باتیں کرتی رہی پھر نگہت کو آرام کی ضرورت محسوس ہوئی تو اسفندیار نگہت کو بستر پر لیٹا کر ان کے برابر بیٹھ گئے اور آفس کے کاموں میں مصروف ہو گئے۔

وہ پیپر دے کر گھر میں داخل ہوئی تو بیگ ایک طرف رکھ کر منہ ہاتھ دھونے چلی گئ۔ اس کے بعد اس نے نگہت کے کمرے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔ شمع کھانے کی ٹرے اٹھائے چلی آ رہی تھی جب اس کا سامنا نہال سے ہوا۔

"مامی کا کھانا ہے نا لاؤ مجھے دو میں لے جاتی ہوں۔" نہال نے کہا۔

"پر بی بی آپ تو ابھی تھکی آئی ہیں۔۔۔ آرام کر لیں میں کھانا کھلا دوں گی بیگم صاحبہ کو۔" شمع نے کہا۔

"میں نہیں تھکی لاؤ مجھے دو۔" نہال نے مسرور کن لہجے میں کہا اور اس کے ہاتھ سے ٹرے لے لی۔

"بی بی جی بیگم صاحبہ نے خاص منع کیا تھا کہ آپ آئیں تو آپ کو تنگ نہ کیا جائے۔" شمع نے سہمے ہوئے کہا۔ اسے نگہت کی ڈانٹ سے خاصا ڈر محسوس ہوتا تھا۔

"کچھ نہیں ہوتا تم جاؤ میں دیکھ لوں گی۔" وہ اسے سمجھاتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔

"اسلام و علیکم مامی!" نہال نے تعظیم سے کہا اور ٹرے لیتی ہوئی اندر آگئی۔ نگہت ہیڈ بورڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی شمع کا ہی انتظار کر رہی تھیں کہ نہال کو دیکھ کر چونکیں۔

"وعلیکم اسلام تم کیوں آئیں میں نے شمع کو منع بھی کیا تھا۔" نگہت نے کہا۔

"اسے میں نے منع کر دیا۔۔ آپ کے کام کرتے ہوئے میں کبھی نہیں تھکتی۔" نہال نے ٹرے رکھی اور انکے پاس آگئی۔ اسکی بات سن کر نگہت زیر لب مسکرائیں تھیں۔

"پیپر کیسا گیا تمہارا؟" نگہت نے پوچھا۔ نہال نے نیپکن ان کے گریباں میں لٹکادی اور سوپ کو چمچ سے ٹھنڈا کرتی ہوئی انکے سرہانے بیٹھ گئی۔

"بہترین ہوا چلیں منہ کھولیں۔" نہال چمچ انکے لب تک لے گئی اور نگہت نے سوپ پینا شروع کر دیا۔

"شمع نے صبح کی دوائیں دے دی تھیں آپکو؟" اسے اچانک یاد آیا۔

"ہاں دوائیں تو اسفند یار دے کر گئے تھے۔" انہوں نے کہتے ہوئے پھر منہ کھولا تو نہال نے سوپ پلایا۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے مسکرائیں تو نہال نے انہیں متعجب ہو کر دیکھا۔

"مسکرانے کی وجہ پوچھ سکتی ہوں؟" اس نے بھی محظوظ ہو کر نگہت سے سوال کیا۔ دونوں کے درمیان برف کی دیوار کب گری؟ یہ تو دونوں ہی نہیں جانتی تھیں اور اب نہال بغیر ڈرے نگہت سے باتیں کر لیا کرتی تھی یا شاید وہ انہیں ترحم کی نگاہ سے دیکھا کرتی تھی تب ہی ڈر غالب نہ تھا پھر نگہت کا رویہ نہال سے خود بخود بدل گیا تھا۔ تو نہال بھی کیوں مزید پیچھے ہٹتی۔ وہ تو اوّل روز سے یہ ہی چاہتی تھی۔

"دراصل اسفند ویسے تو میرا ہر کام کر دیتے ہیں پر کھانا کھلانے میں صفر ہیں۔ آج دلیا منہ سے زیادہ کپڑوں کو کھلا دیا تھا۔ تب احساس ہوا یہ بھی ایک آرٹ ہے یا شاید مرد حضرات ایسے کاموں میں صفر ہی رہے ہیں۔۔۔" نگہت نے مسکرانے کی وجہ بتائی تو نہال سن کر محظوظ ہوئی۔

"اوہ۔۔۔ یہ تو مما نے مجھے اچھی ٹریننگ دے رکھی تھی۔ وہ اکثر جب شدید بیمار ہوتی تھیں تو انہیں کھانا میں کھلا دیا کرتی تھی۔ اس طرح پریکٹس ہو گی اور دیکھیں آج کام آ رہی ہے۔۔" نہال نے کہا۔ انہوں نے بمشکل آدھا پیالہ ہی پیا ہو گا کہ بس کا اشارہ کر دیا۔

"پورا کر لیں آپ کو طاقت کی بہت ضرورت ہے۔۔"نہال نے منت سے کہا پر وہ گردن نفی میں ہلانے لگیں۔

"منہ کا ذائقہ بگڑ گیا ہے یہ سب کھاتے کھاتے۔۔۔"نگہت نے منہ بنا کر کہا۔

"بس کچھ دن اور مامی۔۔۔دیکھیے گا الینا کے آنے سے پہلے آپ اپنے پیروں پر کھڑی ہوں گی۔۔۔اور پھر فرہاد بھی تو آج آرہا ہے۔وہ ناراض ہو گا کہ آپ کھانا پینا نہیں کر رہیں۔"نہال نے انہیں سمجھایا تو نگہت فرہاد کو تصور میں سوچ کر سر ہیڈ بورڈ سے ٹکا گئیں۔

"آہ۔۔۔فرہاد۔۔میرا بیٹا! پہلے جب یورپ میں تھا تو اسے دیکھنے اور چھونے کا اشتیاق میرے اندر پنپتا تھا اور میں دل کو تھپ تھپا کر سلا دیا کرتی تھی۔لیکن اب اتنے دن بھی گزارنا مشکل ہو گیا ہے۔الینا کو بھی دل سے چاہتی ہوں کہ بلا لوں لیکن اسکا ٹرپ خراب نہیں کرنا مجھے۔ میں چاہتی ہوں میرے دونوں بچے میری نظروں کے سامنے رہیں۔"وہ ایک ٹرانس کی سی کیفیت میں مبتلا ہو رہی تھیں۔نہال سوپ ایک طرف رکھ کر اٹھی اور انکی دوپہر کی دینے والی دوائیاں لے آئی۔ساتھ ان کی باتیں بھی سنتی رہی۔

"مما بھی یہ ہی کہتی تھیں۔۔کہ میں ہر وقت انکی نظروں کے سامنے رہوں۔۔میں ہنس کر کہتی تھی کہ یونیورسٹی کون جائے گا۔"نہال نے انہیں دوائیں کھلا کر پانی پلا دیا۔نگہت نے ایک آہ دل میں محسوس کی۔پھر کچھ لحظہ سر کے تو پُر سوچ انداز میں وہ گویا ہوئیں۔

"وہ جانتی تھی کہ اس دنیا فانی سے رخصتی کا وقت آ گیا ہے۔تب ہی ایسا کہتی تھیں۔۔۔میں اس کی خواہش سمجھ سکتی ہوں۔" نگہت نے غیر مرئی نکتے کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔وہ ٹرانس ان پر پورا کا پورا چھا گیا تھا۔نہال نے بغور نگہت کو دیکھا جو بہت مختلف لگ رہی تھیں۔

"پر مامی آپ تو ریکور ہو رہی ہیں ایسی منفی سوچیں اپنے خیال سے جھٹک دیں۔" نہال نے جیسے انہیں واپس لانا چاہا تو نگہت نے بغور نہال کو دیکھا۔ان کے اندر کچھ ٹوٹا تھا، کرچی کرچی ہوا تھا۔وہ بھاری دل سے نہال کو دیکھے گئیں جو متعجب سی نگہت کو ہی دیکھ رہی تھی۔

"میں نے موت کو بہت قریب سے دیکھا ہے نہال۔۔۔جب کبھی آنکھیں بند کر کے وہ منظر محسوس کرتی ہوں تو میرے پورے وجود میں کپکپی ہو جاتی ہے۔مجھے اب احساس ہوا کہ زندگی کتنی مختصر ہے اور اتنی اچانک بھی ختم ہو سکتی ہے۔" وہ سنجیدگی اور متانت کے ملے جلے تاثر میں کہہ رہی تھیں اور نہال ہمہ تن گوش تھی۔

"ہم انسان اکثر یہ بات بھول جاتے ہیں کہ اتنی سی زندگی میں ہم کتنے لوگوں پر کس کس طرح اثر ڈالتے ہیں۔جن سے محبت کرتے ہیں انہیں اپنے پاس ہر وقت موجود رہنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔اور جن سے نفرت کرتے ہیں ان سے جتنا دور ہو سکے دور ہی رہتے ہیں لیکن کبھی کبھی اس نفرت کی آگ میں ہم ان سے جڑے رشتوں سے خواہ مخواہ کی

بیر رکھتے ہیں۔" نگہت نے اسکی جانب دیکھا جو خود کو اس بات کا مرکز سمجھ گئی تھی۔اس نے بے ساختہ ہی نظریں نیچے کر دیں تھیں۔

"ایک ان جانا سکون محسوس کرتے ہیں جب اپنے حریفوں سے جڑے رشتوں کو تکلیف دیتے ہیں۔۔۔" نہال نے ایک دم انہیں پھیلی ہوئی آنکھوں سے دیکھا۔

"تم یہ مت سمجھنا کہ تمہاری مما میری حریف تھیں۔وہ تو بہت اچھی طبیعت کی مالک تھیں۔ جتنی بار بھی مجھ سے ملتین، میری عزت افزائی میں کبھی کمی نہیں کی تھی۔" اس کے چہرے پر چھائی حیرانی کو اخز کر کے نگہت نے ہر لفظ آہستہ آہستہ ادا کیا۔

"پھر آپ انہیں ناپسند کیوں کرتی ہیں؟ میرا مطلب۔۔۔" اس نے بمشکل الفاظ ادا کیے۔ آنکھوں کے کٹورے پانی سے بھرنے لگے تھے۔

"عجیب سا احساس ہے نہال۔جو جھیلتا ہے وہ ہی سمجھ سکتا ہے۔بظاہر تو مجھے آسماء سے کوئی پرابلم نہیں تھی لیکن۔۔۔۔۔"

"لیکن؟" نہال نے استفہامیہ انداز میں انہیں دیکھا۔نگہت نے سوکھے پڑتے ہونٹوں پر زبان پھیری اور کہنا شروع کیا۔۔۔

"میں جب شادی کر کے آئی تھی اس دن سے لیکر اب تک میرے ہر کام کا موازنہ امی یعنی تمہاری نانی اور آسماء سے ہوُا تھا۔اسفندیار بہت اچھے انسان ہیں اور بہترین شوہر بھی ہیں لیکن

ان کے مستقل موازنے نے میرا دل خود بخود ساس اور نند سے کھٹا کر دیا۔مجھے خواہ مخواہ دونوں سے بیر ہو گیا۔ساس تو چلو ماں جیسی تھیں لیکن آسماء مجھ سے عمر میں چھوٹی تھی۔اس کے باوجود بھی اسفند نے ہمیشہ آسماء کو مجھ پر ترجیح دی۔میں نے کیا کچھ نہیں کیا۔مکان کو گھر بنایا۔بچوں کو پڑھایا،انہیں بہترین مستقبل فراہم کیا۔یہاں تک کہ میں باہر کا کام بھی دیکھتی رہی۔اسفند یار کی زیادہ تر توجہ انکا کام اور الینا کی طرف مبزول تھی۔لیکن پھر بھی میں نے الینا کی طرف سے لاپرواہی نہیں کی۔اگر میں آج ان سے اس تمام مشقتوں کی تعریف مانگوں تو انکا ایک ہی جواب ہو گا،آسماء نے جیسے گھر اور نہال کو سنبھالا ہے ویسا کوئی نہیں کر سکتا!"نہال کے آنسو چھلک کر گالوں کو تر کر گئے۔

"بہت تکلیف دہ ہے بیٹا۔اگر ہم موازنہ کرنے بیٹھ جائیں تو کبھی اس نعمت سے خوش نہیں ہو سکتے جو ہمیں عطا کی گئ ہے۔میں پھر کہوں گی اسفند یار نے کبھی شکایت نہیں کی لیکن ان کی بہن کا ذکر ہمارے رشتے پر اثر کر گیا۔میں اسفند یار سے تو ناراض نہ ہوئی لیکن خود بخود تمہاری ماں سے ایک ان دیکھی جنگ میں لڑتی رہی۔یہ ہی وجہ تھی کہ تم سے بھی میرا رشتہ داؤ پر لگ گیا۔تمہاری سگی مامی تھی میں اور تم میری واحد ایک بھانجی ہونے کے باوجود بھی میں نے تمہارے ساتھ غلط کیا۔۔۔جو مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا۔۔۔تم ابھی اس بات کو سمجھنے کے لیے بہت چھوٹی ہو۔۔۔ایک عورت ہی سمجھ سکتی ہے کہ اس کا موازنہ اگر اسکا شوہر اپنی

بہن یاماں سے کرے تو اس پر کیا گزرے گی۔آئے ایم سوری بیٹا۔۔۔میں مزید اب ایسی غلطی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔تم یتیم ہو اور میرے رویئے سے تمہیں تکلیف بھی ہوئی ہو گی۔ میں آخرت خراب نہیں کرنا چاہتی۔مجھے معاف کر دو بیٹا۔۔۔"

"کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ مامی۔یقین کریں تو آپ کا یہ روپ مجھ سے ہضم ہی نہیں ہو رہا۔ آپ پر غصّہ زیادہ اچھا لگتا ہے۔"نگہت اسکی بات سن کر مسکرائیں۔نہال نے نرمی سے انکا ہاتھ تھاما۔وہ خفت محسوس کر رہی تھی۔اسے معلوم نہیں تھا کہ انجانے میں نگہت کو ہر مقام پر کتنی تکلیف محسوس ہوئی ہو گی۔

"میں حیران ہوں ماموں مما سے آپ کو کمپیئر کرتے ہیں۔جبکہ میں نے تو ہمیشہ مما کو آپکی تعریف کرتے سنا ہے۔وہ کہتی تھیں جس طرح نگہت بھابھی نے گھر کو سنبھالا ہے ساتھ ساتھ این جی او بھی دیکھ رہی ہیں آسان کام نہیں۔۔۔"نگہت یہ سن کر زیر لب مسکرائیں۔ وہ بہت تھک چکی تھیں۔نہال نے انہیں بستر پر لٹا دیا اور ٹرے میں برتن رکھتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔فرہاد جوان دونوں کے درمیان ہوتی گفتگو سن چکا تھا نہال کے نکلتے ہی راہداری سے ملحقہ کھلے کمرے کی دیوار کے ساتھ پشت لگا گیا۔وہ نہیں چاہتا تھا کہ نہال اسے دیکھ لے۔نہال تو سیدھی سیدھی راہداری سے چلی گئی البتہ اس کی پشت کو گھورتا فرہاد اپنے دل کی کروٹوں پر بدلتا محسوس کر رہا تھا۔

وہ کچن سے برتن رکھ کر واپس آئی تو فرہاد کو شمع سے بات کرتے دیکھا۔اس نے تشویشی نگاہ سے دونوں کو دیکھا اور ان کی طرف چل پڑی۔

"نہال بی بی ابھی بیگم صاحبہ کو کھانا کھلا کر گئی ہیں۔۔وہ انکے علاوہ کسی سے نہیں کھاتیں۔۔ آپ مل لیں پر وہ ابھی ہی سوئی ہیں۔" وہ کہتے کہتے چپ ہوئی جب اس نے فرہاد کا دھیان نہال کی طرف جاتا دیکھا جو چلتی ہوئی ان کی جانب آ رہی تھی۔

"خیریت ؟"وہ فرہاد کو دیکھ کر چونکی تھی۔کسی نے بتایا نہیں وہ آگیا تھا۔

"جی بیگم صاحبہ سو گئی ہیں نہال بی بی۔" شمع نے کہا۔

"شمع تم جاؤ۔"فرہاد نے اسے جانے کو کہا تو وہ سر خم کرتی ہوئی وہاں سے چلی گئ۔نہال نے فرہاد کی طرف دیکھا۔ان دونوں کے درمیاں تو کچھ بھی نہیں بدلا تھا۔وہ اب بھی اس کا سامنا کرنے سے جھجک رہی تھی۔وہ چٹان جیسا مرد تھا ہی ایسا۔اچھے اچھوں کا اعتماد ڈانواں ڈول ہو جاتا پھر یہ تو نہال تھی جس کا فرہاد کے ساتھ ماضی کا کوئی بھی حصہ خوش گوار نہ تھا۔

"مام کیسی ہیں ؟"فرہاد نے پوچھا پر اب کی بار اسکے لہجے میں چبھن کم اور ملائمت کا عنصر جھلک آ رہا تھا۔البتہ نہال کو اس میں کوئی بھی تغیر کا احساس نہ ہوا۔

"وہ ٹھیک ہیں تمہیں یاد کر رہی تھیں۔۔۔تم چاہو تو جا کر۔۔۔"

"نہیں انہیں آرام کرنے دو جب اٹھ جائیں گی تو مل لوں گا۔" فرہاد کہہ کر چپ ہوا تو نہال نے سر کو جنبش دی اور وہاں سے جانے میں ہی غنیمت جانی۔

"نہال!" وہ بمشکل مڑی ہی تھی کہ فرہاد کی بات سن کر پھر اسکی طرف دیکھنے لگی۔ زبان کی گرہ کھولنا بھی ایک دقت بھرا کام ہے۔ وہ ہزار الفاظ سوچتا ہوا لب وا کرنے لگا کہ۔۔۔

"تھینکس۔۔۔ مام کا خیال رکھا تم نے۔" وہ کہنا بہت کچھ چاہتا تھا لیکن اچانک جزبات غیر ہونے کے باعث وہ خود کو سمجھنے سے قاصر تھا۔ اس کا تھینکس بھی احسان سے کم نہیں لگا تھا۔ نہال نے سر کو جنبش دی اور چلی گئی۔ وہ پیچھے کھڑا اپنے الفاظ کے چناؤ کا احتساب کرنے لگا تھا اور جزبز سا صورت حال کا جائزہ لگا رہا تھا۔ جس لڑکی سے اسے بیر تھا، اچانک ختم ہو گیا تھا! وہ نہ چاہتے ہوئے بھی اسکے بارے میں کچھ برا نہیں سوچ پا رہا تھا۔

برقی قمقموں سے گھر کو سجایا ہوا تھا اور گھر کے عقب کے باغیچے کو ہال کے لیے منسوب کر دیا گیا تھا۔ اس خطے میں شاندار سجاوٹ اور مہمانوں کے لیے بہترین انتظام کیا گیا تھا۔ ہال چکا چک چہکتے لوگوں سے بھر رہا تھا۔ ہر جگہ گہما گہمی تھی۔ تازہ پھولوں کی خوشبو ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔ نگہت اور اسفندیار سب مہمانوں کا پر تپاک انداز میں استقبال کر رہے تھے۔ نگہت نے بے ساکھی کا سہارہ لیا ہوا تھا۔ وہ پہلے کی بنسبت اب بہتر محسوس کرتی تھیں۔ ہاتھ اور پیر

کی پٹیاں کھل چکی تھیں۔ ہاتھ بھی آرام سے استعمال کر پا رہی تھیں البتہ ٹانگ پر ابھی مکمل وزن ڈالنے سے ڈاکٹر نے منع کیا تھا۔

الینا کے یورپ ٹور سے واپسی پر کچھ دن قبل ہی نگہت خوب ہمت سے کام لینے لگی تھیں۔ وہ باقاعدہ فزیو تھراپی کرواتی اور اب تو اپنے سارے کام خود کرنے لگی تھیں۔ وہ خود کو الینا کے سامنے مہین یا نحیف حالت میں ظاہر کرنا نہیں چاہتی تھیں۔ یہ فطری عمل تھا۔ وہ ہمیشہ سے الینا کے سامنے ایک مضبوط عورت کی حیثیت سے کھڑی ہوتیں البتہ فرہاد کے سامنے وہ جزبات کی انتہا کو پہنچ جایا کرتیں تھیں۔

وجہ ؟ محبت کا رخ ہے۔ کیا یہ سچ نہیں کہ ہماری محبت کرنے کا انداز ہر انسان سے مختلف ہوتا ہے ؟ کچھ مخصوص لوگ ہماری زندگی میں ایسی جگہ رکھتے ہیں کہ ہم ان کے سامنے ٹوٹی مالا کی طرح بکھر جاتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ بس وہ ہی ہمیں سمیٹیں۔ جبکہ کچھ کے ساتھ ہماری محبت کا روپ ہی الگ ہوتا ہے۔ ہم ہر وقت ان کے سامنے باہمت اور مضبوط دکھنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔

نگہت بھی الینا کے سامنے خود کو ہمیشہ پر اعتماد اور پختہ ظاہر کرتیں تھیں اور اس سے بھی زندگی میں یہ ہی چاہتی تھیں کہ وہ ایک کمزور عورت کی مثال نہ بنے۔ جبکہ فرہاد کے سامنے وہ جزبات کے سمندر میں غوطہ زن ہو جاتیں۔ اس سے ہر ہر احساس سے بھرے لہجے میں گفتگو

کرتیں تاکہ مرد جو فطری طور پر مضبوط ہی پایا جاتا ہے احساس سے عاری نہ رہے۔ بلکہ عورت کے دکھ درد سے، اس کی محبت، اس کی انسیت، اس کے خیال رکھنے سے بھی واقف ہو۔ پر چونکہ یہ ازل سے ہے کہ بیٹا ہمیشہ ماں سے لگاؤ زیادہ رکھتا ہے بنسبت باپ کے، وہ بھی نگہت سے بے حد اٹیچ تھا۔ اور جسے نگہت ناپسند کرتیں فرہاد خود بخود اس شخص سے بیر محسوس کرنے لگتا تھا۔

وہ کہتے ہیں نا دیر آئے درست آئے۔ فرہاد کو اس بات کا احساس تب ہوا جب اس نے نگہت اور نہال کے درمیان تمام گفتگو سن لی تھی۔ وہ اپنی غلطی کا احساس کر چکا تھا۔ اپنے رویے کی تلخی سے شرمسار تھا۔ وہ تو آنکھیں بند کیے اپنی ماں کے قدموں کو فولو کر رہا تھا حالانکہ اسے عقل اور شعور دونوں پر عبور حاصل تھا۔ شروع سے ہی جو ہر قدم پر کامیابی حاصل کرتا آیا تھا، رشتوں میں فیل ہو چکا تھا۔

کئی دن تک فرہاد نے خود احتسابی میں گزار دیئے تھے۔ وہ ایک ایک دن جب جب وہ نہال سے تلخ لہجے میں بات کرتا آیا تھا، سب ذہن کی اسکرین پر نظر آتا تو وہ مزید ندامت سے چور ہو جاتا۔ اس نے خود کو بدلنے اور اپنے رویے کی تلفی کرنے کا سوچ رکھا تھا البتہ موقع اسے کبھی نظر نہ آیا تھا۔ نہال جب بھی اسکے سامنے آتی، فرہاد اس کی آنکھوں میں ڈر کو بآسانی پڑھ لیتا۔ وہ جانتا تھا کہ نہال کو اس کے ہتک آمیز رویۓ، اس کے سرد و سفاک لہجے سے خوف آتا تھا۔

آج اس نے پستئی رنگ کی پیروں کو چھوتی ہوئی میکسی پہن رکھی تھی جس پر سلور اور سفید کے امتزاج سے کام ہوا تھا۔دوپٹا اس نے قرینے سے کاندھوں پر ڈال رکھا تھا۔کھلے بال بیچ کی مانگ نکال کر دونوں طرف سے ابشار کی مانند کاندھوں سے نیچے جا رہے تھے۔چھوٹے چھوٹے اویزا کانوں میں اور ہلکا سا نیکلس گلے میں پہن رکھا تھا۔چہرے پر میک اپ کے نام پر صرف آنکھوں میں کاجل اور ہونٹوں کو گلابی رنگ کی لپ اسٹک سے سجایا ہوا تھا۔اس ہلکے پھلکے میک اپ سے بھی وہ مبہوت کرنے کی ادا رکھتی تھی۔اسفندیار اور نگہت کے حلقہ احباب میں کئی خواتین نے اسے نوٹ کیا تھا۔پر وہ ہر شخص سے لاتعلق اپنی سوچوں میں محو تھی۔

آج اس کا چہرا باقی دنوں کے بنسبت غم کی عکاسی کر رہا تھا۔وہ خود کو بار بار کمپوز کرتی ہوئی کھل کر مسکرا رہی تھی۔اسے آج نہ جانے کیوں ماں کی یاد بہت ستا رہی تھی۔شاید وہ بار بار نگہت کو الینا سے پیار کرتے،ان کی الینا سے التفات دیکھ کر اپنا خالی پن محسوس کر رہی تھی۔وہ سوچ رہی تھی کہ جب اسکی خوشی کا موقع ہوگا تو اس کے دونوں طرف کھڑے باپ ہوں گے نہ ماں۔اسے اپنی یتیمی پر دل کے سطحی حصے میں ٹیس سی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ کلائی جس میں اپنی امی کی بریسلیٹ پہنا کرتی تھی آج بھی کھالی تھی۔اس نے الینا کے اسرار پر بھی کوئی چوڑی نہیں پہنی تھی البتہ بس ایک ہاتھ میں سلور چین کی گھڑی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

تابش کے پہلو میں بیٹھی الینا سجی سجائی گڑیا لگ رہی تھی۔اس نے کشمیری گلابی رنگ کا جوڑا زیب تن کیا تھا اور پروفیشنل میکاپ اور ہئیر اسٹائل سے قیامت ڈھا رہی تھی۔دونوں ہال میں سب کی توجہ کا مرکز بنے تھے۔الینا کو ابھی ابھی نہال اسٹیج پر لائی تھی۔منگنی کی رسومات میں وقت تھا جب اچانک الینا نے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں پر نظر دوڑائی تو نہال کو اپنے پاس بلایا۔نہال نے جھک کر اس کی بات کان میں سنی۔

"نہال میں نے تابش کی دی ہوئی رنگ تو کمرے میں ہی چھوڑ دی ہے۔اگر نہیں پہنی تو ناراض ہو جائے گا۔اس سے پہلے اس کا دھیان جائے تم مجھے رنگ لا دو پلیز!" الینا نے سرگوشی میں کہا۔

"تمہیں کہا بھی تھا پہن لو!" نہال نے زیرِ لب ڈپٹ دیا۔

"ہاں مام کے جلدی جلدی بلوانے کے چکر میں بھول گئی۔" الینا نے بسورتی شکل سے کہا۔

"اچھا رکو میں لاتی ہوں۔" نہال مہمانوں کی بھیڑ سے بچتی بچاتی گھر کے عقبی دروازے سے اندر داخل ہو گئی۔وہ اسٹئیر کیس چڑھتی ہوئی سیدھی الینا کے کمرے میں گھسی۔اسے یاد تھا کہ انگوٹھی اس نے ڈریسنگ پر رکھی تھی تاکہ الینا پہن لے۔وقت ضائع کیے بغیر وہ ڈریسنگ کے پاس گئی۔اس کی توقع کے مطابق رنگ وہیں تھیں۔ایک چھوٹا سا ہیرا سونے کی انگھوٹی پر لگا جگر جگر کر رہا تھا۔نہال نے رنگ لی اور جوں ہی کمرے سے نکلی ایک دم ٹھٹک گئی۔

فرہاد ہاتھ پیچھے باندھے اسے بغور سنجیدہ آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔نہال کا تو رنگ ہی فق ہو گیا تھا۔فرہاد نے آسمانی رنگ کا کرتا اور سفید شلوار پہن رکھا تھا۔پیروں میں لاہوری چپل پہن کر وہ جاذب نظر شخصیت اب تک کتنی لڑکیوں کی توجہ کا مرکز بن گیا تھا۔لیکن نہال کی تو جیسے خوف کے مارے ہی سانس رک گئ تھی۔وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس چٹان جیسے مرد کو دیکھ رہی تھی جو فرصت سے اس پر نظریں ٹکائے ہوئے تھا۔نہال کے چہرے پر سے ایک رنگ آتا اور ایک جاتا والی کیفیت تھی جو فرہاد کی آنکھوں سے اوجھل نہیں تھی۔نہال نے گھبرا کر جیسے سانس بحال کی اور الفاظ ڈھونڈنے کے چکر میں نظریں نیچے کر لیں۔

وہ شاید اسکے بولنے کے انتظار میں تھا۔

"وہ۔۔۔وہ میں۔۔الینا کی رِنگ۔"اس نے ڈرتے ہوئے ہتھیلی کے پیالے میں موجود رنگ فرہاد کو دکھائی۔

"الینا کو چاہیئے تھی۔۔۔وہ ہی لینے آئی تھی۔۔اور کچھ نہیں۔۔"باقی کے الفاظ اس کے سانس لینے میں ہی گڈ مڈ ہو گئے۔وہ ڈر رہی تھی کہ فرہاد پھر اس پر کوئی بہتان لگا دے گا۔اسے تشویشی انداز سے پرکھا جائے گا۔پھر اس سے پوچھ گچھ ہو گی۔پھر اس پر سب شاکی ہوں گے۔وہ بہت کچھ سوچ رہی تھی اور اسکی آنکھیں ہر قسم کی گھبراہٹ اور خوف کی عکاسی کر

رہی تھیں۔اس نے ڈرتے ڈرتے فرہاد کی طرف دیکھا جو ہنوز ویسے ہی کھڑا اسے دیکھ رہا تھا پر اب کی بار اس کے ہونٹ مدھر سی مسکراہٹ میں تبدیل ہوئے تھے۔

"کیا میں نے پوچھا تم الینا کے کمرے میں کیا کر رہی تھیں؟"نہال کی اس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی فرہاد نے کہا۔

"ن۔۔نہیں۔۔"نہال نے گردن نفی میں ہلائی۔

"تو پھر اتنی وضاحت کس بات کی دے رہی ہو تم؟"اب کی بار وہ مصنوعی سنجیدگی سے گویا ہوٴا تو نہال کو اچھنبا ہوا۔وہ کچھ نہیں کہہ پائی بس اپنی پوزیشن اس وقت بے ڈھب سی محسوس کر رہی تھی۔حیرانی اور خوف کا میل اس کے چہرے پر فرہاد کو خوب بھایا۔

"اور یہ کیا ہو گیا ہے تمہارے چہرے کو؟"وہ اب کی بار تشویشی انداز میں پوچھنے لگا۔نہال نے حیرت سے پہلے فرہاد کو دیکھا اور پھر اپنے چہرے کو چھونے لگی۔

"کچھ بھی تو نہیں۔۔۔کیا ہوٴا ہے؟"نہال نے سوالیہ نظروں سے فرہاد کو دیکھا۔

"اتنی خوشی کے موقع پر اتنا اداس چہرا؟"وہ حیرت کے سمندر میں غوطہ زن نہ ہوتی تو کیا ہوتی۔وہ فرہاد جو نہال کے سامنے کمالِ بے نیازی سے کام لیتا تھا۔جو اسے نظر انداز کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا تھا۔مہمانوں کی اتنی گہما گہمی میں اسکی کیفیت سے آگاہ ہو گیا؟اس کا چہرا پرکھنے لگا؟وہ پھیلی پھیلی نظروں سے فرہاد کو دیکھ رہی تھی۔

"نہیں کچھ بھی تو نہیں۔۔۔" کچھ توقف کے بعد نہال گویا ہوئی۔

"واقع؟" فرہاد نے کہا تو اس نے خفیف سی سر کو جنبش دی اور جوں ہی آگے بڑھی فرہاد نے اسے روکا۔

"ایک منٹ۔۔۔ میرے پاس کچھ ہے تمہارے لیے۔۔۔" وہ فرہاد کے کہنے پر رکی۔اس کی نظریں فرہاد کے ہاتھ کا تعاقب کرنے لگیں جسے وہ جیب میں ڈالے ہوئے تھا۔اس نے بند مٹھی آگے کی اور جوں ہی کھولی نہال حواس باختہ ہو گئی۔

"میرا خیال ہے یہ تمہاری ہے۔" اس کی امی کا بریسلیٹ جو اسے شدت سے پسند تھا، جس میں اسے اپنی ماں کا لمس محسوس ہوتا تھا، فرہاد کی کشادہ ہتھیلی میں دیکھ کر اس کی آنکھیں خوشی سے سرشار ہوئیں۔

"یہ یہ کہاں سے ملی تمہیں؟ اس نے بریسلٹ تھام کر اسے الٹ پلٹ کر کے دیکھا۔

"اسی بک شیلف میں جہاں تم ڈھونڈ رہی تھیں۔۔۔" نہال کی آنکھیں یکلخت ہی چمکنے لگی تھیں۔اس کا چہرا ایک دم سے مسکرا رہا تھا۔اداسی کے بادل تو جیسے چھٹ ہی گئے تھے اور دھنک کے رنگ اس کے چہرے پر بکھر رہے تھے۔

"میں دو دن پہلے ایک کتاب ڈھونڈ رہا تھا اور اسی میں سے مجھے یہ ملی۔۔۔" فرہاد نے کہا تو نہال نے اسکی طرف دیکھا۔ وہ تو بریسلٹ ملنے کی خوشی میں اتنی محو تھی کہ فرہاد کے چہرے کے اتار چڑھاؤ کو محسوس نہیں کر پائی۔

"میں اپنے رویئے کی معزرت چاہتا ہوں نہال۔۔۔" وہ بغیر تمہید باندھے مدعے پر آنا چاہتا تھا۔ سو آگیا اور نہال یہ سن کر متحیر سی اسے دیکھتی رہی۔

"مجھے وہ سب نہیں کہنا چاہیئے تھا۔۔۔ تمہاری بات سن لینی چاہیے تھی۔ دراصل تھوڑا خبتی ہوں ڈیڈ نے کہا تو تھا۔ مجھے میس بلکل نہیں پسند۔۔۔ دماغ گھوم جاتا ہے۔۔۔۔ پر اس کے علاوہ بھی۔۔۔ میں اپنے ہر۔۔ ہر اس رویئے سے، جس سے تمہاری دل آزاری ہوئی ہے۔۔ معافی چاہتا ہوں۔۔" تو کیا واقع فرہاد اپنی غلطی تسلیم کر رہا تھا؟ کیا وہ واقع اپنے رویے کو لیکر ندامت محسوس کر رہا تھا؟ کئی سوال نہال کے دل میں سے ابھرے۔ پر وہ کچھ بھی نہ بول سکی۔ وہ حیرت افزا جو کیے جا رہا تھا۔

"تمہیں یہ بریسلٹ لگتا ہے بہت پسند ہے۔" چند ثانیے گزرے جب فرہاد نے کہا۔

"تمہیں کیسے پتہ؟" نہال نے پوچھا۔

"تمہارا چہرا۔۔۔ سب بتا دیتا ہے!" فرہاد نے مسکرا کر کہا تو وہ بھی مبہم سی مسکرائی۔

"یہ بریسلٹ امی کی ہے۔۔۔اس لیے مجھے بہت عزیز ہے تھینک یو سو مچ۔۔۔مجھے تو لگا تھا میں نے کھو دی۔" نہال نے کہا۔اس نے فوراً سے بریسلیٹ اپنی کلائی میں باندھ لی۔ پھر الینا کا خیال آیا جس نے اسے جلد انگھوٹی لانے کو کہا تو اس نے سر پر ہلکی سی چپت لگائی۔

"الینا انتظار کر رہی ہو گی۔" اس نے فرہاد سے کہا اور جلدی جلدی آگے بڑھ گئ۔ فرہاد نے اسے جانے کا راستہ دے دیا۔ وہ جلدی جلدی قدم بڑھاتی ہوئی فرہاد سے دور ہو رہی تھی کہ فرہاد نے اسے پکارا۔

"مسکراتی رہا کرو۔۔۔اچھی لگتی ہو۔" نہال وہیں کی وہیں جامد ہو گئ۔ اسے سمجھ نہیں آیا کہ جو کچھ ابھی اس کے کانوں نے سنا کیا واقع سچ تھا؟ اس نے حیرانی اور اچھنبے سے پیچھے مڑ کر فرہاد کو دیکھا جو نرم نگاہیں اس پر جمائے ہوئے تھا۔ نہال نے مسکرانے پر ہی اکتفا کیا اور چلتی چلی گئ۔ فرہاد اس کی پشت کو دیکھتا رہا۔ فرہاد کا دل الگ ہی لے پر دھڑکنے لگا تھا۔ نہال غیر محسوس انداز میں اس کے دل کی رسائی حاصل کر گئ تھی۔

"کتنی اچھی فوٹوس آئی ہیں نا؟" الینا نے پرجوشی سے البم کے ورق پلٹتے ہوئے کہا۔ اس کی خوشی دیدنی تھی۔ پروفیشنل فوٹو البم آج ہی آئے تھے اور جیسے ہی انہیں موصول ہوئے الینا سب کام چھوڑ چھاڑ کر بھاگی۔ اسے تصویروں کا بے صبری سے انتظار تھا۔

"بہت خوبصورت آئی ہیں۔۔ماشاءاللہ۔"نگہت نے بھی سراہ کر کہا۔اسفند یار اخبار کی ورق گردانی میں مصروف تھے جب الینا نے ان کے ہاتھ سے اخبار چھینا اور انہیں بھی تصویروں کی طرف متوجہ کروایا۔

"میں اس میں کتنی پیاری لگ رہی ہوں نا؟"وہ ایک ایک تصویر کو ہر ہر زاویے سے دیکھ رہی تھی۔

"تم تو ہر تصویر میں پیاری لگی ہو بیٹا۔"اسفند یار نے الینا کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا۔

"بھائی کہاں ہے؟انہیں بھی تو بلائیں۔۔۔ان کی بھی کتنی زبردست تصوریں آئی ہیں۔"الینا نے دونوں سے پوچھا۔

"بھئی فرہاد نے کہا ہے کہ اسے بہت ضروری کام ہے آفس کے حوالے سے لہاذا اسے بلکل بھی ڈسٹرب نا کیا جائے۔"نگہت نے فرہاد کی بات دھرائی۔

"حد ہے بھائی کی بھی!ویسے بہت زیادہ ہی مصروف نہیں ہو گئے موصوف؟"الینا نے خفگی سے اسنفد یار کو دیکھا۔

"ارے بیٹا اس کا بہت اہم پراجیکٹ ہے وہ کسی قسم کی غلطی یا کوتاہی افورڈ نہیں کر سکتا۔۔۔"اسفند یار نے سمجھایا۔

"افّو! ایک تو یہ پراجیکٹ۔ ویسے بابا سب سے پہلے تو آپکو اور پھر بھائی کو تھینک یو کہ آپ کی اَن تھک محنت کی وجہ سے ہم اس مقام پر پہنچے کہ میں جس شے پر ہاتھ رکھوں آپ دلا دیتے ہیں لیکن اسکا ہر گز مطلب یہ نہیں کہ آپ دونوں کام کے پیچھے فیملی کو نظرانداز کر دیں!"

الینا کی آواز ایک دم سے شاکی ہوئی تو اسفندیار مسکرائے۔

"بیٹا فرہاد شروع سے ہی ورک ہالک ہے۔" نگہت نے بھی الینا کی تائید کی۔

"آخر بیٹا کس کا ہے؟" اسفندیار نے فخریہ انداز میں کہا۔

"لیکن بابا تو پھر بھی ہمیں وقت دیتے ہیں۔۔ پر یہ بھائی! مام میں تو کہتی ہوں اب جلدی جلدی بھائی کا بھی کچھ کر دیں۔ تاکہ کم از کم ایک عدد بیوی کے لیے ہی سہی پر گھر میں متوجہ تو ہوں گے!" الینا نے جیسے نگہت کی دیرینہ خواہش کو جگایا تھا۔

"چلیں چائے آگئی۔" وہ ٹرے اٹھاتی ہوئی لونگ ایریا میں داخل ہوئی جہاں یہ سب بیٹھے تھے۔

"ارے تم کیوں لائیں شمع کہاں ہے؟"، نگہت نے متحیر ہو کر نہال سے کہا۔

"وہ اسکی طبیعت صحیح نہیں کہہ رہی تھی چکر سے آرہے ہیں۔ میں نے کہا آرام کرو میں بنا لیتی ہوں۔" نہال نے ٹرے کافی ٹیبل پر رکھی۔

"آہ یہ ہوئی نا بات ویسے بھی تمہارے ہاتھ کی چائے کا بہت من تھا!"، اسفندیار نے مسرور کن لہجے میں کہا۔

"شمع کو ویسے اب ریسٹ دے دیں مام۔ان کی پریگنینسی ہے۔" الینا نے کہا۔

"ہاں میں بھی یہ ہی سوچ رہی ہوں۔ویسے شمع کی اتنی عادت ہو گئ ہے کہ اب کوئی اور ملازمہ سمجھ میں نہیں آتی۔مجھے تو ٹینشن ہو گئ ہے۔" نگہت نے پریشان کن لہجے میں کہا۔

"فکر مت کریں کوئی نا کوئی تو مل ہی جائے گی۔" نہال گھٹنوں کے بل بیٹھ کر چائے سرو کرنے لگی۔

"ایک منٹ نہال رکو۔تم یہاں میرے پاس بیٹھو اور تم۔" انہوں نے الینا کی طرف اشارہ کیا۔

"تم سرو کرو ویسے بھی چائے بھی تمہیں ہی بنانی تھی۔تم تو میری سسرال جا کر ناک ہی کٹوا دو گی۔" نگہت تو سر ہی پیٹ گئیں۔

"کیا مطلب مام۔۔۔ڈیڈ آپکو بھی ایسا ہی لگتا ہے؟" الینا نے بسورتی شکل سے اسفندیار کو دیکھا۔

"نہیں بیٹا میری بچی تو سر میرا فخر سے روشن کرے گی!" اسفندیار کے کہنے کے باوجود بھی اسکا منہ بنا رہا۔

"مام تابش کے ہاں بہت ملازم ہیں۔۔۔کام کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔"اس نے اپنا دفاع کرنا چاہا۔

"ہمم ملازم تو اس گھر میں بھی ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تمہیں گھرداری کی الف بے بھی نہیں معلوم۔۔۔یہ مت بھولو۔ان ملازم کو بھی تم ہی ہینڈل کرو گی اور اگر تمہیں ہی کوئی سلیقہ نہیں تو پھر گھر بھی ملازم ہی چلائیں گے۔"

"اس بات پر میں نگہت کے ساتھ ہوں بیٹا!"، نگہت کی بات کو تائید کرتے ہوئے اسفندیار گویا ہوئے۔الینا نے سر ہی جھٹک دیا اور چائے سرو کر کے دینے لگی۔

"نہال تم بھی ایلبم دیکھو۔۔تمہاری بھی اتنی اچھی تصویریں آئی ہیں۔"نگہت نے گود میں رکھا ایلبم نہال کی طرف بڑھایا۔

"اچھا؟ حالانکہ میں نے تو تصویریں کھنچوانے سے منع کیا تھا پھر بھی لے لیں؟"نہال کو اچھنبا ہوا۔

"اچھا؟ حیرانی ہے؟ لیکن تصویریں بہت اچھی آئی ہیں۔"نگہت نے کہا۔

"ہاں نہال تمہاری ایک دو سولو بھی لی ہیں تم دیکھو!"الینا نے چائے کا کپ نگہت اور اسفندیار کو تھماتے ہوئے کہا تو نہال نے اپنی تصویریں ڈھونڈنا شروع کر دیں۔

"ویسے مام ماننا پڑھے گا نہال پر پستئی رنگ پیارا لگتا ہے، ہیں نا؟"، الینا نے توسیفی نگاہ سے اسکی تصویر کو دیکھا اور نہال نے اسکو۔ وہ الینا کی بات سن کر لاشعوری طور پر فرہاد اور اس دن ہونے والے واقعے کے بارے میں سوچنے لگی تھی۔

"ارے کہاں کھو گئیں؟" الینا نہال کی چائے اس کے سامنے بڑھا رہی تھی۔ پر جب نہال نے نہ تھامی تو الینا نے اسکے چہرے کے سامنے چٹکی بجا کر کہا۔

"اوہ تھینکس!" نہال نے کپ لیا اور اپنی حالت پر ایک لمحے کے لیے متذبذب ہوئی۔

"واہ بھئی نہال چائے شاندار ہے!"، اسفندیار تعریف کیے بنا نہ رہ سکے۔

"ڈیڈ سرو میں نے کی ہے اس کی بھی تعریف کریں!"، الینا نے انہیں فوراً ٹوکا تو نہال کو ہنسی آگئی.

"ہاہاہاں بھئی الینا شاندار سرو کیا ہے!" اسفندیار کی بات پر اب سب ہی ہنس پڑے۔

"اچھا نگہت اب تم کیسا فیل کر رہی ہو میرا خیال ہے مجھے کل کی اپائنٹمنٹ لے لینی چاہیے۔ ڈاکٹر کے مطابق اب تم بے ساکھی کے بغیر بھی قدم رکھ سکتی ہو۔" وہ خالی چائے کا کپ ٹرے میں رکھتے ہوئے گویا ہوئے۔

"ہاں میں بھی یہ ہی سوچ رہی ہوں۔ آپ کل کا اپائنٹمنٹ لے لیں۔۔۔ میں ویسے بھی اب اس سہارے سے جان چھڑانا چاہتی ہوں اسفند!" نگہت تو ویسے ہی راہ فرار حاصل کرنا چاہتی

Clubb of Quality Content

تھیں۔ڈیڑھ مہیناان کو ریکور ہونے میں گزر گیا تھا۔وہ واپس اپنی زندگی کو ویسے ہی پہلے کی طرح گزارنا چاہتی تھیں۔اسفندیار صبح کی اپائنٹمنٹ لے رہے تھے کہ اچانک نہال کی گود میں موجود موبائیل بج اٹھا۔اس نے کپ ٹرے میں رکھ کر دیکھا تو اسکی دوست فرح کا فون تھا۔

"ایکس کیوزمی۔"نہال کہتی ہوئی برآمدے کی طرف چلی گئ۔

"کہاں غائب ہو فون چیک کرو کتنے میسج کر چکی ہوں تمہیں!"فرح نے نالاں انداز میں کہا۔

نہال ایک ستون سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئ۔

"مصروف تھی کیا ہوا خیریت ؟"نہال نے کہا۔

"لو جی خیریت ہی تو نہیں ہے۔بھول گئیں کیا؟کل کانوکیشن ہے!تم آج بھی نہیں آئیں۔۔ آج سب کے گاؤن دیئے تھے جو کل پہن کر آنے ہیں۔"فرح تو جیسے برس پڑی۔

"اوہ ہاں ہاں۔۔۔تو کوئی بات نہیں نا مجھے کون سا شوق ہے ایسی سیریمنی کا۔ڈگری ہے کسی دن جا کر لے لوں گی۔"نہال کی لاپرواہی نے فرح کی سٹی گم کر دی۔

"کیا مطلب!"وہ اتنی زور سے چیخی کہ نہال کو موبائیل کان سے دور کرنا پڑا۔

"اتنی لاپرواہی! یہ دل جمعی سے پڑھائی اس لیے کی تھی تم نے! میں کچھ نہیں جانتی تم بس کل آرہی ہو اور اپنے رشتے داروں کو بھی مدعو کرو۔ باقاعدہ دعوت نامہ دیا گیا ہے بھئی!" فرح کا غصّہ دیدنی تھا پر نہال کی بیزاریت سے کم نہیں تھا۔

"ان کو تکلیف دے کر کیا کروں۔۔۔ خواہ مخواہ میرے ساتھ خوار ہوں گے۔ اور ویسے بھی میرے پاس گاؤن بھی نہیں تو تم لوگ چلے جاؤ میں بعد میں جا کر لے لوں گی۔" نہال کو راہ فرار ملی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے بھاگنے کی! میں تمہارا گاؤن بھی لے آئی ہوں۔ کل آجانا شرافت سے اور پہن لینا۔" فرح کی بات پر اس نے لب بے بسی سے پیوست کر لیے۔

"اور تمہارے ماموں تو خاصے سپورٹو ہیں پھر مامی کی بھی طبیعت اب بہتر ہے تو کیوں نہیں ساتھ لے آتیں؟" فرح نے پوچھا۔

"ماموں کے آفس میں خاصا اہم پراجیکٹ چل رہا ہے اور پھر مامی کا کل اپائنٹمنٹ ہے جو اسی اوقات میں ہوگا۔ میرا خیال ہے میری گریجویشن سیریمنی سے زیادہ ان کا اپائنٹمنٹ اہم ہے۔ ان کا چیک اپ ضروری ہے فرح۔۔۔ خیر تم یہ سب باتیں چھوڑو میں دیکھتی ہوں کہ میں کیا کر سکتی ہوں۔" نہال نے بات ختم کرنا چاہا۔

"میں کچھ نہیں جانتی۔ تم اگر نہیں آئیں تو میں تمہیں پک کرنے آ جاؤں گی۔ اور اگر تم نہیں مانیں تو ہماری دوستی ختم!" فرح نے لاین ہی کاٹ دی۔ نہال بولنے ہی والی تھی کہ لائین کی ٹوں ٹوں سے خاموش ہو گئ۔ اسے معلوم تھا فرح کا اس ہی حوالے سے فون آئے گا۔ تب ہی موبائیل پر جواب نہیں دے رہی تھی لیکن سب کے سامنے فون بجنے پر اسے مجبوراً فون اٹھانا پڑا اور اب پچھتا رہی تھی۔

تمام طلبہ سٹیج پر موجود چیئر من کا خطاب سن رہے تھے۔ وہ بھی انہیں میں موجود اپنی دوست فرح کے ساتھ بیٹھی خاصا بیزار ہو رہی تھی۔ گھر سے یونیورسٹی کا کچھ کام ہے، شمع کو کہہ کر نکل گئ تھی اور اس وقت چاہتی تھی کہ یہ سیر یمنی فوراً ختم ہو۔ خطاب مکمل ہؤا تو طلبہ کو ان کے نام سے باری باری کر کے بلایا گیا۔ اسکی توقع کے خلاف اس نے فرسٹ ڈویژن حاصل کی تھی۔ ڈگری کے ساتھ ایک سرٹیفکیٹ بھی اسے موصول ہوا تھا۔ وہ خاصی خوش اور حیران بھی تھی کیونکہ اس کے امتحانات اپ ٹو دا مارک نہیں تھے، لیکن نتیجہ کچھ اور ہی عکاسی کر رہا تھا۔ اس کی دوستوں نے مل کر اسے خوب مبارک باد دی تھی۔ سیر یمنی کے اختتام پر سنیکس کا سیشن ہؤا پھر طلبہ اپنے گھر والوں کے ساتھ باری باری کر کے جانے لگے تھے۔

"تم بھی حد کرتی ہو ابھی تمہارے ماموں ہوتے موجود تو کتنے خوش ہوتے نہال!" فرح نے اس کی کامیابی پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا تھا۔ وہ فرح کے ساتھ قدم بڑھاتی ہوئی مین گیٹ کی

طرف بڑھ رہی تھی۔ آج اس نے سفید چکن کا سوٹ جس کا سیاہ شیفون کا دوپٹہ تھا۔ قرینے سے کاندھوں پر ڈال رکھا تھا۔ گاؤن اس نے پہلے ہی اتار کر بازو پر لٹکا لیا تھا۔ فرح کی بات پر وہ خود بھی افسوس کرنے لگی تھی۔

"مجھے اس بات کا اندازہ نہیں تھا۔ یہ میرے لیے سرپرائز سے کم نہیں۔ پر پھر بھی میں ان لوگوں کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی۔ ماموں کا بہت اہم پراجیکٹ چل رہا ہے۔ وہ بمشکل گھر میں وقت دے پا رہے ہیں۔ ایسے میں انہیں کیا کہتی!" نہال نے تاسف بھرے انداز میں کہا۔

"اور اگر تمہارے ماموں نے پوچھ لیا کہ سیر یمنی ہوئی کہ نہیں پھر؟" فرح نے استفسار کیا۔

"مشکل ہے۔ وہ کافی مصروف ہیں اور اس حوالے سے ہمارے درمیان ایک بار بھی بات نہیں ہوئی۔ ڈگری میں انہیں ایک دو دن میں دکھا دوں گی۔ کہہ دوں گی سیر یمنی کا پتہ نہیں تھا تو جا کر ڈگری لے آئی۔" نہال نے فرح کے سوال کا حل نکالا اور خود کو بھی تسلی دی کہ یہ ہی بہتر راستہ ہے۔

"میں ذرا دیکھوں تو ڈگری میں نام درست لکھا بھی ہے۔ ہر بار میری اسپیلنگ غلط کر دیتے ہیں!" اسے کہتے کہتے خیال آیا تو ڈگری کھول کر دیکھنے لگی۔

"واہ کمال ہے پہلے کبھی اس شخص کو یونیورسٹی میں دیکھا نہیں!"فرح اس کی بات سے بے خبر بولی۔

"کسے؟"نہال نے نام کی تصدیق کرتے کرتے فرح کی طرف دیکھا۔

"لگتا ہے کسی کا بھائی وائی ہو گا!"فرح نے قیاس لگایا تو اس کی نظروں کی سمت دیکھتی نہال وہیں ٹھٹک گئی۔

"پر یہ ہمیں کیوں دیکھ رہا ہے؟ یا میرا وہم ہے۔ہیں نہال؟"فرح اپنی ہی دھن میں کہے جا رہی تھی۔ساتھ کھڑے وجود کی سانس اٹک گئی تھی۔اسے معلوم ہی نہ تھا۔

وہ خوبرو نوجوان اپنی مقناطیسی شخصیت کے ساتھ اسکی طرف چلتا آرہا تھا۔نہال کی تو جیسے سانس ہی ساکن ہو گئی تھی۔

"یہ یہاں کیسے؟"نہال نہ بھی کہتی تو بھی چہرے کے تاثر صاف یہ ہی سوال واضح کر رہے تھے۔

"تم اسے جانتی ہو نہال؟ یہ تمہارا کزن تو نہیں؟"اب کی بار فرح نے اسے دیکھا۔نہال کی پھیلی پھیلی نظریں پھر حواس باختہ حالت۔اس کے حیرانی کے مارے لب نیم وا ہو گئے تھے۔

اگر ہو سکے تو کہیں کبھی

میرے نام بھی کوئی شام کر

میرے دل کے سائے میں آ کبھی

میری دھڑکنوں میں قیام کر

یہ جو میرے لفظوں کے پھول ہیں

تیرے راستے کی یہ دھول ہیں

کبھی اِن سے سُن میری داستاں

کبھی اِن کے ساتھ کلام کر

کچھ دیر قبل ایف ایم ریڈیو پر وی جے نے جو غزل پڑھی تھی، فرہاد کے ذہن سے پھر ٹکرانے لگی۔ وہ غزل کے الفاظ یاد کرتا ہوا اس دوشیزہ کی طرف بڑھ رہا تھا جس نے غیر محسوس انداز سے اس کے دل کو اپنی مٹھی میں دبا لیا تھا۔ وہ گرے شرٹ پر بلیک پینٹ پہنے ہوئے تھا۔ بلیک رنگ کا کوٹ پہنے، اس کا لباس بتا رہا تھا کہ آفس سے سیدھا یہاں آیا تھا۔ نہال کے ساتھ فرح بھی وہیں رکی اس جاذب نظر شخصیت کو دیکھ رہی تھی جو نہال کے مقابل آکر کھڑا ہو گیا تھا۔ بمشکل نہال کے لب واپس ملے اور گلٹی ابھری۔

"تم یہاں؟" وہ کہے بنا نہ رہ سکی۔ بے یقینی کے عالم میں جو تھی۔ فرہاد کے چہرے پر سجی مسکراہٹ اسے متذبذب کرنے کے لیے کافی تھی۔ "تم نے انوائیٹ نہیں کیا لیکن پھر بھی آ گیا!" فرہاد نے ایک شرارت بھری مسکراہٹ سے کہا۔

"اوہ آپ نہال کے کزن ہیں نا؟ اچھا نہال چلو پھر ملاقات ہو گی۔" فرح کے استفسار پر فرہاد نے سر کو خم کیا۔ فرح نے ایک مسکراہٹ اچھالی اور نہال کے گلے مل گئی جو مخمصے کا شکار تھی۔

"تم نے کبھی بتایا نہیں کہ وہ کھڑوس کزن اتنا ہینڈسم بھی ہے!" فرح نہال کے کان میں سرگوشی کیے بنا نہ رہ سکی تو نہال نے اسے تادیبی نگاہ سے دیکھا۔ فرح اللہ حافظ کہتی ہوئی وہاں سے نکل گئی۔ شکر تھا کہ فرہاد کے کان میں فرح کی بات نہیں پڑی تھی ورنہ شامت خوب ہوتی۔

"تو مس نہال جہانگیر میں سوچ رہا ہوں جب ڈیڈ کو پتہ چلے گا کہ تم نے انہیں سیر یمنی کا اسی لیے نہیں بتایا کیونکہ وہ ڈسٹرب ہو جائیں گے۔ تو انہیں کیسا فیل ہو گا۔" وہ اسے نظروں کے حصار میں گھیرا ہوا تھا اور نئے سرے سے ٹینشن دلا رہا تھا۔

"ت۔۔ تمہیں کیسے پتہ چلا؟" وہ ابھی تک حواس باختہ اسی نقطے پر اٹکی ہوئی تھی۔ وہ حقیقیت تو کیا خواب میں بھی ایسا ہو جائے گا، نہیں سوچ سکتی تھی۔ فرہاد اس کے چہرے کے حیران کن زاویے کو دیکھ کر اندر ہی اندر سرشاری محسوس کر رہا تھا۔

"زراڈ گری تو دکھانا مجھے !" اس نے نہال کے جواب کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کے ہاتھ سے ڈگری لی۔ لیدر فولڈر کھول کر دیکھا تو سرٹیفکیٹ پر بھی نظر پڑی۔

"اے ون ڈیویژن ! اور ہمیں نہیں بلایا؟ چلو مام کی طبیعت کا سوال تھا اور میں۔۔۔ خیر مجھے تو چھوڑ دو۔۔ مجھے کہاں خاطر میں لاؤ گی پر کم از کم الینا اور ڈیڈ کو تو بتاتیں !" اس کا لہجہ جتنا متانت خیز تھا اتنا ہی آنکھیں شریر تھیں۔

"ایسی بات نہیں ہے۔" نہال ہکلانے لگی۔

"تو پھر؟ اچھاااا۔۔۔" لفظ اچھا کو کھینچا۔ "تم ہمیں اپنا سمجھتی ہی نہیں۔۔۔ تم ہمارے دکھ سکھ میں ساتھ فرض کے طور پر ہوتی ہو اور اپنی خوشیوں میں ہمیں شامل نہیں کرنا چاہتیں !" وہ اسے مکمل دائرے میں گھیر رہا تھا۔

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو پھر کیا وجہ تھی محترمہ؟ اچھا! تمہیں لگا ہم پریشان ہوں گے۔ تمہاری خوشیوں میں شامل ہو کر مزید ہمارا وقت ضائع ہو گا۔ اس کا تو صاف مطلب یہ ہی ہوا نا تم ہمیں اپنا سمجھتی ہی نہیں!" وہ بار بار ایک ہی بات کہے جا رہا تھا شاید مقابل کے خیالات جاننا چاہتا تھا۔

"ایسی بات نہیں ہے فرہاد۔ تم لوگ میرے بہت اچھے کزنز ہو۔ اور ماموں مامی۔ تم سب کو میں اپنی زندگی کا اہم حصہ تصور کرتی ہوں۔"

"میں کیسے مان لوں۔ تم نے اب تک تو مجھے معاف کیا ہی نہیں۔" وہ گھما پھرا کر اس سے بہت کچھ اگلوانے لگا تھا۔ اور اچانک اس سوال پر نہال چونکی تھی۔

"میں تم سے ناراض نہیں ہوں فرہاد۔ میں نے اپنا دل بہت پہلے ہی صاف کر لیا تھا!"

"تو پھر نہ بتانے کی وجہ؟" وہ پھر لاجواب تھی۔ اور فرہاد اسے شریر آنکھوں سے مزید تنگ کر رہا تھا۔

"چلو وجہ تم ڈیڈ کو ہی بتانا۔۔۔ اب گھر چلو۔" اس نے ڈگری نہال کو تھمائی اور آگے بڑھا۔

"فرہاد!" وہ نہال کی آواز پر رکا پر مڑا نہیں۔ جانتا تھا کہ وہ پکارے گی۔

"ماموں کو مت بتانا پلیز۔ سوری غلطی ہو گئی مجھ سے۔ میں کیا سوچ رہی تھی اور کیا ہو گیا!"

وہ کھلے دل سے مسکرایا پر پیچھے کھڑی نہال سے اس کا تاثر مخفی ہی رہا۔

"تم نے مجھے معاف کیا؟" وہ مصنوعی سنجیدگی سے پیچھے مڑ کر پوچھنے لگا۔

"بلکل بلکل معاف کیا۔وعدہ کوئی شکایت نہیں مجھے تم سے!"نہال نے اس امید پر کہ وہ شاید یوں مان جائے گا، آگے بڑھ کر اسے باور کرایا۔

"اچھا۔۔۔پر اب ہم معاف نہیں کریں گے!اب چلو۔"نہال کو ہکا بکا چھوڑ کر وہ دو قدم آگے بڑھا۔نہال یکسر سوال بنی اسے دیکھ رہی تھی۔وہ مبہم سا مسکرایا پھر دو قدم پیچھے آیا اور جھک کر سرگوشی کی،

"اگلی بار اگر ہم سب سے کچھ بھی چھپانا ہو تو میرے کمرے کی بالکنی سے نیچے موجود سہن میں مت کرنا۔آواز باآسانی اوپر پہنچ جاتی ہے!"فرہاد نے اسکی اولین الجھن کو سلجھایا تو وہ پھٹی پھٹی نظروں سے فرہاد کو دیکھنے لگی۔وہ اسے لیتا ہوا گاڑی تک چلا گیا۔نہال کا پریشان حال چہرا اس کی نظروں سے اوجھل نہ تھا۔فرہاد ایک ایک لمحہ انجوائے کر رہا تھا۔نہ جانے کیوں اسے نہال کو چھیڑنے میں خوب مزہ آرہا تھا۔

"فرہاد ماموں کو بہت ہرٹ ہوگا تم پلیز انہیں مت بتانا۔"وہ لجاجت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

فرہاد نے پیسنجر سیٹ کا دروازہ وا کیا ہوا تھا پر نہال بیٹھنے کے بجائے اس سے منت سماجت کر رہی تھی۔

"افسوس کے ساتھ مس نہال جہانگیر میں یہ نہیں کر سکتا۔"

"تم کوشش تو کرو مشکل نہیں ہے!" نہال نے اسے ایک دم ہنسنے پر مجبور کر دیا۔ پر وہ ہنستا ہوُا سر نفی میں ہلانے لگا۔

"تم بیٹھو تو ابھی!" وہ کہہ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالنے لگا۔ نہال اسفندیار کے بارے میں سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہی تھی۔ اس سے واقع بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی تھی۔ کاش وہ فرح کی کال نہ ہی اٹھاتی۔ اور اگر اٹھا ہی لیتی تو سہن میں کم از کم کھڑے ہو کر بات نہ کرتی۔ اب غلطی ہوئی تھی تو خمیازہ بھی ادا کرنا تھا۔ وہ سوچے جا رہی تھی اور خوف کے مارے بائیں ہاتھ کو مٹھی بنا کر دانتوں تلے دبانے لگی تھی کہ دھیمی دھیمی خوشبو نے اسکی محویت کو ختم کیا۔

فرہاد نے بیک سیٹ پر رکھے گلاب کے پھول سے بنا ایک خوبصورت سا بوکے اس کے سامنے بڑھایا ہوُا تھا۔ وہ متحیر سی پہلے بوکے دیکھنے لگی پھر فرہاد کو۔

"یہ کیا ہے؟" نہال نے حیران کن لہجے میں پوچھا۔

"غالباً انہیں پھول کہتے ہیں۔ جو باغوں میں اگتے ہیں۔ باغ تو دیکھا ہو گا نا تم نے؟" اس کی سنجیدگی سے کہے ہوئے ایسے جواب پر نہال خفیف سی ہو کر رہ گئی۔

"میرا وہ مطلب نہیں تھا۔" نہال نے خجالت سے کہا۔

"شکر ورنہ میں سوچ رہا تھا تمہیں اے ون ڈیویژن کس بیوقوف نے دے دی۔" فرہاد کی بات پر اس نے شاکی نظروں سے فرہاد کو دیکھا۔

"تمہارے لیے لایا تھا قبول کرو۔ گریجویشن گفٹ سمجھ لو۔" فرہاد نے کہا۔

"میں تب قبول کروں گی جب تم ماموں کو نہیں بتاؤ گے!" نہال کو ایک دم آئیڈیا آیا راہ فرار کا اور مزید شرمندگی سے بچنے کا۔

"اچھا؟" کچھ سوچتے ہوئے فرہاد نے اپنی طرف کا شیشا نیچے اتار کر ادھر ادھر دیکھا۔

"کسے ڈھونڈ رہے ہو؟" نہال نے اس کے متلاشی انداز کو دیکھا تو پوچھا۔

"یہاں کئی لڑکیاں ہیں جو گریجویٹ ہوئی ہیں۔ اب تم قبول نہیں کر رہیں تو ایویں ان میں سے کسی کو دے دیتا ہوں!" وہ لاپرواہی سے بولا تو نہال سٹ پٹا گئی۔ اس سے کوئی بعید نہیں تھی۔ وہ یہ کر گزرتا۔

"نہیں نہیں لاؤ دو۔۔۔" نہال کے سیز فائر پر فرہاد نے فاتحانہ نظروں سے اسے دیکھا۔ پھر گاڑی سٹارٹ کرتا ہوا گھر کے راستے کی طرف لے گیا۔

"آرام سے قدم رکھیں ماما۔" الینا نگہت کو ہاتھ کے سہارے سے گاڑی سے اتار کر اندر لا رہی تھی۔ آج نگہت کے چہرے پر طمانیت اور سکون تھا۔ بلآخر انہیں بے ساکھی کا سہارا لینے کی ضرورت نہیں تھی لیکن ابھی بھی احتیاط ضروری تھی۔

"چلو شکر ہے اللہ کا۔ آج کا اپائنٹمنٹ بھی خیر سے ہو گیا۔ شمع!" اسفندیار صوفے پر جا بیٹھے۔ اس وقت گرم کافی کی طلب ہونے لگی تھی۔ شمع کو آواز دی جو فوراً ہی حاظر ہو گئی۔

"کافی لے آؤ شمع اور پانی کا گلاس بھی۔" نگہت نے شمع سے کہا اور اپنی رپورٹس دیکھنے لگیں جو آج موصول ہوئی تھیں۔

"اس بار شکر ہیں ساری رپورٹس نارمل ہیں مام۔" الینا نے شکر کا سانس لیا۔

"تم نے خواہ مخواہ آج چھٹی کر لی یونیورسٹی سے۔ تمہارے ڈیڈ تھے تو میرے ساتھ چلنے کے لیے۔" نگہت نے رسان سے الینا سے کہا تھا۔ یورپ کی ٹرپ سے واپسی ہوئی تو الینا نے اولاد کا فرض نبھانے میں زرا دیر نہ کی اور جہاں تک ہوسکا نگہت کا خیال رکھنے لگی تھی۔ حالانکہ وہ تب تک بہت بہتر محسوس کرنے لگی تھیں لیکن الینا بلاوجہ بھی انکے آگے پیچھے گھومتی رہتی تھی۔ ان کے کئی کام کردیا کرتی تھی۔ اس کی منگنی کی چونکہ پہلے ہی تاریخ طے تھی لیکن پھر بھی سب نے رسم نگہت کی طبیعت کو مدنظر رکھتے ہوئے ملتوی کرنے کے بارے میں سوچا تو نگہت کے پرزور اسرار پر منگنی اپنی منتخب تاریخ پر ہی کی گئی تھی اور نگہت کو باہمت اور خوش دیکھ کر الینا بھی پرسکون تھی۔

"مام پہلے تو کرنے نہیں دیا۔ اب سامنے ہوں تو اب منع مت کریں!" اس نے معصوم سی شکل بنا کر نگہت کی گود میں سر رکھ دیا۔

شمع کافی اور پانی کا گلاس لے آئی تھی۔ ساتھ پلیٹ میں بسکٹ وغیرہ بھی سجے تھے۔ وہ صبح کے نکلے ہوئے تو اب پہنچے تھے۔

"نہال نظر نہیں آرہی آخر کہاں ہے؟" اسنفدیار نے ایک بسکٹ اٹھا کر شمع سے پوچھا۔

"صاحب وہ تو صبح یونیورسٹی کا کچھ کام ہے کہہ کر گئی تھیں۔" شمع کہہ کر وہاں سے چلی گئی۔

"اچھا؟ تمہیں کچھ بتایا تھا اس نے؟" اسفندیار نے مستفسرانہ انداز میں نگہت سے پوچھا جنہوں نے خود گردن نفی میں ہلائی۔

"نہال یہاں ہے!" اچانک فرہاد کی آواز پر تینوں نفوس کی توجہ اس کی جانب مبزول ہوئی۔ وہ پینٹ کی دونوں جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔ اسنفدیار اور نگہت اچھنبے سے صوفے سے اٹھے اور اسکی جانب بڑھے۔ الینا بھی ساتھ ساتھ ہی تھی۔ فرہاد کی کشادہ جسامت کے عقب میں چھپی ہوئی نہال ڈرتی ڈرتی بائیں جانب سے نمودار ہوئی تو اسنفدیار سمیت نگہت کے ماتھے شکن آلود ہوئے تھے۔

"تم آفس نہیں گئے؟ اور نہال کیا ہوا ہے؟" نہال کو سر سیمہ دیکھ کر نگہت نے متعجب بھرے انداز میں سوال کیا۔ فرہاد نے ایک نظر نہال کو دیکھا جو لاشعوری میں یا ڈر کی وجہ سے دوپٹے کے کونے کو انگلی میں باندھتی پھر کھولتی۔

"تم دونوں کہاں سے آرہے ہو؟ سب خیریت تو ہے؟" اب کی بار سوال اسفندیار نے پوچھا۔ وہ خود بھی معاملے سے کچھ بھی اخز نہیں کر پارہے تھے۔

"پوچھیے اپنی لاڈلی بھانجی سے!" فرہاد نے اچٹتی نگاہ نہال پر ڈال کر اسنفدیار سے کہا۔

"نہال کیا ہوا ہے؟ شمع بتا رہی تھی تم یونیورسٹی گئی تھیں؟ کوئی مسئلہ ہوا ہے؟" اسفندیار نے متعجب بھرے لہجے میں نہال سے پوچھا۔ تینوں کی نگاہ نہال پر جمی تھی جبکہ فرہاد اسی پوزیشن میں کھڑا ان تینوں کو دیکھ رہا تھا۔ جب نہال کے پاس سے کوئی جواب نہ آیا تو اس کے ہونٹ مسکراہٹ سے دائیں طرف مڑے تھے۔ اس نے نہال کو دیکھا جو لجاجت سے فرہاد کو دیکھ رہی تھی پر فرہاد کی آنکھوں میں بھری قطعیت نہال کو آنے والے ردعمل سے ڈرا رہی تھی۔

"میں بتاتا ہوں۔" نہال کے پاس سے مستقل خاموشی ملنے پر فرہاد نے کہا تھا۔

"آپکی بھانجی صاحبہ آج اپنی گریجویشن سیریمنی سے واپس لوٹ رہی ہیں جہاں انہیں بمعہ فیملی کے ساتھ مدعو کیا تھا تاکہ وہ اپنی کامیابی اور اے ون ڈیویژن کو گھر والوں کے ساتھ سلیبریٹ کر سکیں لیکن چونکہ یہ تو ہمیں اپنا سمجھتی ہی نہیں۔۔۔ ان کے نزدیک ہم ان کے لیے غیر سے کم نہیں۔ پھر ان محترمہ کو یہ بھی محسوس ہوا کہ ہم اپنی مصروفیت سے انہیں وقت آخر دینگے ہی کیوں؟ لہٰذا وہ خود اکیلی سیریمنی اٹینڈ کرنے چلی گئیں اور پلان یہ بنایا کہ ہمیں اس بات سے آگاہ ہی نہ کریں۔"

"فرہاد کے بچے تمہیں اللہ پوچھے!" نہال نے دل ہی دل میں فرہاد کو کوسا۔ جن کینہ توز نظروں سے نہال نے فرہاد کو دیکھا تھا وہ اسکی آنکھوں سے صاف برہمی محسوس کر کے مزید مسرور ہوا تھا۔ اس کی اپنی نگاہیں شرارت ٹپکا رہی تھیں جو نہال کو مزید تپا رہی تھیں۔ اس

انکشاف پر سب ہی کی آنکھیں حیرت سے پھیلیں تھیں۔ نگہت سمیت الینا تو نہال سے آنکھوں ہی آنکھوں میں کئی سوال کر رہے تھے پر وہ ایک شخص جس کی نگاہوں میں شاکی پن تھا، دکھ تھا، ملال تھا، حیرت تھی، صدمہ تھا۔ نہال انہیں دیکھتے ہی گھبرا گئی۔ اسفندیار کا چہرا یکلخت ہی رنج اور ملال سے سوج گیا۔ ان کے شفاف چہرے پر خون کی سرخی بتا رہی تھی کہ نہال کے اس عمل سے انہیں دلی صدمہ پہنچا تھا۔ وہ ایک پل وہاں نہیں رکے۔ ایک شاکی نظر نہال پر ڈال کر وہ اس کے سامنے سے گزرنے لگے کے نہال نے برجستہ انہیں بازو سے تھاما۔

"سوری ماموں۔۔۔۔ معاف نہیں کریں گے مجھے ؟" فرہاد کی صاف گوئی پر وہ کیا بہانا بناتی۔ لہاذا اپنی غلطی تسلیم کی اور منت بھرے لہجے سے اسفندیار سے کہا۔ انہیں دکھی دیکھ کر نہال نے خود کو بے حد سرزنش کیا تھا۔ اسفندیار کے پاس سے خاموشی پا کر اس کی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو کی آمد آمد ہوئی۔

"کچھ تو بولیں ماموں ؟" اس نے روہانسی آواز میں ان کے بازو کو ہلا کر کہا جو سپاٹ چہرا لیے کھڑے تھے۔ پر نہال کی روھندی آواز سن کر ان کے مزاج میں لچک پیدا ہوئی۔

"تم نے بولنے کے لیے کچھ چھوڑا ہے ؟ کیا میں نے اول روز سے تمہاری پڑھائی کا دھیان نہیں رکھا؟" وہ طیش اور گم کے ملے جلے تاثر میں گویا ہوئے تو نہال کے گال آنسوؤں سے تر

ہونے لگے۔ نگہت اور الینا کو بھی اس کی حرکت سے شکایت تھی اور فرہاد۔۔۔ وہ بھی خاموش تماشائی کھڑا ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔

"کیا میں نے پل پل تمہارے مارکس کی خبر نہیں رکھی؟" اسفندیار یکسر سوال بنے اسے دیکھنے لگے جس کے پاس کسی بھی بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔ تھی تو بس پشیمانی۔

"تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ یہ سب میں نے محض فرض سمجھ کر کیا تھا؟ یا مجبوری کے تحت خبر رکھی؟" ان کا لہجہ اونچا ہوا تو نہال کی نظریں نیچے گریں۔ ان کی آنکھوں میں موجود رنجش نہال کو نگاہ اٹھانے پر روک رہی تھی۔ وہ بچوں کی طرح نظریں جھکائے ہاتھ کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں پیوست کیے اسفندیار کو سن رہی تھی۔

"ہاں میں مصروف ہو گیا تھا، آفس کے حوالے سے اور نگہت کی طبیعت کو لیکر میں خاصا پریشان تھا لیکن اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ تم سے متعلق لاپرواہ ہو گیا تھا۔ کیا میں نے تمہیں اپنی بیٹی سمجھ کر پیار نہیں دیا؟ کیا میں نے باپ کا فرض ادا نہیں کیا؟ کیا میں نے کبھی الینا اور تمہارے بیچ فرق کیا؟" وہ غصے سے لال ہوئے تو نہال مزید سر جھکا گئی۔

"کیا ہی ہوتا اگر تم مجھے اپنی کامیابی کا بتاتیں اور میں وہاں موجود تمہارے لیے خوشی سے سرشار ہو کر تالیاں بجاتا۔ لیکن نہیں۔۔۔ ضرور ہم سے ہی کوئی کوتاہی ہوئی ہے۔۔۔ ہم سے ہی کوئی غلطی ہوئی ہے کہ تم اب تک بھی خود کو اس گھر کا فرد سمجھنے سے جھجھکتی ہو۔ یا پھر تم

ہمیں اپنی زندگیوں میں شروع سے ہی شامل نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ تو ٹھیک ہے پھر ایسے ہی سہی۔۔۔ آج سے میں تمہارے ہر معاملے سے لاتعلقی رکھتا ہوں۔۔۔ کیونکہ اتنی محبت اور پیار دیکر بھی میں تمہیں جیت نہیں پایا!"

"نہیں ماموں ایسی بات نہیں ہے!" وہ ایک دم ہی بول اٹھی۔ اسفند یار کے چہرے پر چھایا ملال نہال کی سرخ آنکھوں سے اوجھل تو نہ تھا۔ وہ زار و قطار رو رہی تھی۔ اس نے حقیقتاً انہیں دکھ پہنچایا تھا۔

"تو پھر تم ہی بتاؤ کیا بات ہے؟" اسفند یار نے پوچھا اور نہال کی ہچکی شروع ہو گئی۔ اب کی بار فرہاد کو محسوس ہوا کہ معاملہ سنگین صورت حال تک پہنچ گیا تھا پر وہ چاہتا بھی یہ ہی تھا۔ جس لڑکی کو اوّل روز سے نفرت اور حقارت سے دیکھتا آرہا تھا اب اسے اس گھر سے مکمل طور پر جوڑ دینا چاہتا تھا۔ اس گھر کے مکینوں کے دلوں میں بسا دینا چاہتا تھا۔ وہ ہر قسم کی رشتوں میں ٹھہری ہچکچاہٹ کو ختم کر دینا چاہتا تھا۔ ہاں وہ فرہاد اسفند یار تھا۔ جس کا ہر انداز زور آور تھا۔ وہ نفرت بھی جب کرتا تو شدید کرتا اور محبت پر آتا تو ہر حد پار کر دیتا تھا۔ وہ اس معصوم لڑکی کو بتانا چاہتا تھا کہ وہ اس گھر کے لیے کتنی اہم ہو چکی ہے کیوں؟ کیونکہ وہ اسکے دل پر راج کرنے لگی تھی۔ اس کے دل کو قابض کر گئی تھی۔ وہ راستے کی ہر جھجھک کو ختم کر کے اس کے دل کو مطمئن کر کے اس تک پہنچ کر اسے مکمل طور پر اپنانا چاہتا تھا لہٰذا یہ سب ضروری تھا۔

"معاف کر دیں۔۔۔ سوری؟" وہ بچوں کی طرح جب کان پکڑ کر معافی مانگنے لگی تو اسفندیار کا دل پگھل گیا۔ الینا کے چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی اور فرہاد کو اس کی یہ ادا بے حد پسند آئی۔

"آپ کی کوئی غلطی نہیں۔۔ سب خطائیں میری ہیں۔۔۔ میں ہر قسم کی سزا کے لیے تیار ہوں پر اگر وہ آپکی ناراضگی ہے تو مجھے یہ سزا منظور نہیں۔" اسفندیار اس کی بات پر مدھر سے مسکرائے تھے۔ وہ آگے بڑھے اور پر شفقت انداز میں اس کے سر پر بوسہ دیا۔

"تم ہمیں بتاتی تو ہم سب تمہاری خوشی میں شامل ہوتے نہال۔ میرا اپائنٹمنٹ تو کل پر بھی ملتوی کیا جا سکتا تھا!" معاملہ سلجھا تو نگہت نے رسان سے نہال سے کہا۔ وہ شرمندہ سی نظریں نیچے کر گئی۔

"ویسے غلطی میری بھی تھی مجھے آپ سب کو کل ہی بتا دینا چاہیئے تھا۔ لیکن میں نہال کو آخری دم تک دیکھنا چاہتا تھا کہ شاید یہ گھر کے کسی فرد کو تو بتائے پر ایسا نہیں ہوا۔ صبح میٹینگ کی وجہ سے مجھے جلدی نکلنا پڑا اور فارغ ہو کر میں سیدھا اسکی یونیورسٹی پہنچا تھا۔ تب تک سیر یمنی مکمل ہو چکی تھی۔" فرہاد نے نہال کی ابتر ہوتی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی طرف توجہ مبزول کروائی۔

"چلو اچھی بات ہے کم از کم کوئی تو شامل ہوا ان انوائیٹڈ ہی سہی۔ لیکن نہال اس کا خمیازہ ادا کرنا ہو گا۔" الینا نے آگے بڑھ کر کہا۔

"ہاں بلکل۔۔" اسفندیار نے تائید میں گردن ہلائی۔

"اب تم ہمیں اپنے بہترین رزلٹ کی ٹریٹ دو گی۔ آج کا ڈنر تمہاری طرف سے۔ کیوں ڈیڈ؟

الینا کی بات پر اسفندیار نے بھی ہاں ملائی اور ماحول ہلکا پھلکا ہو گیا۔ نہال نے مسکرا کر فرہاد کی طرف دیکھا تھا جو اسے ہی دیکھ کر خاصا خوش تھا۔ نہال کے چہرے پر طمانیت نے فرہاد کو یقین دلایا تھا کہ اس کی ہر ہچکچاہٹ اور جھجک آنسو کے ساتھ بہہ کر ختم ہو گئی تھی۔

"گھر داری سنبھالنا آسان نہیں۔ تمہیں ہر چیز کا خیال رکھنا ہو گا۔ ملازموں کے رحم و کرم پر چھوڑو گی تو گھر ایک دن میں بکھر جائے گا۔ تابش کی والدہ، تمہاری ہونے والی ساس۔ ہر کام میں نفاست پسند کرتی ہیں۔ وہ ایک دن میں ہی سمجھ جائیں گی کہ تم گھر کی کوئی بھی ذمہ داری اٹھا نہیں رہیں۔ اس لیے تمہیں بار بار کہتی ہوں کہ ابھی سے ہر کام پر دھیان دو۔ دیکھو گھر کیسے چلتا ہے۔ ملازم سے کام کیسے لیا جاتا ہے۔ مہمان نوازی کے کیا قواعد ہیں۔ خواہ مالی حالات بہترین ہی کیوں نہ ہوں عورت اپنی گھر کی ذمہ داری سے دور ہو جائے تو گھر تہس نہس ہو جاتا ہے۔ اس ایک سال میں مجھے تمہارے اندر بردباری بھی نظر آنی چاہیئے۔" وہ مزید کچھ کہتیں لیکن ہدایت کا تسلسل منہ میں نوالا جانے سے ٹوٹ گیا۔ الینا نے بیزاریت

سے اسفند یار کو دیکھا جو کھانے میں محو تو تھے لیکن نگہت کی بات سن رہے تھے۔نہال بھی خاموشی سے لقمے لے رہی تھی اور الینا کے چہرے کے بدلتے تاثر کو دیکھ کر بمشکل مسکان دبائے ہوئے تھی۔

"مام یہ اسباق مجھے کب تک سننے پڑیں گے ؟"الینا نے زچ ہو کر کہا۔

"جب تک مجھے تم میں تغیر برپا ہوتا نظر نہ آجائے یہ سبق میں تمہیں پڑھاتی رہوں گی۔"

نگہت نے اٹل لہجے میں جواب دیا تو وہ مزید دانت پیستی رہ گئی اور اسفند یار کو مدد طلب نظروں سے دیکھا تاکہ وہ اس کی روز کی کلاس سے جان چھڑائیں۔

"تو کسی اور وقت لے لیں۔عین کھانے پر ہی کیوں ؟"الینا نے احتجاج کیا۔

"وہ اس لیے کہ یہ ہی بہترین وقت ہوتا ہے تمہاری مکمل توجہ حاصل کرنے کا۔اس کے علاوہ تمہیں کبھی کچھ بھی سمجھاؤ تو تم ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتی ہو اور چلتی بنتی ہو۔"نگہت نے سنجیدگی سے کہا۔

"بابا آپ کچھ نہیں کہیں گے ؟"اسفند یار کی خاموشی محسوس کر کے الینا نے ناگواری سے کہا۔

"بھئی میں کیا کہوں ؟"انہوں نے پانی کا گھونٹ بھرا اور گفتگو میں مخل ہوئے۔

"کیا مطلب آپکا۔۔ ہیلپ می پلیز۔ میری شادی کو تقریباً ایک سال باقی ہے تو کیا مام مستقل ایک سال تک لیکچر دیں گی مجھے ؟" اس کا احتجاج عروج پر تھا۔

"یس مائے ڈاٹر! تم بدلنا شروع کرو خود کو۔ میں لیکچر دینا کم کر دوں گی!" نگہت نے بے نیازی سے شانے اچکا کر کہا تو الینا جھنجھلا اٹھی۔ اسفندیار بیٹی کو دیکھ کر ہنس پڑے۔ ان کے ہنسنے سے الینا انہیں تیوری پر بل دیئے سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اسے شدید غصّہ آرہا تھا اور اس کے ڈیڈ ہنس رہے تھے۔

"اچھا آئے ایم سوری!" الینا کو طیش میں دیکھ کر انہوں نے اسے مزید تنگ نہیں کیا۔

"بھئی اس میں ہماری بھی کچھ کچھ غلطی ہے ویسے۔" وہ گلا کھنکار کر کہنے لگے۔

"گھر داری اور اس متعلق دیگر زمہ داریاں بچوں کو شروع سے دینی پڑتی ہیں۔ تمہاری دادی ماں ہوتیں تو ایسی نوبت ہی نہ آتی۔ پر وہ تو فرہاد کی پیدائش کے بعد ہی کوچ کر گئیں اس دنیا فانی سے۔ پھر یہ کہ میں اپنی غلطی بھی تسلیم کرتا ہوں۔۔۔ تمہاری پھوپھو تو موجود تھیں۔ میں تمہیں اکثر اگر ان کے پاس لے جاتا تو وہ تمہیں گھر داری بھی سکھا دیتیں اور سلیقہ بھی۔ اب دیکھ لو نہال کو۔ ہماری غیر موجودگی میں اس نے کیسے نگہت کا خیال بھی رکھا اور پھر گھر آکر کافی زمہ داریاں بھی سنبھالنے لگی تھی جو قابلِ تعریف ہے۔" ان کے الفاظ منہ پر تماچے کی طرح نگہت کو محسوس ہوئے تھے جس کی آواز نہال کے کانوں پر پڑی تھی۔ وہ

اسفندیار کی بات سن کر شرمندگی کے عالم میں پہنچ گئی تھی اور اس کے برابر بیٹھی نگہت،ان کا چہرا یکلخت ہی مرجھایا تھا۔نہال نے زرا آنکھ پھیر کر انکی جانب دیکھا تو وہ خفیف سا مسکرائیں تھیں جس میں ڈھیروں درد اور ملال نہال کو صاف واضح تھا۔

"تو اب اس میں میرا قصور نہیں ہے۔۔روز روز لیکچر مجھے مزید باغی بنادیں گے مام!"الینا کی چڑ سوا نیزے پر تھی۔نگہت کچھ بولنے کے قابل رہتیں تو کچھ کہہ پاتیں۔وہ خفت سے اپنی پلیٹ پر جھک گئیں۔

"ارے نگہت شمع کو بلاؤ ڈونگے میں سالن ختم ہو رہا ہے!"اسفندیار نے نگہت سے کہا تھا جو مزید کھانے کی خواہش رکھتے تھے۔

"میں لے آتی ہوں۔"نگہت کی پوزیشن کو کمزور محسوس کرتے ہوئے نہال نے ڈونگا تھامنا چاہا پر نگہت کے روکنے پر اسکا جاتا جاتا ہاتھ بھی رک گیا۔

"تم رہنے دو نہال الینا لائے گی۔آج شمع کی طبیعت ٹھیک نہیں اسے میں نے جلدی چھٹی دے دی تھی اور کھانا خود سرو کیا ہے۔الینا جاؤ جا کر اسے بھر دو۔"نگہت کی آواز میں بوجھل پن کا احساس نہال کو خوب نظر آرہا تھا۔

"پر مام اور بھی تو ملازم ہیں انہیں کہہ دیں!"الینا نے کہا۔

"نہیں تم ہی لاؤ گی۔اور ہاں فرہاد کئی دن سے رات کو لیٹ آرہا ہے۔روز رات کو شمع اسے کھانا نکال کر دیتی ہے لیکن آج شمع موجود نہیں۔لہاذا تم تو ویسے بھی بھوتوں کی طرح رات بھر جاگتی ہو۔آج رات فرہاد کو کھانا تم سرو کرو گی!"کمال مہارت سے انہوں نے اسفند یار کے برچھی جیسے الفاظوں کو ضبط کر کے خود کو ایک پل میں نارمل کیا تھا اور پھر واپس اپنی سابقہ ٹون میں الینا سے بات کرنے لگی تھیں۔نہال انہیں دیکھ کر دنگ رہ گئی۔وہ کیسے مہارت سے اپنے تاثرات چھپا رہی تھیں۔زندگی نے انہیں یہ بھی کرنا سکھا دیا تھا۔اگر نہال کو وجہ معلوم نہ ہوتی تو وہ آج انہیں پرکھ نہ پاتی۔

"پر آج ہی کیوں؟"الینا کا احتجاج عود کر آیا۔آج ہی اتفاق سے وہ دن تھا جب وہ پچھلی رات بمشکل سو پائی تھی اور آج پورا دن مصروف رہنے کے باعث نیند پوری نہ کر سکی تھی لہاذا جلدی سونے کا پلان بنا بیٹھی تھی۔

"کیوں کہ آج شمع موجود نہیں اب کوئی بہانہ نہیں۔اسفند انتظار کر رہے ہیں چلو شاباش ڈونگا بھر کر لاؤ!"وہ پیر پٹختی ہوئی باہر نکلی تو اسفند یار کی ہنسی سی نمودار ہوئی۔نگہت نے دھیمے سے نہال کو مسکرا کر دیکھا اور نہال نے اس مسکراہٹ میں چھپی کئی رنجشیں اور غموں کو پرکھ لیا تھا۔

اے سی کی خنکی اور اطراف میں شیلف پر سجی کتابوں کے اوراق کی مہک ہر بار ہی اسے انجان سا سکون بخشتی تھی۔ کتاب کے شائقین ویسے بھی اس خوشبو کے عاشق ہوتے ہیں۔ وہ ماموں کی رہنمائی میں ان کی لائبریری سے کئی کتابیں پڑھ چکی تھی اور آج بھی ان کی منتخب کردہ کتاب لیے ان کے پاس بیٹھی تھی۔ اسفندیار اسے کتاب کے موضوع سے متعلق کچھ معلومات فراہم کر رہے تھے تاکہ اسے پڑھنے میں دلچسپی پیدا ہو کیونکہ موضوعِ کتاب پاکستان کی ہسٹری اور پارٹیشن سے متعلق تھی جسے دیکھ کر نہال نے کچھ بے زاری سے ماموں کو دیکھا تھا۔ پھر ان کی بات مانتے ہوئے گردن تائیدی میں ہلا گئی تھی۔

سائیڈ ٹیبل پر موجود بھانپ اڑاتا کافی کا مگ اسفندیار نے تھاما اور دو گھونٹ بھر کر نہال کو پُر سوچ انداز میں دیکھا۔ وہ کتاب کے ورق پلٹتے ہوئے اس میں دلچسپی ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"آگے کیا سوچا ہے تم نے؟" اسفندیار نے نہال سے پوچھا تو وہ انہیں دیکھتی ہوئی کتاب سائیڈ ٹیبل پر رکھ گئی۔ اس کی آنکھوں میں الجھن محسوس کر کے اسفندیار نے ہی آگے کہا۔

"بھئی ماسٹرز کی ڈگری کے لئے اپلائے کرنا ہے یا پھر کوئی جاب کرنی ہے؟" کافی کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہنے لگے۔ "اگر تم نے ماسٹرز کے حوالے سے سوچ رکھا ہے تو میرا مشورہ ہے بغیر تاخیر کیے شروع کر دو اور اگر تمہیں جاب کرنی ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں ہمیشہ

سے عورتوں کی خود مختاری کا قائل رہا ہوں۔ میری نظر میں ایک لڑکی کو گھرداری کے ساتھ ساتھ باہر کمانے کا ہنر بھی آنا چاہیئے۔ کیونکہ ہمیشہ وقت ایک جیسا نہیں رہتا اور اگر ہم اپنی بچیوں کو اور عورتیں میں یہ کانفیڈینس پیدا نہ کریں تو ان کے لیے اکیلے قدم بڑھانا مشکل ہو جاتا ہے۔ الحمداللہ میرا بزنس بہترین چل رہا ہے۔ مالی حیثیت سے میں گھر والوں کی تمام خواہشات پوری کر سکتا ہوں۔ نگہت کو کسی چیز کی کمی نہیں وہ گھرداری کے ساتھ ساتھ پھر بھی خود کو مصروف رکھنے کے لیے ان۔جی۔او میں کام کرتی ہے۔ تاکہ ذہن ترو تازہ رہے۔ دنیا کا پتہ چلے۔ بردباری آئے۔ میں نے اسے کبھی روکا نہیں بلکہ اس کے ہر اقدام کو توسیفی نظر سے دیکھا ہے اور یہ ہی میں تم سے چاہتا ہوں۔ بلکہ الینا سے بھی۔ کل کو ہم نہ رہیں تو تم لوگوں کو معلوم ہو کہ دنیاداری کسے کہتے ہیں۔ باہر کے کام کیسے ہوتے ہیں۔ تم لوگوں کو غیروں پر منحصر نہ ہونا پڑے۔ اسی لیے میں چاہتا ہوں کہ فارغ بیٹھنے سے بہتر ہے وہ کام کرو جو تمہیں فائیدہ دے۔ اور جب تک میں ہوں تو میری سربراہی میں تم یہ ہنر بھی سیکھ سکتی ہو۔ اگر گھر کا ہر مرد اپنے گھر کی ہر عورت کو سپورٹ کرے اور اسے دنیاداری سکھا دے تو عورتوں کو ضرورت کے وقت کسی پر ڈیپینڈ نہ کرنا پڑے۔" وہ کہہ کر کچھ دیر رکے اور کھوجتی نظروں سے نہال کو دیکھتے ہوئے کافی کا گھونٹ بھرنے لگے۔

"کیا سوچ رہی ہو؟" نہال کو محو پا کر اسفندیار گویا ہوئے۔ وہ جو کب سے اس موقع کی تلاش میں تھی کہ کیسے اپنا مدعا اسفندیار کے سامنے بیان کرے، آخر کو اسفندیار نے ہی اس بات کا سرہ نہال کے ہاتھ میں تھما دیا تھا۔

"آج پہلی بار آپ کے لبوں سے امی کے لی تعریف سن کر حیرانی کے ساتھ ساتھ خوشی بھی ہوئی۔" وہ متعجب سے نہال کو دیکھنے لگے۔

"میں کچھ سمجھا نہیں؟" اسفندیار نے کپ سائڈ میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"میرا مطلب ہے۔۔۔ میں سمجھتی تھی کہ امی این جی او اپنی مرضی سے اور آپ کے خلاف جا کر کام کرتی ہیں۔ لیکن ایسی بات نہیں ہے۔" نہال نے کہا۔

"تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے کہ نگہت میرے خلاف جاتی ہے؟" انہوں نے پوچھا۔

"وہ اس لیے کہ آپ کبھی بھی ان کی گھر گرہستی سے مطمئن نہیں ہوئے۔۔۔ مجھے کہیں نا کہیں لگتا تھا کہ وہ اپنے شوق کے آگے شاید اس کام کو اہمیت نہ دیتی ہوں پر۔۔۔۔"

"پر میں تو نگہت سے مطمئن ہوں۔۔۔ ہاں کچھ طور طریقے میرے گھر کے مختلف تھے جو اسکے آتے ہی بدل گئے۔ پھر کی ایسی روایات ہیں جو میں چاہتا تھا کہ ہمارے گھر کی زینت بن کر رہیں۔ پر وقت کے ساتھ ساتھ سب بدل گیا۔ لیکن اس کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ مجھے اس سے اختلاف ہے۔" نہال کچھ کہتی اس سے پہلے ہی اسفندیار نے وضاحت دی۔

"تو اس میں قصور کس کا ہے؟" نہال نے رسان سے پوچھا تو اسفندیار سوالیہ نظر سے اسے دیکھنے لگے۔

"تم کہنا چاہتی ہو کہ غلطی میری ہے؟" وہ کچھ برہم ہوئے تو نہال ہنسی اور تسلی دلاتے ہوئے کہا۔ "نہیں ماموں۔۔۔ میرے نزدیک قصور وار کوئی نہیں ہے۔"

"تو پھر؟"

"تو پھر یہ کہ آپ نے خود ابھی کچھ دیر پہلے کہا کہ آپ کو کبھی ان سے کسی بات پر اعتراض نہیں رہا۔ کچھ طور طریقے جو آپ چاہتے تھے گھر کا حصہ رہیں وہ البتہ بدل گئے لیکن کبھی آپ نے اس بدلاؤ کو الگ نظر سے دیکھنے کی کوشش کی؟" وہ آج جس مقصد سے یہاں آئی تھی۔ اسے ہی پورا کرنے لگی تھی۔

"ماما کے الفاظ تھے کہ نگہت ایک ملٹی ٹیلنٹڈ خاتون ہیں۔ وہ جس طرح گھر کے ساتھ ساتھ باہر کی زمہ داریاں سنبھالتی ہیں، آسان نہیں۔ اور یہ بات میں نے یہاں رہ کر محسوس کی ہے۔ تو کیا ہوا اان کے انداز مختلف تھے۔ لیکن انہوں نے آپ سے اور اس گھر کی زمہ داریوں سے کبھی منہ نہیں موڑا۔ میں نے اتنے مہینوں میں کئ بار آپ لوگوں کے ہاں مہمانوں کو آتے جاتے دیکھا ہے اور اس میں مامی کی میزبانی سے متاثر بھی ہوئی ہوں۔ صرف یہ ہی نہیں انہیں گھر سے نکلتے وقت بھی معلوم ہوتا ہے کہ گھر میں کیا چل رہا ہے کیا نہیں۔ وہ کام پر بھی گھر کی

پل پل کی خبر رکھتی ہیں اور تو اور میں نے ایک دن نہیں دیکھا جب انہوں نے گھر سے نکلتے وقت شمع کو آپکے لنچ کا یاد نہ دلایا ہو۔ وہ باقاعدگی سے روز آپکے لنچ کا کہہ کر جاتی ہیں۔ آپ کو کیا دینا ہے۔ دوائی کا خیال۔ فرہاد اور الینا کی ضروریات۔۔۔ میں نے انہیں اپنی تمام زمہ داریاں نبھاتے دیکھا ہے۔"

"تو میں نے کب کہا بیٹا کہ وہ یہ سب نہیں کرتی؟" اسفندیار بیچ میں بول پڑے۔ اپنی جرح کرنا بھی تو ضروری تھی۔

"آپ نے کبھی انہیں یہ بھی تو نہیں کہا کہ تم جو کچھ کرتی ہو وہ ایک دم پرفیکٹ ہے!" اس نے تیر نشانے پر لگا کر اسفندیار کو لاجواب کیا تھا۔

"ماموں بیوی کے لیے سب سے بڑا تحفہ معلوم ہے کیا ہے؟ تعریف کے دو بول۔ بس یہ اس کی جیت ہے۔ دن بھر گھر کے کام کرتی عورت کا شوہر جب رات کو اسے صرف یہ کہہ دے کہ تمہارے دم سے سب ہے تم جو کچھ کرتی ہو بہترین ہے، اس بیوی کی تھکن وہیں اتر جاتی ہے اور وہ نئے سرے سے اور اچھا کرنے کی جستجو میں لگ جاتی ہے۔ اور کیا آپ جانتے ہیں بیوی کے لیے سب سے بڑی سزا کیا ہے؟" نہال نے پوچھا پر اسفندیار خود اس کے جواب کا انتظار کرنے لگے۔

"اس کے لیے سب سے بڑی سزا تب ہوتی ہے جب اس کے ہر کام کا موازنہ دوسرے سے کیا جاتا ہے۔" اور یہ سن کر اسفندیار کو احساس ہوا تھا کہ وہ کس رخ پر بات کر رہی ہے۔ "ہم اپنے الفاظ کے چناؤ پر غور کیے بغیر کبھی کبھی فراوانی سے ایسے جملے کہہ دیتے ہیں جو رشتوں میں دراڑیں پیدا کر دیتے ہیں۔ ہم اس عورت پر ایسے جملے کس کر اسے ایک ان دیکھی جنگ میں مبتلا کر دیتے ہیں جو وہ اپنے مقابل شخص سے لڑ رہی ہوتی ہے۔ نتیجہ؟ رشتوں میں نفرت، بے سکونی اور نا محسوس ہونے والا قلق جو اندر ہی اندر پنپتا ہے پھر یا تو آتش فشاں کی طرح پھٹتا ہے یا پھر دیمک کی طرح اندر ہی اندر کھا جاتا ہے۔ پھر ہم اسی عورت سے کہتے ہیں کہ آخر تمہیں مسئلہ کیا ہے؟ کس بات کا غم ہے سب کچھ تو ہے تمہارے پاس! بس اتنا آسان ہوتا ہے ایک بیوی کو آسمان پر چڑھانا یا پھر تنقیدی الفاظوں سے زمین پر پٹخ دینا۔" نہال کہہ کر خاموش تو ہوئی پر مقابل بیٹھے نفوس کے چہرے کے تاثر سے اخز کرنا چاہتی تھی آیا بات نشانے پر لگی تھی یا اس نے معاملہ ہی گڑھ بڑھ کر دیا تھا۔ اسفندیار نے ایک سرد سانس خارج کیا اور آنکھوں پر لگی عینک اتار کر میز پر رکھ دی۔ نہال کو اندیشا ہوا کہ اسفندیار کو اس کی بات گراں گزری۔ وہ فکر مندی سے کہنے لگی۔ "آپ کو برا لگا جو میں نے کہا؟" نہال نے ڈرتے ڈرتے پوچھا تو اسفندیار نے سر پُر سوچ انداز میں نفی میں ہلایا۔ کچھ لحظہ خاموشی کے نزر ہوئے اور نہال کے اندر ٹینشن نے ڈیرہ جما لیا۔

"آپ کچھ کہتے کیوں نہیں؟" نہال نے ان کی کیفیت جاننے کے لیے پوچھا۔ وہ پہلے تو نہال کو فقط دیکھتے رہے پھر کچھ کہنے کے لیے لب وا کیے۔ "میں ہمیشہ سوچتا تھا کہ نگہت کو آخر آسماء اور پھر تم سے اتنا بیر کیوں ہے۔۔۔ آج جواب مل گیا۔"

****

وہ صوفے پر پسری ہوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔ جب سے امتحان ختم ہوئے تھے اور فراغت ملی تھی، نیند تو جیسے اڑھ ہی گئی تھی۔ تھری سیٹر صوفے پر سوتی الینا کے خراٹوں سے صاف ظاہر تھا وہ خوب گہری نیند میں تھی۔ کچھ دیر قبل تو دونوں بیٹھی باتیں کر رہی تھیں لیکن الینا کی بوجھل آنکھیں مزید ساتھ نہ دے سکیں اور وہ نیند کی وادی میں چلی گئی تھی۔ حلق خشک محسوس ہوا تو نہال نے کھانے کی میز پر کتاب رکھی اور کچن میں جا کر پانی کا گلاس پینے لگی کہ یکا یک اسے آہنی گیٹ کھلنے کی آواز نے روکا۔

پہلے تو اسے تعجب ہوا کیونکہ رات کا ایک بج رہا تھا پھر اچانک یاد آیا کہ فرہاد کچھ دنوں سے گھر لیٹ آ رہا تھا لہاذا وہ ہی ہو گا۔ اسے فوراً نگہت کی الینا کو دیے گئے حکم کا خیال آیا تو وہ پلٹ کر الینا کے پاس جا پہنچی۔

"الینا اٹھو! فرہاد آ گیا ہے۔۔۔ مامی کا حکم بھول گئیں کیا؟" وہ اس کی لاپرواہی پر خوب حیران تھی۔ ساتھ ہی اپنی کمزور پڑتی ذہنیت پر بھی کیونکہ الینا صوفے پر اسی غرض سے بیٹھی تھی کہ

فرہاد کا انتظار کرے۔ پھر باتوں باتوں میں مدعے کی بات تو رہ ہی گئی اور الینا محو استراحت ہوئی تو وہ بھی کتاب میں مبزول۔ اگر اسے یاد رہتا تو وہ الینا کو مزید جگائے رکھتی۔

"الینا!" اس نے الینا کا ہاتھ جھنجھوڑ ڈالا پر مجال ہو اس کی آنکھ کھلے۔

"سونے دو!" اس نے نیند میں ہی بڑبڑایا تو نہال کا پارہ چڑھا۔ گاڑی پورچ پر رکنے کی آواز کان سے چھوئی تو نہال نے مزید الینا کو ہلا ڈالا۔ وہ نیند سے مخمور آنکھوں سے نہال کو دیکھنے لگی۔

"فرہاد آگیا ہے! تم بھول گئیں۔ اسے کھانا نہیں دینا؟"

"ہاں کھالیا تھا میں نے۔" اس نے خمار آلود آواز میں کہا اور پھر سر گرا دیا۔

"الینا امی تمہیں چھوڑیں گی نہیں!" نہال نے متنبہ کرنا چاہا پر وہاں کوئی آواز پہنچتی تو کچھ رد عمل بھی ہوتا۔ گاڑی کا دروازہ بند ہوا اور سنگ مرمر پر پڑتی قدموں کی چاپ سے نہال ٹھٹک گی۔ یعنی فرہاد اندر داخل ہو رہا تھا۔ اسے نگہت کی الینا پر پڑتی کڑی نظر کیسے بھول سکتی تھی؟ ایک پل تو کچھ سمجھ نہ آیا کیا کرے۔ الینا کو طیش بھری نظر سے دیکھتی ہوئی اس نے وہاں سے جانے میں ہی غنیمت جانی پر فون کی رنگ ٹون اس کے کانوں سے ٹکرائی جو مین ڈور سے آرہی تھی تو وہ وہیں کھڑی فرہاد کے اگلے قدم کا انتظار کرنے لگی تھی۔

رنگ ٹون فرہاد کے موبائیل کی ہی تھی۔ وہ جو ناب پر ہاتھ رکھنے لگا تھا فون کی آواز سے رک گیا تھا۔ یکا یک نہال نے مرکزی دروازے کے ساتھ لگی قد آوار کھڑکی سے دیکھا تو فرہاد کسی سے فون پر گفتگو میں مصروف تھا۔ اس کے دماغ نے فوراً ترکیب سوچی جس سے وہ ایک تیر سے دو شکار کر سکتی تھی۔ کھانا گرم کر کے دینا کون سا مشکل کام تھا؟ وہ پانچ منٹ میں یہ کام کر کے وہاں سے جا سکتی ہے اور الینا صوفے پر سوتی ہوئی ایسے ہی دکھے گی جیسے کھانا اس نے سرو کر دیا تھا۔

اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور کچن میں لپکی۔ بجلی کی رفتار سے فرج سے کھانا نکال کر مائیکرو ویو میں ڈالا اور پلیٹیں نکال کر بھاگتی ہوئی کھانے کی میز پر رکھیں۔ کچن میں جاتے جاتے اس نے پھر کھڑکی کی جانب دیکھا تھا۔ فرہاد فون پر ہی مصروف تھا۔ مائیکرو ویو سے کھانا نکال کر اس نے وہ ہی ڈونگے میز پر جا کر رکھ دیئے۔ روٹی چاول ایک ساتھ گرم کر کے وہ بھی میز پر سجا دیئے۔ ایک نظر میز پر دیکھ کر جب تسلی کر لی کے سب موجود ہے، مرکزی دروازے کا ناب گھوما! نہال جو کچن کی طرف ہی بڑھ رہی تھی برق رفتاری سے کچن میں ہی جا گھسی۔

فرہاد تھکی تھکی چال چلتا ہوا لونگ ایریا تک آیا تو الینا کو صوفے پر سوتا دیکھ کر حیران ہوا۔ وہ پہلے کبھی اس طرح صوفے پر رات کے اس پہر نہیں ملی تھی۔ پھر اس کے دماغ نے ٹھونکا مارا۔ نگہت نے باتوں باتوں میں فون پر مطلع کر دیا تھا کہ شمع کی طبیعت ناساز تھی لہٰذا الینا کھانا

سرو کر دے گی۔اگلی نظر اسکی کھانے کی میز پر گئ جہاں اشتہا انگیز خوشبو نے اسے اپنی جانب کھینچا تھا۔وہ واقع بہت بھوکا تھا۔کام کے پیچھے اس نے کھانے پینے کو بھی پس پشت رکھا تھا۔ اس لیے نگہت کی خاص تاکید تھی کہ فرہاد کو رات کا کھانا گرم گرم سرو کر کے دیا جائے۔ کیونکہ وہ خود کام کی وجہ سے اپنی صیحت کو نظر انداز کر رہا تھا۔اس نے ہاتھ میں پکڑا لیپ ٹاپ کا کیس صوفے پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے ٹائی کو کالر سے آزاد کیا۔اگلا کام اس نے یہ کیا کہ کھانے کی میز تک آیا اور ایک طائرانہ نگاہ ڈالی۔پھر متعجب سا الینا کو دیکھنے لگا جو گدھے گھوڑے بیچ کر سو رہی تھی۔وہ کھانے پر موجود اشیاء کو دیکھتا ہوٗا جوں ہی کچن کی طرف پلٹا۔ کچن کے دروازے کی آڑ میں چھپی نہال جو کب سے فرہاد کو دیکھ رہی تھی فوراً پیچھے ہٹی۔

"یہ تو یہیں آرہا ہے!"نہال ٹھٹک گئ۔اور کچن میں موجود بائیں طرف کی دیوار سے لگے فریج کی مقابل جا چھپی۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کرے؟

"سب تو رکھ دیا اسے کیا چاہیئے؟"نہال نے خود کلامی کرتے ہوئے سوچا۔فرہاد کچن کے اندر داخل ہوٗا تو ایک نظر پورے کچن پر گھمائی۔نہال کو آرام سے محسوس ہو سکتا تھا کہ فرہاد کچن میں ہی موجود تھا۔اس نے اپنی سانس تک روکے رکھی کہ کہیں اسے شک نہ پڑ جائے۔

"ایک گلاس پانی مل سکتا ہے؟"فرہاد کے نارمل انداز میں کی گئ بات سے نہال کا صبیح ماتھا شکن آلود ہوٗا تھا۔وہ ساکن کھڑی رہی اور کوئی رد عمل نہ دکھایا۔

"فریج کے ساتھ چھپی محترمہ سے ہی مخاطب ہوں کہ پانی بھی رکھ دیتیں تو کچن تک نہ آنا پڑتا۔" اب کے اس کی آواز میں چھپی شرارت نے نہال کو نروس کیا۔ وہ حیران سی فریج کی اوٹھ سے نکلی تو فرہاد کی نگاہوں کا مرکز بن گئی۔ فرہاد ایک ادا سے مسکرا کر آگے بڑھا اور فریج کا دروازہ کھول کر پانی کی بوتل نکالنے لگا۔

"یہ لکا چھپی کا کھیل کھیلنا تھا تو مجھے گنتی دینے کے بارے میں تو بتا تیں!" وہ گویا ہوا تو نہال کو مزید شاک لگا۔

"تم۔۔۔ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں یہیں موجود ہوں اور کھانا میں نے سرو کیا ہے؟" الجھن کو سلجھانا تو تھا اس لیے پوچھنے میں ہی عافیت جانی۔ وہ بوتل کھول کر پانی گلاس میں انڈیلتا ہوا نہال کی بات پر مسکرایا۔

"بہت سمپل ہے!" ٹھنڈے پانی کا گھونٹ بھرتے ہوئے وہ کاؤنٹر سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ نہال کچن کے وسط میں کھڑی تھی اور وہ اسے اپنی نظروں میں گھیرے ہوئے اس کی طفلانہ حرکت پر عش عش کر رہا تھا۔

"جتنی گہری نیند میں الینا ہے۔ ایسی حالت میں وہ کھانا سرو کر لے ناممکن ہے۔ پھر میز پر موجود پاکستان کی ہسٹری کے متعلق کتاب الینا کی تو ہو نہیں سکتی۔ گھر میں سب جانتے ہیں کہ

Clubb of Quality Content

ڈیڈ کی کلیکشن سے پڑھنے والی انکی ایک ہی شائقین ہے۔" نہال نے ایک دم زبان دانتوں تلے دبادی۔ وہ واقع کتاب تو میز پر ہی بھول گئی تھی۔ اس کی حرکت پر فرہاد خوب مسرور ہوا۔

"اب چھپنے کی وجہ پوچھ سکتا ہوں؟" فرہاد نے استفسار کیا۔ گلاس وہ کاؤنٹر پر ہی رکھ چکا تھا۔ نہال کو اپنا آپ بے ڈھب لگ رہا تھا۔ اس نے نادم سا چہرا بنا کر فرہاد کو دیکھا۔

"و۔۔وہ مامی نے الینا کو حکم دیا تھا تمہیں کھانا دینے کے لیے۔ اسے اٹھاتی رہ گئی پر نہیں اٹھی۔ میں نے سوچا خاموشی سے کھانا رکھ دوں گی تمہیں لگے گا کہ الینا نے رکھ دیا ہے تاکہ کل مامی کے پوچھنے پر کم از کم اسکی کلاس نہ لگے۔" اس کی آواز میں ندامت اور شرمندگی محسوس کرتے ہوئے وہ مزید لطف اندوز ہوا۔ یہ لڑکی بھی عجیب سی تھی۔ یوں بردباری اور سلجھاپن تو نظر آتا تھا لیکن اس کی ہر بار کی گئی بچکانہ حرکتیں فرہاد کو اسکی معصومیت پر سوچنے پر مجبور کر دیا کرتی تھیں۔

"تو تم کھانا لگا کر مجھ سے بھی تو کہہ سکتی تھیں کہ ماما کو نہیں بتانا ہے؟" فرہاد نے ایک آبرو اچکا کر اسے نظروں سے گھورا۔

"اگر میں منع کرتی تو تم نہیں کہتے؟" نہال نے پوچھا۔

"بلکل نہیں!" فرہاد نے قطعیت سے کہا۔

"اوہ۔۔۔ خیر اب تو پتہ چل گیا نا! اور لاؤ دو میں پانی رکھ دیتی ہوں۔" اس نے آگے بڑھ کر کاؤنٹر سے بوتل لینی چاہی جسے فرہاد نے تھام لیا تھا۔

"ویسے مجھے خوشی ہے کہ کھانا تم نے سرو کیا ہے۔" وہ اسے بوتل پکڑا کر گویا ہوا۔

"اچھاااا؟"۔ نہال کی حیرانی دیدنی تھی۔ فرہاد نے نظروں کو بھینچ کر اسے سوالیہ انداز سے دیکھا۔

"بھئی تمہیں تو میری سرونگ زرا نہ بھائی تھی۔ اگر اب کی بار کھانے میں بال نکل گیا تو؟" نہال نے شرارت سے اسے کہا۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہے! ایک طرف کر دوں گا!" اس نے اتنی ہی روانی سے جواب دے کر نہال کو گنگ کیا۔

Clubb of Quality Content

"کیا واقع؟ تمہیں اس بات سے کوئی مسئلہ نہیں ہے پر تم تو اوسی ڈی ڈائگنوزڈ لگتے ہو۔"

"اب تمہارے معاملے میں نہیں!"

"اچھا؟ اور موصوف پر یہ بدلاؤ کیسے آیا؟" اس نے ہاتھ باندھ کر فرہاد سے پوچھا۔

"جب سے دل کے ہاتھوں مجبور ہوا ہوں!" نہال نے اسے اچھنبے سے دیکھا پھر نا سمجھی سے راستے سے ہٹی اور بوتل پکڑ کر آگے بڑھ گئ۔

"کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے تمہارا اور کچھ تو نہیں چاہیئے؟" نہال کچن سے نکلتی ہوئی پوچھنے لگی۔

"کیا یہ کام تم ہر رات نہیں کر سکتیں؟" فرہاد جو اسکے پیچھے پیچھے تھا گویا ہوا۔

"شمع ہوتی ہے۔ آج ہی نہیں آئی ہے۔۔۔ میں کیوں اپنی نیندیں برباد کروں؟" وہ پھر بے نیازی سے پلٹ کر کہنے لگی۔ اگر کچھ دیر رک کر فرہاد کی نگاہوں میں دیکھتی تو اس کے حصار میں خود کو گھیرا محسوس کر لیتی۔

"میری خوش نصیبی ہو گی اگر یہ کام تم سرانجام دو!"

"اچھا واقع کس رشتے سے؟" اس نے آبرو اچکا کر پوچھا۔

"تمہیں اعتراض نہ ہو تو ایک رشتہ بن سکتا ہے!" وہ معنی خیزی سے جب گویا ہوا تو نہال حیرانی اور الجھن کے ملے جلے تاثر سے فرہاد کو دیکھے گئی۔ جس کی نگاہیں صرف اور صرف نہال کی نظروں پر گڑی تھیں۔ اس میں واضح محبت کا عنصر نہال کے مسام تک کھڑے کر گیا تھا۔ فرہاد کا چہرا تو کیا پورا سرتاپا وہ محبت کا مجسمہ بنا اسے دیکھ رہا تھا۔ "کھالیا کھانا کھالیا!" الینا کی نیند میں کی گئی بڑبڑاہٹ نے نظروں کا سحر توڑا تو نہال کو اپنا آپ وہاں عجیب سا محسوس ہوا۔ اس نے اچٹتی نگاہ فرہاد پر ڈالی جو مسکراتا ہوا ماتھے پر پڑتی زلفیں پیچھے کر رہا تھا۔ نہال ایک پل نہ رکی۔ پلٹ کر سیڑھیوں کی طرف دوڑ گئی۔ اس کی اس اچانک فرار پر فرہاد کھل کر مسکرایا تھا۔

"کیا پسند کر رہی ہو؟" پیچھے کھڑی الینا کے پُراشتیاق لہجے میں کہنا ہی تھا کہ وہ چونکی۔ "یااللہ ڈرا دیا تم نے! کہاں چلی گئی تھیں تم؟" نہال نے نالاں انداز میں اس سے کہا۔ وہ شاپنگ کی

غرض سے مال آئی ہوئی تھیں اور اس وقت کپڑوں کی ایک بوتیک میں الینا نہال کو اکیلا چھوڑ کر فون اٹینڈ کرنے چلی گئی تھی۔

"یار کچھ نہیں ڈرائیور سے بات ہوئی ہے اگلے دو گھنٹے تک آنے کا کوئی چانس نہیں۔اور عارف چچا کو مام نے کسی کام سے بھیجا ہے۔بتا رہی تھیں کہ اچانک ہی نائلہ خالہ اور کشمالہ گھر آگئی ہیں۔" الینا نے کہا۔

"تو پھر؟"نہال نے فکر مندی سے پوچھا۔کیونکہ اسکی شاپنگ کرتے کرتے بس ہو چکی تھی۔ اور اب گھر جانا چاہتی تھی۔

"تو پھر یہ کہ ڈرائیور کی بات بھائی سے ہو گئی ہے۔تمہیں معلوم ہے وہ یہیں پاس ایک ریسٹورنٹ ہے وہاں کسی کلائنٹ کے ساتھ ہیں بس آنے والے ہیں لینے۔"

"تم نے خواہ مخواہ فرہاد کو پریشان کیا! ہم رکشے سے بھی تو جا سکتے تھے!"اسے اچانک ہی غصّہ آیا۔

"کیوں بھئی! اتنے سارے تھیلے پکڑ کر رکشے میں بیٹھنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں! اور بھائی آتا ہی ہو گا۔۔اب تم وقت ضائع نہ کرو اور چلو ڈیکوریشن کی شاپ پر مجھے تابش کے لیے گفٹ لینا ہے!"وہ اسے کھینچتی ہوئی مطلوبہ شاپ پر لے گئی تھی۔

نہ جانے کتنے ڈیکوریشن پیس الینا ریجیکٹ کر چکی تھی۔ حالانکہ نہال نے کئی اچھے پیس اسے دکھائے تھے پر ہر شاپنگ کی طرح اس میں بھی اس کے نخرے آسماں پر تھے۔ نہال اس کی مدد کی خاطر کچھ انوکھے پیس ڈھونڈنے لگی تھی جب اچانک اس کی نظر ایک بے حد خوبصورت کانچ کے بنے گھر پر گئی تھی۔ وہ ایک بالش جتنا تھا جس کو بہت نفاست اور خوبصورتی کے ساتھ تراش کر ایک پیارا سا گھر بنایا گیا تھا۔ نہال مبہوت سی اس گھر کو پکڑے ہر زاویے سے دیکھ رہی تھی۔ پتہ نہیں کیوں پر اسے شاپ میں سب سے پیارا یہ ہی پیس لگنے لگا تھا۔ جس کو بنانے میں خوب محنت کی گئی تھی۔

"کچھ سمجھ آیا؟" الینا بیزار سی اس کے پاس آ پہنچی تو نہال نے اسے یہ ہی کانچ کا گھر دکھایا۔

"تم یہ تابش کو دے دو۔۔۔ بہت خوبصورت ہے مجھے یقین ہے کہ اسے پسند آئے گا!" نہال نے پرجوشی سے کہا پر الینا کے چہرے پر بیزاریت ہنوز قائم تھی۔

"یہ گھر؟ اس میں ایسی کیا خاص بات ہے؟"

"اتنا تو خوبصورت ہے الینا! میرا خیال ہے تمہیں یہ ہی دینا چاہیے!"

"تمہیں اتنا پسند آرہا ہے تو اپنے لیے لے لو مجھے یہ بھی خاص نہیں لگا۔ میرے دماغ میں کچھ اور تھا!" الینا کی بات پر نہال کی تیوری چڑھی۔ اس نے بحفاظت گھر کو شیلف پر رکھا پھر الینا کی طرف پلٹی۔

"تو میڈم صاحبہ زرا یہ بھی بتا دیں ایسا کون سا آٹھواں عجوبہ ہے جسے آپ تلاش کر رہی ہیں!" نہال کو اس پر خوب غصّہ آیا۔اس کی چوزی نیچر نے نہال کو ایک ہی دن میں ٹھیک ٹھاک تھکا دیا تھا۔

"ملے گا تو بتاؤں گی۔۔۔ چلو اب یہاں سے کسی اور شاپ پر دیکھتے ہیں!" وہ کہتی ہوئی شاپ سے یہ جا وہ جا اور پیچھے کھڑی نہال تلملا کر رہ گئی۔

"الینا مجھے گھر جانا ہے بس بہت ہو گیا!" وہ شاپر پکڑتی ہوئی الینا کے پاس جا پہنچی جو شوپیس کی ایک اور شاپ سے بھی تمام سامان ریجکٹ کرتی ہوئی اب وسط میں کھڑی اور شاپس تلاش کر رہی تھی۔نہال کا بس نہیں چل رہا تھا تمام تھیلے پھینکے اور وہاں سے بھاگ جائے۔یہ اسکا پہلا اور آخری تجربہ تھا الینا کے ساتھ شاپنگ کا۔یہ وہ طے کر چکی تھی۔

"تم لوگ یہاں!" وہ کچھ کہنے کے لیے لب کھولنے لگی تھی کہ نہال کے عقب سے آتی دو لڑکیاں الینا کی طرف بھاگیں جنہیں دیکھ کر الینا بھی ایکسائٹڈ ہوئی تھی۔

"واٹ اسرپرائز!" ایک دوست نے چیخ کر کہا۔ان تینوں کی خوشی دیدنی تھی۔نہال ایک طرف کھڑی ان تینوں کو گلے ملتی اور ہنستے دیکھ رہی تھی۔

"ارے آج بہت زبردست مووی لگی ہے یہاں اسی لیے میں نے سارہ سے کہا تھا کہ چلے۔ میں نے تمہیں بھی میسج کیا تھا تم نے چیک نہیں کیا۔" ایک دوست نے الینا کو تمام احوال بتایا۔

"اچھا؟ پر فون تو آن ہے میرا!" الینا نے جینز کی جیب سے فون نکالا جو آف ملا۔ وہ متعجب سی کھڑی فون کو دیکھ رہی تھی۔

"یہ کیسے آف ہو گیا؟" اس نے حیرانی سے کہا اور پاور کا بٹن دبایا۔ تو وہ ان ہوا۔

"لگتا ہے غلطی سے بٹن دب گیا اور فون ہی آف ہو گیا بٹ یہ تو عجیب اتفاق ہوا نا؟" وہ پر جوشی سے چہک اٹھی تھی۔

"واقع۔ ہمارا بھی پلان اچانک بنا تھا اور دیکھو تم بھی مل گئیں۔ چلو اب مووی شروع ہونے میں پندرہ منٹ ہیں۔۔ ٹیکٹس بھی لینی ہوں گی!" ایک دوست نے دونوں سے کہا۔

"ارے میں بھول گئی اُس سے ملو یہ نہال میری کزن!" الینا کو اچانک نہال یاد آئی جو ایک طرف کھڑی ان تینوں کو اچھلتے ہنستے دیکھ رہی تھی۔

"نہال میرے گروپ میں سے یہ دو میری سب سے اچھی دوستیں ہیں۔۔۔ یہ بھی یورپ کے ٹور پر تھیں۔" الینا نے تعارف کروایا۔ نہال ویسے تو پہچان گئی تھی کیونکہ الینا کی منگنی میں اسکی کئی دوستیں مدعو تھیں جن میں یہ بھی شامل تھیں لیکن براہ راست طور پر آج

ملاقات ہوئی تھی۔ پھر تینوں نہال کو بھی ساتھ شامل ہونے کے لیے اکسانے لگیں پر وہ اتنی تھک چکی تھی کہ اب بس گھر جانا چاہتی تھی۔

"الینا مووی دیکھ کر مزید سر درد ہو گا اور کیا پتہ پھر کوئی ہارر مووی نہ دکھا دو تم!"

"ہارر ہی تو ہے!" ایک دوست نے بیچ میں کہا تو نہال کی آنکھیں پھیل گئیں

"نا بابا نا! میں نہیں دیکھتی تم لوگ جاؤ میں یہیں فرہاد کا انتظار کر کے گھر چلی جاؤں گی!"

نہال فوراً پیچھے ہٹی۔

"آر یو شور؟" الینا نے پوچھا تو اس نے سر تائیدی میں ہلا دیا۔ الینا کے ہاتھ میں جو جو شاپرز تھے وہ سب اس نے نہال کو تھما دیئے اور دوستوں کے ساتھ ٹاپ فلور جہاں سینما تھا وہاں چلی گئی۔ نہال البتہ اس فلور پر ایک کونے میں موجود فاؤنٹین تھا وہاں جا بیٹھی تھی۔ پیر بھی چل چل کر دکھ چکے تھے۔ اب اسے انتظار تھا تو فرہاد کا۔

ڈریسنگ ٹیبل کے آئینے میں خود کو سنوارتی نگہت کی نظر اسفندیار پر پڑی تھی جو کمرے میں داخل ہوتے ہی ان کا عکس اپنی آنکھوں میں اتار رہے تھے۔ ان کا ارتکاز برقرار تھا جسے نوٹس نہ کرتے ہوئے نگہت گویا ہوئیں۔

"اچھا ہوا جو آپ جلدی اپنی میٹنگ سے فارغ ہو گئے۔ میں آپکو سٹڈی روم میں آکر ڈسٹرب کرنا نہیں چاہتی تھی۔" نگہت نے شیشے پر ہی نظریں جما کر ان سے کہا تھا۔ "اچھا خیریت کیا ہوا؟" اسفند یار نے مستفسرانہ انداز میں کہا۔

"نائلہ اور کشمالہ آرہے ہیں۔ اچانک ہی فون کیا۔ کل ہی تو کینیڈا سے واپس آئے تھے۔ میں نے سوچا تھا ایک دو دن میں دعوت پلان کر کے انہیں مدعو کروں گی۔ پر وہ خود ہی سرپرائز دے گئے۔ میں نے کہا بھی کہ بچے گھر پر نہیں کشمالہ بور ہو جائے گی پر نائلہ بضد تھی۔" وہ بالوں کو سنوارتی ہوئی سیٹ سے اٹھیں اور اسفند یار کے مقابل آکھڑی ہوئیں۔

"اوہ اچھا۔۔۔ یہ تو اچھی بات ہے نائلہ کے شوہر بھی ہوں گے پھر تو؟" اسفند یار نے پوچھا۔

"نہیں وہ ابھی تک وہیں ہیں کچھ دنوں میں روانگی ہے۔ لیکن پھر بھی آپ ساتھ شامل ہونا۔" وہ آنکھیں بھر کر نگہت کو دیکھ رہے تھے۔ نگہت پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت اور پرکشش نظر آرہی تھیں۔ یا تو دیکھنے کے انداز میں بدلاؤ آیا تھا یا سوچنے کا رخ تبدیل ہوا تھا۔ نگہت متعجب سی انہیں دیکھے گئیں۔

"کیا ہوا؟ طبیعت تو ٹھیک ہے؟" نگہت نے فکر مندی سے اسفند یار سے پوچھا۔ وہ خاموش خاموش سے بہت مختلف سے لگے تھے۔

"خوبصورت لگ رہی ہو۔" ان کے پیار بھرے انداز میں کی گئی تعریف سے نگہت نے پہلے تو انہیں مسکرا کر دیکھا پھر شرم کو چھپانے کے غرض سے سر جھٹک کر ان کے سامنے سے ہٹ گئیں۔

"آپ جتنے بہانے بنالیں اسفند صاحب۔۔۔ شامل آپنے پھر بھی ہونا ہے۔ نائلہ بھی آپکا پوچھ رہی تھی۔ لہاذا راہ فرار کی کوئی گنجائش نہیں۔" وہ سوٹ کا دوپٹہ قرینے سے ڈالتے ہوئے گویا ہوئیں پر اچانک ہی اسفند یار کے سامنے آنے اور نرمی سے انکے دونوں ہاتھ تھامنے پر نگہت کے بولتے لب رکے۔ وہ غور سے اسفند یار کو دیکھے گئیں۔

"نگہت۔۔۔ شکریہ!" وہ کچھ بوجھل انداز میں کہنے لگے تو نگہت شاک میں آگئیں۔

"ک۔۔ کس بات کے لیے؟" کچھ تاخیر پر وہ لفظوں کی ترتیب کرتے ہوئے گویا ہوئے۔

"گنتی کر پاتا تو بتا بھی سکتا تھا۔ لیکن پھر بھی تم پوچھتی ہو تو ہر بات کے لیے۔ میری زندگی میں آنے سے لے کر اب تک جو کچھ تم نے میرے اور اس گھر کے لیے کیا، ان سب کے لیے۔ جیسے دل جسم کے لیے اہم ہے۔ کیونکہ یہ واحد اعضاء ہے جو جسم کے ہر حصے کو خون پہنچاتا ہے اسی طرح میرے لیے قلب گھر تم ہو۔ دل دھڑکتا ہے تب ہی تو جان بستی ہے۔ تم اکثر کہتی تھیں کہ میں اس گھر کی جان ہوں پر آج میں کہتا ہوں کہ تم میرا دل ہو۔ تمہارے سپورٹ اور ساتھ کے بنا میں کچھ بھی نہیں نگہت۔ تمہارے دم سے یہ گھر ہے۔ تمہارا ہر انداز منفرد

اور قابلِ تعریف بھی ہے۔ میری کی گئی تنقیدوں نے تمہیں ضرور ٹھیس پہنچائی ہوگی پر میری کوتاہی سمجھ کر تم انہیں در گزر کر دو۔ جو میں غلطی کر بیٹھا اب آگے سے نہیں ہوگی۔" نگہت کا شاک ہونا بجا تھا۔ وہ آنکھیں واکیے اسفندیار کو حیران کن انداز سے دیکھے جا رہی تھیں۔

اسفندیار نے ان کے ماتھے پر فرطِ محبت سے بوسہ دیا تو وہ نم آنکھوں سے انہیں دیکھے گئیں۔

"آج یہ سب کیوں؟" وہ میکانکی انداز میں کہنے لگیں۔

"شکر کرتا ہوں کہ آج بھی اتنی دیر نہیں ہوئی۔ تم خوش رہا کرو نگہت۔" وہ کہہ رہے تھے جب دروازے پر ناک ہوا۔ شمع نے نائلہ کے آنے پر انہیں مطلع کیا۔

"لو تمہاری بہن آگئی۔ میں جلدی فریش ہو کر نیچے آتا ہوں۔" وہ کہہ کر واش روم کی طرف تو بڑھے پر ساکت و بے حرکت سی وہیں کھڑی کانوں پر یقین نہ کرنے والی نگہت کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ یوں تو وہ شاک کے عالم میں تھیں پر ان کے لبوں پر پھیلی خوبصورت مسکراہٹ پھر چہرے پر چھائی راحت اسفندیار کو سکون دے گئی تھی۔

"لگتا ہے دیر ہوگئی مجھے!" نہال کو انتظار کرتا دیکھ کر وہ آتے ہی شاپرز اٹھانے لگا۔

"نہیں تو۔۔۔ کچھ دیر ہی گزری تھی جب میں یہاں بیٹھی۔" فرہاد کو آتا دیکھ کر اس نے شکر کا سانس لیا تھا۔

"الینا کہاں ہے؟" یہاں وہاں متلاشی نظر دوڑائی تو نہال کو پوچھا۔

"اس کی کچھ دوستیں مل گئی تھیں وہ ٹاپ فلور پر سینما میں مووی دیکھنے چلی گئی ہے۔" نہال کا بتاتا تھا کہ فرہاد نے سر جھٹکا۔

"حد کرتی ہے یہ بھی اور تمہیں اکیلا چھوڑ دیا؟"

"نہیں تو ان کے بے حد اسرار پر بھی میں نے منع کیا۔ مجھے گھر جانا ہے بہت تھک گئی ہوں میں۔"

"ڈونٹ ٹیل می یہ ساری شاپنگ الینا کی ہے؟" فرہاد کی بات پر اس نے مسکرا کر سر تائیدی میں ہلایا اور وہ آنکھیں گھما گیا۔ الینا سے کوئی بعید نہیں پورا مال خرید لے۔

سارا راستہ ہلکی پھلکی گفتگو میں گزرا تھا جب پورچ پر لا کر فرہاد نے گاڑی روکی تھی۔ نہال پرس سنبھالتی ہوئی دروازہ کھولنے کے لیے بڑی ہی تھی کہ فرہاد گویا ہوا،

"نہال! کچھ بھول نہیں رہی ہو؟" فرہاد کے سوال پر نہال ایک پل تو الجھی پھر یاد آیا۔

"اوہ ہاں تھینک یو۔۔۔ گھر ڈراپ کرنے کے لیے!"

"میرے کان کم از کم یہ الفاظ سننے کو تو بے تاب نہیں تھے۔" فرہاد نے کہا۔

"تو پھر؟" وہ مزید مخمصے کا شکار ہوئی۔ تیوری پر شکنیں نمودار ہوئیں تو فرہاد سر جھٹکتا ہوا پچھلی سیٹ پر پڑی شاپرز میں سے ایک اٹھا کر آگے ہوا۔

"یہ تمہارے لیے!" اس نے مزید الجھ کر فرہاد کو دیکھا اور شاپر لی۔

"مجھے خوشی ہو گی اگر تم اسے میرے سامنے کھولو!" فرہاد نے کہا۔ اس نے نا سمجھی سے باکس شاپر سے نکالا اور کھولا تو آنکھیں حیرت سے مزید وا ہو گئیں۔ یہ وہ ہی شیشے کا بنا گھر تھا جو مال میں اسے بے حد پسند آیا تھا۔ اس نے حیرانگی اور شاک کے ملے جلے تاثر سے فرہاد کو دیکھا۔

"میں سوچ رہا تھا تم جیسی لڑکی کو دینے کے لیے کیا گفٹ ہونا چاہیے۔ پھر مال میں داخل ہوتے ہی اس شاپ میں گیا تو اس گھر سے بے حد متاثر ہوا۔ بلاشبہ یہ بہت خوبصورت ہے۔ تمہیں کیسا لگا؟" نہال کی مسکراہٹ دیدنی تھی۔

"تم مسکرا کیوں رہی ہو؟" فرہاد کے لب بھی کروٹ لیے۔ "دراصل یہ وہ ہی شو پیس ہے جو میں نے الینا کو تابش کے لیے لینے کا کہا تھا۔ مجھے بھی یہ ہی پیس اس شاپ میں بے حد پسند آیا تھا پر الینا نے منع کر دیا۔" نہال نے وجہ بتائی تو وہ بھی خوش گوار حیرانگی میں ڈوبا۔ "عجیب اتفاق ہے" وہ بے ساختہ بولا تو نہال نے سر کو جنبش دی۔ "تمہیں یہ کیوں پسند آیا؟" فرہاد نے پوچھا۔

"بس۔۔۔اس میں عجیب سی کشش ہے۔ یا شاید اس گھر کو بنانے میں جو محنت کی گئی ہے اس کا اندازہ ہے۔۔۔" نہال نے کہا۔

"ہاں مجھے بھی اسی بات نے متاثر کیا تھا لیکن نہال تم جانتی ہو میں نے یہ گھر تمہارے لیے کیوں لیا؟" فرہاد کے سوال پر نہال اسے بے خبر سی دیکھے گی تو فرہاد خود کہنے لگا۔

"بے شک یہ شیشے کا گھر آنکھوں کو بھا رہا ہے نہال لیکن حقیقی زندگی میں کانچ سے بنے گھر کا انجام کرچیاں ہونا ہے۔ تم جانتی ہو ایک مضبوط گھر کو بنانے میں اس کی بنیاد کا پختہ ہونا ضروری ہے۔ جتنی مضبوط بنیاد ہوگی اتنا ہی پائے دار گھر بنے گا۔ میں یہاں اینٹوں اور بجری سمنٹ کی بات نہیں کر رہا۔" اس کے برجستہ کہنے پر نہال ہنسی تھی۔ اس کا مسکرانا فرہاد کو خوب بھایا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ نہال مزید الجھ گئی ہے۔ ایک لمحہ خاموشی کی نزر ہوا جب فرہاد نے کہنا شروع کیا، "میں محبت، عزت اور اعتماد کی بات کر رہا ہوں نہال۔" اس کا کہنا تھا کہ نہال کے چہرے پر چھائی مسکراہٹ سکڑ گئی۔ "میاں بیوی کا رشتہ وہ واحد رشتہ ہے جو گھر کو مضبوط اور پائے دار بناتے ہیں۔ ان کے درمیان صرف محبت ہی اہم نہیں بلکہ ایک دوسرے کی عزت اور اعتماد گھر کی بنیاد کو پختہ کرتی ہے۔ یہ تین الفاظ ہی زندگی کی گاڑی کو سکون سے چلاتے ہیں اور وہ چھت جس کے تلے میاں بیوی رہتے ہیں۔ کبھی نہیں ٹوٹتی۔ پھر چاہے زندگی کیسی بھی آزمائش میں ڈال دے۔ اگر میاں بیوی کا ساتھ ایک دوسرے کے لیے سچا ہو تو کانچ سے بنے خوبصورت گھر بھی بے معنی اور بیکار ہو جاتے ہیں۔" وہ نہال کے چہرے پر چھائے تاثر کو اخز کر رہا تھا جو دم سادھے اسے سن رہی تھی۔

"کچھ دن قبل تم سے پوچھا گیا سوال آج پھر کروں گا نہال۔ اس رات شاید بے ساختہ میرے دل سے نکلی خواہش تم تک پہنچ گئی لیکن آج میں الفاظ کا پندار سوچ کر تم سے پوچھتا ہوں۔ کیا

تم میرے ساتھ ایک مضبوط بنیاد رکھنا چاہتی ہو؟ کیا تم اور میں مل کر ایک خوبصورت گھر نہیں بنا سکتے؟"

"فرہاد صاحب آپ کو بیگم صاحبہ یاد کر رہی ہیں۔" اس کی باتوں کا تسلسل شمع نے توڑا جو اچانک ہی فرہاد کی طرف سے نمودار ہوئی تھی۔ نہال جو ٹرانس میں خود کو محسوس کیے ہوئے تھی، پل بھر میں ٹوٹا۔ فرہاد نے شمع کی بات سن کر جوں ہی نہال کی طرف دیکھا وہ جھجھک کے عالم میں ایسی گھری کہ فرہاد سے نظریں تو ملانا دور گاڑی میں ایک اور منٹ بیٹھنا بھی جان لیوا ہو گیا۔ وہ ایک منٹ نہ رکی اور دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکل گئ۔ فرہاد اسے روکنے لگا پر وہ تو بجلی کی رفتار سے یہ جا وہ جا۔ وہ مسکراتا ہوا اسٹیرنگ پر ہاتھ جما گیا۔

"تمہاری یہ ہی عادت تمہیں میرے سوشل سرکل سے منفرد کر دیتی ہے نہال۔ تم انمول ہو۔ میں جس ساتھ کا منتظر تھا بے شک وہ تم ہی نبھا سکتی ہو۔" وہ زیر لب باقی کی بات خود سے ہی کہہ گیا۔

ان کے چہرے پر چھائی خوشی کی لہر پھر لب پر مسلسل مسکراہٹ نے اسفندیار کا دل مطمئن کر دیا تھا۔ وہ چہکتی ہوئی نائلہ اور کشمالہ سے ملی تھیں۔ ان لوگوں کا وقت اچھا گزرا تھا۔ نائلہ اور کشمالہ کے جاتے ہی نگہت اسفندیار سے باتوں میں مصروف ہوئیں۔ اسفندیار نگہت کی باتوں میں محو ان کے تروتازہ پڑتے چہرے کو دیکھ کر بے حد خوش تھے۔ وہ اپنے چند لفظوں کا جادو

نگہت پر دیکھ کر نہال سے خوب متاثر ہوئے تھے۔پر جب یکا یک نگہت کے لب سے نکلے گئے الفاظ نے اسفند یار کا دھیان ہٹایا تو ان کے چہرے کے اعصاب سنجیدگی اختیار کر گئے۔

"میں آج ہی فرہاد سے پوچھوں گی۔مجھے کشمالہ بے حد پسند ہے اسفند۔میرے نزدیک فرہاد کے لیے کشمالہ سے بہتر لڑکی نہیں۔نائلہ نے بھی مجھے آج اشاروں میں یہ پوچھنے کی کوشش کی تھی۔اور کشمالہ کو نوٹس کیا تھا بار بار فرہاد کا پوچھ رہی تھی۔"

"تم فرہاد کی رائے جانے بغیر کیسے کہہ سکتی ہو کہ وہ ہی بہتر ہے؟"اسفند یار کا یکلخت ہی چہرا متانت خیز انداز اختیار کیا تھا۔

"میں فرہاد کی ماں ہوں اسفند مجھے معلوم ہے اسے کیا پسند ہے اور کیا نہیں۔پھر اس کے سٹیٹس کے حساب سے کشمالہ موزوں ہے!"نگہت اسفند یار کی سنجیدگی دیکھتے ہوئے ٹون کو نارمل کرتے ہوئے کہنے لگیں۔لبوں پر جو کچھ دیر قبل مسکراہٹ تھی اس کا اب کوئی اثر باقی نہ تھا۔اسفند یار نگہت کی بات پر خاموش کھڑے انہیں دیکھتے رہے جس سے صاف ظاہر تھا وہ انکاری تھے۔

"اسفند فرہاد اور کشمالہ ایک دوسرے کو بچپن سے جانتے ہیں پھر کشمالہ نے مجھے بتایا تھا کہ وہ فرہاد سے بھی کانٹیکٹ میں رہی ہے۔آپ بتائیں کشمالہ میں کیا کمی ہے؟ابھی حالیہ باہر سے پڑھ کر لوٹی ہے۔ان کا اور ہمارا اسٹیٹس ایک ہی ہے۔وہ ہمارے گھر کے انداز و اطوار سے

واقف ہے۔ پھر فرہاد کی آپ ٹاپ ناچ حلقہ احباب کو کیسے بھول سکتے ہیں۔ کشمالہ کو خود کو پریزینٹ کرنے کا سلیقہ آتا ہے وہ فرہاد کو کبھی شرمندہ نہیں کرے گی۔"

"میں کب کہہ رہا ہوں کہ وہ بچی فرہاد کے لیے ٹھیک نہیں۔۔۔" وہ کہہ کر متعجب سے ڈرائینگ روم کے کانچ سے بنے دروازوں کی طرف دیکھنے لگے۔ ان کی نظروں کا تعاقب کرتی نگہت کی نگاہیں بھی ایک ہیولے پر جا رکیں۔

"شاید فرہاد ہے۔" نگہت نے اسفندیار کو دروازہ کھولنے کا اشارہ کیا۔ پر جیسے ہی وہ دروازے تک پہنچے سایہ غائب تھا۔ اسفندیار نے کاندھوں کو ناسمجھی میں خفیف سی جنبش دی اور پھر نگہت کی طرف پلٹ گئے۔

"نگہت مجھے لگتا ہے تمہیں اپنے ارادے پر نظر ثانی کرنی چاہیئے۔ مانا کہ کشمالہ ایک اچھی لڑکی ہے لیکن میں یہ کم از کم نہیں چاہتا۔" اسفندیار پھر ان کے مقابل کھڑے کہنے لگے۔ ان کی بات سن کر نگہت خفا سی اسفندیار کو دیکھنے لگیں۔

"آپ جو چاہتے ہیں وہ میں نہیں چاہتی اسفند!" نگہت نے بات کو یہیں ختم کرنے کی ٹھانی تاکہ اسفندیار پھر اس موضوع پر کوئی بات نہ کریں۔

"آخر حرج ہی کیا ہے؟" اسفندیار نے پوچھا۔

"میں نے نہال کو کبھی اپنی بہو کی حیثیت سے نہ ہی دیکھا اور قبول کیا اسفند۔"

"اس کا اتنا سب کرنے کے بوجود بھی؟" اسفند یار نے الفاظ پر زور دے کر کہا۔

"ہاں! مانتی ہوں اس نے میرے لیے اس گھر کے لیے بہت بڑھ کر زمہ داریاں نبھائی ہیں۔ وہ ایک سلیقہ منداور دانا لڑکی ہے لیکن میری پسند کشمالہ ہے جو آج سے نہیں برسوں سے ہے اسفند۔ ایک بیٹا ہے میرا۔ میں اس کے لیے سب کچھ پرفیکٹ چاہتی ہوں۔ میرے نزدیک نہال فرہاد کے لیے غیر موزوں ہے۔ فرہاد کی نیچر اور نہال کی نیچر میں تصادم ہونا ممکن ہے۔" اسفند یار کچھ نہ بولے بس نگہت سے نظریں چرا لیں۔

"اسفند میں کب اس پر اپنی مرضی مسلط کر رہی ہوں۔ اچھا سنیں اگر فرہاد کو کوئی اعتراض نہیں تو پھر آپ کو کوئی مسئلہ ہو گا؟" نگہت نے آگے بڑھ کر انکا ہاتھ نرمی سے تھاما اور پوچھا۔

"بشرطیہ کہ تم اس پر اپنی پسندیدگی فورس نہیں کرو گی۔" اسفند یار نے کہا۔ تو وہ نگاہوں سے انہیں تسلی دے گئیں۔

اس نے کمرے میں جاتے ہی دروازہ بند کیا اور پھولی سانس بحال کرنا چاہی۔ یہ کیسی قسمت تھی؟ ایک پل قبل تو دل بلیوں اچھل رہا تھا۔ فرہاد کے پرپوزل نے نہال کے وہم کو یقین میں بدل دیا تھا پر اگلے ہی لمحے نگہت اور اسفند یار کے بیچ گفتگو سن کر اسے خود سے بے حد شرمندگی محسوس ہوئی تھی۔ وہ کیسے یہ بات سوچ سکتی تھی۔ ہاں وہ اس گھر کا فرد تھی اور فرہاد کی فرسٹ کزن بھی لیکن۔۔۔ پھر اس کا دماغ کشمالہ کا خاکہ سوچنے پر مجبور ہوا۔ بلاشبہ کشمالہ

فرہاد کے لیے پرفیکٹ تھی پھر نگہت کی اولین پسند بھی تھی۔ایسے میں نہال کا اس زاویے سے سوچنا بھی گناہ سے کم نہ تھا۔

نم آنکھیں لیے وہ بستر کے سرہانے جا بیٹھی تھی۔اس نے فرہاد کے بارے میں کبھی ایسا سوچا نہیں تھا پر کچھ دنوں سے دل بار بار بھٹکتا اس کی یاد میں نہال کو ایک لمحے تو تنگ ضرور کرتا تھا۔پھر آج جتنی بردباری، سمجھداری اور صاف گوئی سے فرہاد نے اس سے شادی کے لیے ہاتھ مانگا تھا۔کوئی بھی لڑکی انکار کیسے کرتی؟وہ دل کی اٹھتی خواہش کو تھپ تھپا کر سلانے لگی تھی اور دماغ کو اس رخ پر جانے سے منع کر رہی تھی۔فرہاد اس کے لیے شجر ممنوعہ تھا۔وہ مامی کے خلاف جا کر ایسا فیصلہ کر ہی نہیں سکتی تھی۔

"تم بھی سوچتی ہوں گی کہ میں اچانک تم سے اہم معاہدہ کر کے کہیں غائب ہو گئی۔"

"سچ پوچھو تو تمہیں دیکھ کر مجھے آج اپنے حافظے پر حیرانی کے ساتھ ساتھ شرمندگی بھی ہوئی ہے۔میں ایسی لاپرواہ تو نہیں تھی۔"نگہت نے کہا۔وہ میگزین پڑھ رہی تھیں جب شمع نے نیلوفر صاحبہ کے آنے کی اطلاع دی۔نگہت ان کے اچانک آنے پر حیرانی سے زیادہ خود کو ملامت کر رہی تھیں کہ اپنی طبیعت پھر فرہاد اور الینا کی زمیداری کے پیچھے وہ انہیں تو بھول ہی گئی تھیں۔

"تمہارا قصور نہیں ہے نگہت۔ بس تم سے جب آخری بار ملاقات ہوئی تھی نا اس کے کچھ دن بعد ہی میری اماں کی طبیعت اچانک ناساز ہوئی تھی۔ ہم لوگوں نے بنا وقت ضائع کیے اگلی فلائٹ آسٹریلیا کی لی۔ عدنان تو وہیں اپنی نانی کے پاس ہوتا تھا۔ وہاں پہنچے تو امی کو فوری طور پر آپریٹ کی تجویز دی۔" نگہت منہمک سی نیلوفر کو سن رہی تھیں۔

"وقت میں تاخیر کیے بغیر جیسا ڈاکٹر کہتے گئے ویسا ہم کرتے گئے۔ اللہ کے کرم سے آپریشن تو کامیاب ہوا لیکن عمر کے باعث وہ اب مستقل بستر بوس ہو گئیں اور انہیں میری حد درجے ضرورت تھی۔ تب ہی ان کی تیمارداری میں ایسی مصروف ہوئی کہ یہ بات تو یاد ہی نہیں رہی کہ عدنان سے اسکی مرضی پوچھ لوں۔ اور تمہیں کم از کم اطلاع ہی کر دوں۔ پھر زنیرہ سے معلوم ہوا تمہارا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ مجھے تو حیرانگی کا وہ جھٹکا لگا کہ بیان نہیں کر سکتی تھی۔ تمہاری خیریت معلوم کرنے کے لیے تم سے فون پر بات بھی تو کی تھی لیکن تب موقع محل ایسا نہیں تھا نگہت کہ میں بچوں کے حوالے سے موضوع زیر بحث لاتی۔"

"ہاں سچ پوچھو تو جب تمہارا فون آیا تھا تب میں یہ بات بھول گئی تھی۔ خیر اب تمہاری والدہ کیسی ہیں؟" نگہت نے پوچھا۔

"اللہ چلا رہا ہے نگہت۔ میں کم عرصے کے لیے پاکستان آئی ہوں تاکہ جو ادھورا کام تھا وہ پورا کر سکوں۔ عدنان کو میری پسند سے اعتراض نہیں ہے۔ بلکہ الینا کی منگنی کی کچھ تصاویر مجھے

بھی ملی تھیں۔اسی میں نہال بھی شامل تھی۔میں نے عدنان کو دکھا کر خوب تسلی کر لی اور اب یہ فرض پورا کرنے کے غرض سے میں آج تمہارے پاس اچانک ہی چلی آئی ہوں۔"وہ راہداری عبور کرتی ہوئی جوں ہی ڈرائینگ روم میں داخل ہوئی ایک زوردار جھٹکا اسے اپنے اندر تک محسوس ہوا تھا۔نگہت نے شمع کو اسے بلانے بھیجا تھا۔وہ دم سادھے کھڑی نیلوفر اور نگہت کو آپس میں گفتگو کرتے دیکھ رہی تھی۔

"نہال وہاں کیوں کھڑی ہو آؤ نیلوفر آنٹی تمہیں ہی یاد کر رہی تھیں۔"نگہت نے نہال کو داخل ہوتے دیکھا تو نرمی سے اس سے مخاطب ہوئیں۔وہ تو ساکت اور جامد کھڑی اپنے اندر کتنے ہی دھماکے محسوس کر چکی تھی۔وہ کیسے بھول سکتی تھی کہ اس نے خود نگہت سے رشتے کے لیے ہاں کی تھی۔وہ کیسے بھول سکتی تھی کہ ایک ان دیکھے رشتے میں وہ عدنان نامی لڑکے کے ساتھ منتھی کر دی گئی تھی؟وہ یہ کیسے بھول سکتی تھی کہ اسکی قسمت کا فیصلہ تو بہت پہلے ہی ہو چکا تھا جس پر اسکی رضامندی بھی شامل تھی۔وہ یہ بات کیسے بھول سکتی تھی کہ جب فرہاد نے اسے پرپوز کیا تھا تو وہ اسے مزید قدم بڑھانے سے روک دیتی اور تمام معاملے سے آگاہ کر دیتی۔پر فرہاد تو دور،وہ خود بھی دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئی تھی۔آخر وہ ایسا کیسے کر سکتی تھی؟کتنے سوال اس کے دماغ میں آتے جا رہے تھے اور وہ بت بنی اپنی بے وقوفی و نادانی پر حیرت کر رہی تھی۔

"ماشاءاللہ ماننا پڑے گا تم نے میری بیٹی کا خوب خیال رکھا۔ پہلے سے اور بھی پیاری ہو گئی ہے۔" نیلوفر فرط محبت سے اٹھ کر اس تک آئیں اور ماتھے پر بوسہ دے دیا۔ وہ کچھ بھی نہ کہہ سکی۔ دماغ اس قدر الجھا پڑا تھا۔ حالیہ منظر جیسے دھندلا گیا تھا۔ اسے معلوم بھی نہیں تھا کہ وہ صوفے پر لا کر بٹھا دی گئی تھی اور نگہت کے فی الوقت منع کرنے کے باوجود بھی نیلوفر کے خوب اسرار پر اُنہوں نے پرس سے منگنی کی انگوٹھی نکال کر اس کی انگلی میں قید کر دی تھی۔ وہ کچھ بھی نہ کہہ سکی۔ اعصاب جیسے شل تھے۔ اوسان جواب دے گئے تھے۔ وہ چپ سی مورت بنی نیلوفر اور نگہت کو بات کرتے سن رہی تھی۔ نگہت کے کچھ وقت مانگنے پر بھی نیلوفر ہر گز نہ مانیں۔ بلکہ اگلے ہفتے نکاح کی ڈیٹ فکس کرنے کا کہہ گئیں۔ وقت کی کمی کے باعث وہ فرض سے جلد سبق دوش ہونا چاہتی تھیں۔

وہ تو خاموش تماشائی بنی ہوئی کمرے میں چلی گئی پر نگہت پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر پھرتی رہیں۔ وہ اسفندیار کا ردعمل سوچ کر ہی گھبرا رہی تھیں اور پھر ہوا بھی یہ ہی تھا۔ تمام احوال اسفندیار کے گوش گزار کیا تو ان کے چہرے پر اتار چڑھاؤ نگہت سے چھپے نہ رہ سکے۔ وہ تنے اعصاب سے نگہت کو دیکھ رہے تھے جو خود بھی بے بس تھیں۔

"میں پوچھتا ہوں آخر اتنی جلدی کیا ہے نیلوفر اور عمر کو؟" وہ پریشانی اور غصے کے ملے جلے تاثر میں گویا ہوئے تھے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کو بتایا تو ابھی۔ وہ زیادہ وقت کے لیے کراچی نہیں آسکتی لہٰذا عدنان کی شادی کر دینا چاہتی ہے۔" نگہت نے انہیں کول ڈاؤن کرنا چاہا پر وہ جھنجھلائے ہوئے تھے۔ اس سے قبل وہ کچھ کہتے فرہاد ہاتھ میں فائیل تھاما ہوا اسٹڈی روم میں داخل ہوا تھا۔ دونوں کو تشویشناک صورت حال میں دیکھ کر وہ سوالیہ انداز میں انہیں دیکھتا ہوا پاس آیا۔

"خیریت تو ہے؟ کچھ پریشان لگ رہے ہیں آپ لوگ!" فرہاد نے باری باری کر کے دونوں کو دیکھا تھا۔ فائیل اس نے ٹیبل پر رکھ دی تھی۔ نگہت تمہید باندھ رہی تھیں جبکہ اسفندیار دونوں ہاتھوں کو پشت پر باندھے، ماتھے پر بل لیے ہوئے کہیں اور نظروں کا رخ کیے ہوئے تھے۔ ان کے دماغ میں ہزاروں سوال اور الجھنیں گردش کر رہی تھیں ایسے میں فرہاد کے سوال کا جواب دینے میں دقت ہو رہی تھی۔

"کیا بتاؤں بیٹا۔ دراصل بات تو کافی پرانی ہے جب تم یہاں موجود نہیں تھے۔ لیکن آج سب کچھ اتنی اچانک ہو گیا کہ اسفند اسی بات پر بگڑ گئے ہیں۔" نگہت کی بات سے وہ مزید مخمصے کا شکار ہوا۔

"آخر ہوا کیا ہے؟" اس نے الجھ کر پھر پوچھا۔

"تم نیلوفر آنٹی کو جانتے ہو نا؟" نگہت نے پوچھا۔

"ہاں تو؟"

Clubb of Quality Content

"تو یہ کہ کچھ مہینوں پہلے انہوں نے عدنان کے لیے نہال کا ہاتھ مانگا تھا۔ پھر اسے کچھ مسائل سے دوچار ہونا پڑا اور میں یہاں پہلے تمہاری آمد میں بزی ہوئی پھر میرے ایکسیڈنٹ نے اس بات کو پس پشت کر دیا۔ خیر۔۔۔۔۔ مختصر یہ کہ آج اتنے عرصے بعد وہ آئیں اور نہال کو منگنی کی انگوٹھی تو پہنا کر چلی گئیں پر اگلے ہفتے کی نکاح کی تاریخ فکس کرنے کا کہہ گئیں ہیں۔" وہ جیسے جیسے کہہ رہی تھیں فرہاد کے چہرے کے تاثرات کا اتار چڑھاؤ بخوبی نظر آنے لگا تھا۔ وہ شاک سا دونوں کو دیکھے گیا تھا۔ کانوں پر جیسے یقین کرنا مشکل تھا۔

"مجھے افسوس ہے خود پر کہ میں یہ بات یاد ہی نہیں رکھ سکی تھی ورنہ پہلے تم لوگوں کو آگاہ کرتی۔ بلکہ الینا کو بھی آج معلوم ہوا ہے اور وہ کافی اپ سیٹ تھی اس اچانک منگنی پر۔" اس کی خاموشی سے غلط مطلب اخز کرتے ہوئے نگہت نے جواز پیش کیا۔

"مجھے یاد تھا۔۔۔ لیکن ان کے پاس سے طویل خاموشی پا کر میں خود ہی اندازہ لگا گیا تھا کہ عدنان کو نہال شادی کے لیے منظور نہیں۔ اس لیے میں نے اس موضوع کو چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا۔" اسفندیار نے ٹھہرے ہوئے انداز میں سنجیدگی سے کہا۔

"اس میں حرج ہی کیا ہے اسفند۔ آخر شادی تو کرنی ہی ہے۔ اور عدنان میں خرابی کیا ہے؟"

"واٹ ربش مام!" وہ اچانک بھڑکا تو دونوں نفوس کو اپنی جانب متوجہ کر گیا۔

"نیلو فر آنٹی آئیں اور نہال کو رنگ پہنا کر چلی گئیں اور آپ لوگ ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہ گئے؟" اس کا انداز دیدنی تھا۔وہ جلالی سا لال بھبھوکا چہرا لیے دونوں سے مخاطب تھا۔

"بیٹا بات پہلے طے ہو چکی تھی۔" نگہت نے لہجہ نارمل کرتے ہوئے سمجھایا پر وہ جھنجھلا گیا۔

"آپ نے نہال سے پوچھنے کی ذہمت بھی کی ہے؟ اس سے بغیر پوچھے آپ لوگ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں؟"

"فرہاد نہال کو اس رشتے سے اعتراض نہیں ہے۔" نگہت نے تسلی بخش انداز اپنایا اور ان کے الفاظ نے فرہاد کے غصے کو حیرانگی میں بدل دیا۔بے یقینی کا دھماکہ اس کے اندر ہوا تھا جس سے دونوں نفوس بے خبر تھے۔

"اس نے خود مجھے صاف گوئی سے اس رشتے کے لیے ہاں کہا تھا۔البتہ مجبوری کے باعث بات مزید آگے نہیں بڑھ سکی تھی پر آج جب وہ آئیں تو رسم کر دی۔" نگہت نے مزید بات کو واضح الفاظ میں کہا تو اس کے کان جیسے سائیں سائیں کرنے لگے تھے۔چہرے کے تاثر یک دم ہی بدلے تھے۔وہ پھیلی نگاہوں سے باری باری کبھی اپنی ماں کو دیکھتا تو کبھی باپ کو۔

"کیا آپ نے آج جاننے کی کوشش کی تھی مام؟" اس کا لہجہ یکلخت ہی دھیما ہوا تھا پر اس میں شاک کی آمزش نے اسفندیار کو اسے جانچنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"ہاں بیٹا۔۔۔نیلوفر کے جاتے ہی میں نے نہال سے پھر پوچھا تھا اور اس نے مجھے مثبت جواب دیا ہے۔ تم ایسا کیوں سوچتے ہو کہ میں اس کے لیے کوئی غلط فیصلہ کروں گی؟" وہ جو آتش فشاں کی طرح بھڑکا تھا سمندر کی جھاگ کی مانند بیٹھ گیا۔اس کے چہرے پر حیرانی کے بادل چھا گئے تھے۔ وہ دم سادھا کھڑا اپنی قسمت کو پلٹتا دیکھ رہا تھا اور بے بس سا محسوس کرنے لگا تھا۔

"اور آپ دونوں کو لگتا ہے کہ عدنان نہال کے لیے بہترین ثابت ہو گا؟" وہ مدھر سی آواز میں شکستہ لہجے کے ساتھ گویا ہوا تھا۔

"تمہیں کوئی خرابی نظر آتی ہے تو بتاؤ۔ تم بھی تو اچھی طرح جانتے ہو اسے۔اب بھی دیر نہیں ہوئی" نگہت نے کہا۔

"جب نہال کو ہی کوئی مسئلہ نہیں تو پھر میں کون ہوتا ہوں یہ معاملات روکنے والا!" وہ شکستہ انداز میں تاسف سے مسکرا کر گویا ہوا۔

"آپ لوگوں کو جو سمجھ آ رہا ہے کریں!" وہ کہہ کر رکا نہیں اور چلا گیا۔اس کی پشت کو غور سے دیکھتے ہوئے اسفندیار کے دماغ میں کئی سوالات نے کروٹیں لی تھیں۔البتہ نگہت اس کی حالت سے بے خبر اس کے جاتے ہی راحت کی سانس خارج کر گئیں تھیں۔

Clubb of Quality Content

"مجھے لگتا ہے کہ جلد نائلہ سے بات کرنی ہوگی۔ فرہاد کو ایسا تو محسوس نہیں ہو رہا کہ میں الینا اور نہال کے بارے میں سوچ جا رہی ہوں۔۔۔ اگر نہال کے نکاح کے دن ہی فرہاد اور کشمالہ کی منگنی کر دی جائے تو؟" نگہت نے اسفند یار سے پوچھا۔

"میرا مشورہ ہے ابھی اس بات کو یہیں رہنے دو۔ فی الوقت نہال کا معاملہ سلجھانا اہم ہے۔ پلیز ایک کپ کافی لے آؤ سر درد سے پھٹ رہا ہے!" وہ سر کو جنبش دیتی ہوئی باہر نکل گئیں اور ان کے عقب میں کھڑے اسفند یار گہری سوچ میں ڈوب گئے۔

"آپ نے بلایا تھا ڈیڈ؟" وہ سیٹ سے ٹیک لگائے ہاتھ کی مٹھی کو دانتوں تلے دبائے محو تھے جب فرہاد کمرے میں داخل ہوا تھا۔ اس کی آواز پر وہ چونکے اور جنبش دیتے ہوئے اسے اندر آنے کو کہا۔ صبح گیارہ بجے کا وقت تھا اور فرہاد اپنے آفس کے کمرے میں پراجیکٹ کو لیکر مصروف تھا جب اسفند یار کے پرسنل اسسٹنٹ نے فرہاد کو بلانے کے لیے کہا تھا۔ وہ حکم بجا لایا اور اسفند یار کے اشارے پر میز کے مقابل رکھے آرام دے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اسفند یار پُر سوچ انداز سے اٹھے اور اس تک آئے۔ میز سے ٹیک لگائے وہ کھڑے فرہاد کو دیکھ رہے تھے جو سوالیہ انداز میں ان کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"پراجیکٹ کیسا جارہا ہے؟" اسفندیار نے متانت خیز انداز لیے خوب سنجیدگی سے بات کی تھی۔ دماغ جیسے ہزاروں سوال کے گھوڑے دوڑا رہا تھا پر وہ خود کو کمپوزر کھ کر فرہاد سے بات کرنا چاہتے تھے۔ جو الجھن کا شکار وہ دو تین دن سے تھے اسے آج لازمی کلئیر کرنا چاہتے تھے۔

"اچھا جارہا ہے۔ بلکہ مقررہ وقت پر مکمل ہونے کی پوری امید ہے مجھے۔" اس نے رواداری سے جواب دیا۔

"ہمم۔۔۔ہاں میں دیکھ رہا ہوں تم اس پراجیکٹ کو لیکر بلاشبہ بہت سیریس ہو اور ساتھ ہی انٹرنیشنل کلائنٹس کو بھی اوورٹائم کر کے اپنا پورا وقت انہیں دے رہے ہو۔ مجھے تم سے اچھی امید ہے فرہاد۔" وہ گویا ہوئے بدلے میں فرہاد نے خفیف سی سر کو جنبش دی۔

"مگر میں نے تمہیں یہاں یہ بات پوچھنے کے لیے نہیں بلایا۔" وہ ایک لحظہ کو رکے۔ فرہاد نے مستفسرانہ انداز میں انہیں دیکھا۔

"تو پھر؟"

"میں جاننا چاہتا ہوں کہ آخر تمہیں دو تین دن سے کون سی بات پریشان کر رہی ہے؟" اسفندیار نے الفاظ میں ٹھہراؤ رکھ کر اس سے پوچھا۔

"میں کچھ سمجھا نہیں؟" وہ الجھ کر کہنے لگا۔

"فرہاد۔۔۔دن کا زیادہ حصہ تم میرے ساتھ آفس میں گزارتے ہو۔گھر تم کچھ گھنٹے کے لیے ہی جارہے ہو لہاذا نگہت کو اندازہ نہیں ہوا پر مجھے تمہارے انداز واتوار میں بدلاؤ محسوس ہوا ہے۔کیا وجہ ہے؟ وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر پوچھ رہے تھے۔

"کیا پریشانی ہو گی ڈیڈ۔۔۔" وہ سرد سانس خارج کرتا ہوا ان کے مقابل کھڑا ہو گیا۔

"پراجیکٹ ہے بس اسی کو لیکر پریشان ہوں۔"

"تم نے ابھی کہا کوئی پریشانی نہیں سب کچھ پرفیکٹ ہے پھر یہ کیا بات ہے جو تمہیں تنگ کر رہی ہے؟" اسفندیار نے اسے چاروں طرف سے گھیرا۔وہ بے بس سا اسفندیار کو دیکھنے لگا۔ جواب اس کے پاس نہیں تھا۔

"کیا تم اس دن جو نہال کے متعلق بات ہوئی تھی اسے لیکر پریشان ہو؟" جواب نہ پا کر اسفندیار نے خود پوچھنا مناسب سمجھا۔وہ ان کی بات سن کر لب پیوست تو کر گیا۔ نظریں جو کچھ لحظہ قبل اسفندیار پر تھیں وہ بھی چرا گیا۔

"کیا تم نہال کو پسند کرتے ہو؟" اس کے پاس سے خاموشی پا کر اسفندیار نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ہمم" وہ فقط سر کو جنبش دے گیا۔

"اور نہال۔۔۔کیا وہ تمہیں پسند کرتی ہے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"پتہ نہیں۔" ایک سرد بھری آواز۔

"کیا تم نے اسے اپنے بارے میں بتایا ہے؟"

"ہمم"

"بدلے میں اس نے کیا کہا؟"

"موقع نہیں ملا۔ اتفاق ایسا ہؤا کہ اس کی رائے میں نہیں جان پایا۔"

"ہمم۔۔" وہ گہری سانس خارج کر گئے۔

"دیکھو بیٹا میں تم سے کچھ چھپانا نہیں چاہتا۔" وہ کچھ سوچتے ہوئے گویا ہوئے۔

"تمہاری اور نہال کی شادی میری دیرینہ خواہش ہے۔ بلکہ نہال کو جب پہلی بار میں گھر لایا تھا تو اسی نیت سے لایا تھا کہ وہ اس گھر کی بہو اور بیٹی بن کر رہے گی۔ لیکن میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا کہ تمہاری پسند کے خلاف جاتا۔ اگر تمہیں اس رشتے سے اعتراض ہوتا تو میں کبھی بھی تم پر اپنی مرضی مسلط نہیں کرتا۔ پر اس وقت معاملہ الجھ گیا ہے۔ تم نہال کو پسند کرتے ہو۔ نگہت نے تمہارے لیے کسی اور کو منتخب کیا ہؤا ہے۔ اور رہی بات نہال کی۔۔۔ تو کل خود ذاتی طور پر اپنی تسلی کے لیے میں نہال سے پوچھ چکا ہوں۔ اسے اس رشتے سے اعتراض نہیں۔ تو اب میں سوچ رہا ہوں کیا کیا جائے؟" وہ کہہ کر اسے دیکھنے لگے۔

"کیا کیا جا سکتا ہے ڈیڈ؟میں زبردستی رشتہ نہیں بنانا چاہتا۔اگر رضامندی دونوں طرف سے ہے تو ہی میں شادی کے لیے قائل ہوں۔اور نہال اپنی رائے آپ دونوں کو دے چکی ہے۔ البتہ اگر مجھے یہ بات پہلے معلوم ہوتی کہ آپ نے نہال کی بات کہیں اور طے کر دی تھی تو میں یہ قدم بڑھانے سے خود کو روک دیتا۔مجھے اب احساس ہو رہا ہے کہ اسکا جواب نہ دینا یا چپ ہو جانا شاید اسی بات کا غماز تھا کہ وہ کسی اور کے ساتھ منتھی کر دی گئی تھی۔"ٹوٹا پھوٹا انداز۔

اسفندیار نے اسے تاسف بھرے انداز سے دیکھا۔

"تو تم گواپ کر گئے ہو؟اسفندیار نے پوچھا۔

"میں کھیل کب رہا تھا ڈیڈ۔کھیل تو میرے ساتھ ہو گیا۔"شکستہ خور انداز میں طنزیہ جواب۔

"میری مانو تو ایک بار نہال سے تم خود پوچھ کر تسلی کر لو۔"وہ ناسمجھی سے اسفندیار کو دیکھنے لگا۔جب کوئی نتیجہ ہی نہیں تھا تو پھر اس کی کیا ضرورت تھی۔

"دیکھو بیٹا۔۔۔جب تک زندگی موقع دے قسمت کو آزماؤ۔۔۔ہاں اگر اس کے بعد حاصل نہ ہو سکے تو جو ہے اسے قبول کر کے آگے بڑھنے میں ہی عافیت ہے۔میرا مشورہ ہے تم اس سے ایک بار پھر پوچھو۔اس کی کیفیت کو جاننے کی کوشش کرو۔دیر اب بھی نہیں ہوئی۔ایسا کچھ ہو جائے تو مجھ سے زیادہ خوش اور کون ہو گا؟"وہ کہہ کر جانچتی نظروں سے فرہاد کو دیکھ

رہے تھے جس کے دماغ میں منصوبہ بننا شروع ہو گیا تھا۔ وہ اسفندیار کی بات سے سہمت تھا یہ اس کی نگاہیں بتا رہی تھیں۔

"پر یہ یاد رکھو کہ نگہت کو نہال بہو کے طور پر قبول نہیں۔ ہاں اگر اسے تمہاری کیفیت پتہ چل جائے تو وہ نہال کو قبول کر لے گی مگر مجھے تم سے آج ایک بات لازماً کرنی ہے۔" وہ کچھ دیر رکے اور پھر کہنے لگے۔

"یہ بات سب کو معلوم ہے تم نگہت کے کس قدر قریب ہو۔ اگر کل کو نگہت تمہارے لیے نہال کو قبول کر لیتی ہے اور بعد میں جا کر اس کی رائے بدل جائے یا وہ بہو کے طور پر نہال کو اکسیپٹ نہ کرے۔ اس کے دل و دماغ میں نہال کے لیے کوئی برائی پیدا ہو جائے تو تم کیا کرو گے؟۔۔۔۔ تمہارا سابقہ رویہ نہال کے ساتھ ایسا کیوں تھا وہ میں جانتا ہوں۔ اور بدلاؤ کیسے آیا اس سے بھی واقف ہوں۔ کل کو اگر نگہت کا دل اس سے پھر خراب ہو جائے تو تمہارا کیا قدم ہو گا؟" وہ تشویشی انداز میں فرہاد کو دیکھ رہے تھے جو انکی بات سن کر ہلکا سا مسکرایا۔ پر اس مسکراہٹ میں ندامت کا امتزاج تھا۔

"جو میں نے کیا وہ غلطی میں تسلیم کرتا ہوں۔۔۔ اس پورے واقعے میں میں نے ایک چیز سیکھی ہے ڈیڈ۔ رشتہ کوئی بھی ہو۔ اندھی محبت نہیں کرنی چاہیئے۔ نہال تو کیا ماما کا رویہ نہال کے علاوہ بھی کسی کے ساتھ الگ یا منفی ہوا تو بھی میں اپنی رائے الگ رکھوں گا۔ یہ میں سیکھ گیا

ہوں۔ دیر سے ہی سہی لیکن یہ بدلاؤ مجھ میں آپ کو نظر آئے گا۔ ماں کے لیے اتنی ہی عزت اتنی ہی محبت میرے دل میں آج بھی ہے۔ اتنی ہی شدت سے میں ماں کو چاہتا ہوں۔ بس اب فرق یہ ہے کہ پہلے میں ان کی آنکھوں سے دیکھتا تھا۔ پر اب میں نے اپنی آنکھیں کھول لی ہیں۔ آپ بے فکر رہیں۔"

"اس غلطی کی تصحیح میں نے بہت دیر میں کی بیٹا۔ مجھے خوشی ہے کہ تم وقت سے پہلے اسے ٹھیک کر گئے۔ جو میں نے کیا، میں نہیں چاہتا کہ وہ تم دھراؤ۔ مجھے خوشی ہوئی یہ سن کر فرہاد۔ بے شک اندھی محبت میں نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ انسان کو ہر حال میں اپنے دل و دماغ کی آنکھوں کو کھلا رکھنا چاہیے۔ مجھے فخر ہے بیٹا۔۔۔ اب تم وہ کرو جو میں نے کہا ہے لیکن اگر نہال کا جواب وہ ہی ہوا تو میری بات مانو۔ موو آن۔۔۔ تمہیں پریشان دیکھنا میرے بس کی بات نہیں۔" انہوں نے فرہاد کے دونوں شانے پکڑ کر اسے دلاسا دیا اور دل ہی میں بے حد مطمئن ہوئے تھے۔

وہ عشاء کی نماز مکمل کر رہی تھی۔ سلام پڑھ کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے جب اس نے محسوس کیا کہ کوئی اسے تلاش کرتا ہوا دھماکے کی طرح نماز روم میں داخل ہوا تھا۔ پر چونکہ وہ دعا گو تھی لہٰذا وہیں قدم ساکت ہو گئے تھے۔ وہ بغیر دیکھے بھی اندازہ لگا سکتی تھی کہ اس

وقت کمرے میں اور کوئی نہیں فرہاد تھا۔اس نے بظاہر دھیان نہ دیتے ہوئے دعا پر ہی توجہ مبزول رکھی تھی۔پر دل متحوش ہو رہا تھا۔

وہ جان کر کے آج جلدی گھر پہنچا تھا۔جب سے اسے نہال کی منگنی کی خبر موصول ہوئی تھی۔ وہ خود اس کے سامنے آنے سے کترا رہا تھا پھر نہال کو بھی آمنا سامنا کرنے میں دشواری تھی۔ لہاذا وہ بھی اسی کوشش میں ہوتی کہ فرہاد سے مڈبھیڑ نہ ہو جائے۔لیکن اسفندیار کے جوش دلانے پر آج فرہاد آفس سے جلدی نکل گیا تھا۔وہ اسے ڈھونڈھتا ہوُا نماز روم میں داخل ہوُا تو قدم جامد ہو گئے۔وہ جتنی خشوع و خضوع کے ساتھ دعا مانگ رہی تھی فرہاد کا پارہ مزید چڑھتا جا رہا تھا۔

نہال نظریں چرا کر اٹھی اور جائے نماز کو طے لگایا پھر اسے بغیر دیکھے وہاں سے نکلنے کی کوشش کی پر ندارد۔فرہاد اس کے راستے میں حائل ہوُا اور کینہ توز نظروں سے اسے گھورنے لگا۔

نہال کے ڈر سے مسام تک ابھر گئے تھے پر وہ چہرا بے تاثر کیے بہت مہارت سے اسے متعجب دیکھ رہی تھی۔

"مانگ لی دعا اپنے منگیتر کے لیے؟ مجھے تو لگا تھا ابھی مزید دیر لگے گی۔۔۔جان سکتا ہوں کیا کیا مانگا ہے تم نے؟" وہ کرخت لہجے میں اس سے مخاطب ہوُا تھا۔اس کا کبیدہ چہرا نہال سے چھپا نہیں تھا۔دل ڈوب کر ابھرا تھا پر بدلے میں نہال نے سپاٹ سا انداز اپنایا تھا۔

"تم سے مطلب ؟اور ہٹو راستے سے ۔ تماشا مت بناؤ۔گھر میں سب موجود ہیں !"وہ کہہ کر رکی نہیں اور کمرے کا دروازہ پار کر دیا۔فرہاد کی بے بسی عروج پر تھی ۔

"رکو تم !بات جب تم سے کر رہا ہوں تو جانے کی ضرورت نہیں۔جب تمہیں معلوم تھا کہ عدنان سے بات طے ہے تو بتا نہیں سکتی تھیں ؟میرے جزبات کے ساتھ کھیل کر کیا حاصل ہوُا تمہیں !"وہ جارہانہ انداز میں آگے بڑھا اور اسکا راستہ روک دیا۔

"تم مجھ سے پوچھنے سے پہلے مامی سے کیوں نہیں پوچھتے ؟کیا ان کا فرض نہیں تھا تمہیں بتانا؟ کیا میں اچھی لگتی سب کو بتاتی پھرتی اپنے رشتے کے بارے میں ؟اور تم کس جزبات کی بات کر رہے ہو ؟"وہ فرہاد کے تیور دیکھ کر مزید مشتعل ہوئی۔

"میں نے تم سے کب شادی کا وعدہ کیا تھا؟میں نے لبوں سے تو دور نظروں سے بھی کبھی اس بات کا اشارہ تک نہیں دیا کہ مجھے تمہارا پرو پوزل قبول ہے۔لہاذا اس بارے میں بات مت کرنا !"وہ بے یقینی سے نہال کو دیکھ رہا تھا۔اس کے لہجے میں زرا جو جھول ہوتا۔زرا جو جھجھک ہوتی۔فرہاد کے چہرے کے تاثر اس کے اندرونی خلفشار کی ترجمانی کر رہے تھے۔وہ اپنے جزبات پر قابو نہیں کر پا رہا تھا۔کبھی ایک دم مشتعل ہو جاتا تو دوسرے لمحے مکمل اداسی چھا جاتی۔

"اگر عدنان نہیں ہوتا تو کیا تم میرا پروپوزل قبول کرتیں نہال؟" وہ بے بسی سے گویا ہوا پر لہجہ اب بھی سخت تھا۔

"حقیقت اس وقت یہ ہی ہے جو تم جانتے ہو۔ اگر مگر میں پڑنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔"

"تم مجھے جواب دو!" وہ ایک قدم آگے بڑھا۔ تو وہ ایک قدم پہلے پیچھے ہٹی پھر ہمت جمع کر کے آگے بڑھی۔

"تم کیوں اپنی اور میری زندگی خراب کرنا چاہتے ہو فرہاد۔ تم نے اپنی ماں کی بھرپور عزت اور ان سے بے حد محبت کی ہے۔ تمہیں معلوم ہے وہ تمہارے لیے نصف بہتر پسند کر چکی ہیں۔ تمہیں نہیں لگتا کہ ایک اچھے بیٹے ہونے کے ناتے تم ان کی بات مانو اور جو انہیں پسند ہے اسے تسلیم کرو۔ اسی میں عافیت ہے فرہاد۔ اس اگر مگر کے کھیل میں تم میری اور اپنی زندگی برباد کر دو گے۔" نہال نے مخلصانہ انداز میں اسے سمجھانے کی کوشش کی۔ وہ بے سدھ کھڑا اسے دیکھتا رہا۔

"ماں کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ تم اپنے جزبات کے آگے ان کی پسندیدگی کو ترجیح دو گے تو خوش رہو گے فرہاد۔ رہی میری بات تو میں نے خود اس رشتے کے لیے ہاں کی تھی بغیر کسی جھجھک کے۔ پلیز میری الجھن مزید مت بڑھاؤ۔ میں نے بہت مشکل سے اس گھر میں ایک مقام

حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔اب اس مِس انڈرسٹینڈنگ سے میں ماموں اور مامی کے آگے شرمندگی نہیں اٹھا سکتی۔ تم سمجھو فرہاد فار گاڈ سیک۔" وہ ملتجیانہ انداز میں اس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی۔ فرہاد اسے دیکھ کر فقط سر ہلا گیا۔اس کی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ اس پر ترس کھا گیا تھا۔ جو وہ جاننے اور سننے آیا تھا وہ جواب اسے مل چکا تھا۔اس نے ٹھان لیا تھا۔کہ اگر نہال کے پاس سے مکمل طور پر انکار ہے تو وہ اس کے راستے میں پھر کبھی حائل نہیں ہوگا۔اس نے ایک سرد نگاہ نہال پر ڈالی جو نم آنکھوں سے فرہاد کو دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ رکا نہیں وہاں سے چلتا چلا گیا۔نہال نے بمشکل خود کو سنبھالا اور کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

ان کے تمام قریبی رشتے دار گھر پر موجود تھے۔ نکاح کی تقریب چھوٹے پیمانے پر منعقد کر کے رخصتی بڑے پیمانے پر کرنے کا ارادہ کیا گیا تھا۔سادگی کو مد نظر رکھتے ہوئے سفید کام دار گرارہ نہال کے لیے منتخب کیا گیا تھا جس کا دوپٹہ سرخ رنگ کا تھا۔بیوٹیشن اسے تیار کر کے کمرے سے نکلی تھی اور الینا اس کے پاس بیٹھی اس کی باقی تیاری میں مدد کر رہی تھی جب نگہت کمرے میں داخل ہوئیں۔ وہ مہمانوں سے ملتی ہوئی نہال کو دیکھنے آئی تھیں۔

"ماشاءاللہ پیاری لگ رہی ہو نہال۔" نگہت نے کہا۔ وہ کامنی سی لڑکی دلہن کے روپ میں حیرت زدہ کر دیتی تھی۔ اس نے مسکرا کر سر کو جنبش دی اور پھر کٹاؤدار ہونٹ سیدھے کر دیے۔ آج اپنے والدین کی یاد شدید ستا رہی تھی۔

"الینا مجھے نہال سے کچھ دیر اکیلے میں بات کرنی ہے۔" نگہت نے الینا سے کہا جو اسے چوڑیاں پہنانے میں مدد کر رہی تھی۔

"اوکے بھئی کر یے کر یے ہم باہر چلے جاتے ہیں!" وہ ایک ادا سے کہتی ہوئی باہر چلی گئی۔

نہال نے اچھنبے سے نگہت کو دیکھا جو اس کے چہرے کے تاثرات کو جانچتی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔

اسفندیار نے اس کی اچھی خاصی ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی۔ حالانکہ گھر نوکروں سے بھرا پڑا تھا پر نوکروں کو احکام جاری وہ کر رہا تھا۔ اس نے اسفندیار کی نصیحت کو مضبوطی سے تھام لیا اور جزبات کو قابو کرنے میں کوشاں رہا۔ وہ قسمت کے لکھے کو قبول کر گیا تھا اور سب بھلانے کی کوشش میں آج کی تقریب کے حوالے سے تمام انتظامات دیکھ رہا تھا۔ آدھا گھنٹا ہونے کو آگیا تھا جب فرہاد نے نوٹس لیا کہ اب تک بھی عدنان کے گھر والے پہنچے نہیں تھے۔ کچھ مہمان اس سمیت اسفندیار سے بھی معلوم کر چکے تھے۔

"ڈیڈ آپ نے عمر انکل کو کال کی ہے؟ سب مہمان ایک ہی سوال کر رہے ہیں۔اور تو اور مولوی صاحب بھی پوچھ رہے ہیں۔" وہ اسفندیار کے پاس آکر سرگوشی میں کہنے لگا۔جو خود بھی فرہاد کی بات سن کر گھڑی پر وقت دیکھ رہے تھے۔

"مام کوئی بات ہوئی نیلوفر آنٹی یا عدنان سے؟" ان دونوں کو فکر مند دیکھتے ہوئے نگہت وہیں چلی آئیں تھیں۔

"ہاں کہا تو تھا کہ نکل گئے ہیں۔بیٹا گھر بھی تو دور ہے وقت لگ جاتا ہے!" نگہت نے تسلی بخش انداز میں کہا۔

"پھر بھی مام۔۔۔سب مہمان سوال کر رہے ہیں۔آپ لوگوں کو انہیں درست وقت بتا دینا چاہیے تھا۔یہ لاپرواہی ٹھیک نہیں!" وہ بگڑا۔

"اچھا کول ڈاؤن میں دیکھتی ہوں!" نگہت نے اس کا پارہ چڑتے دیکھا تو دلاسا دیا۔

اسفندیار نے اسے مین گیٹ پر جا کر دیکھنے کا کام سونپ دیا۔وہ چاہتا بھی یہ ہی تھا کیونکہ مہمانوں کی آپس میں چہ مگوئیاں شروع ہو گئیں تھیں۔عدنان کے گھر والوں میں سے کوئی مہمان نہیں پہنچا تھا۔فرہاد کا دماغ کھولنے لگا تھا۔اپنے رشتے داروں میں بے عزتی سی محسوس ہو رہی تھی۔پھر اگر ان لوگوں نے کوئی دھوکا دے دیا تو؟ وہ نہال کے لیے کم از کم یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔وہ مین گیٹ کے پاس ٹہل رہا تھا جب مشتعل ہوتا سیدھا گھر کے

اندر داخل ہوا اور وہیں رک گیا۔ لونگ ایریا میں جہاں دلہا دلہن کی بیٹھک سجائی گئی تھی وہاں نہال کو سفید چادر کے گھونگٹ میں لا کر بٹھا دیا گیا تھا لیکن اس کے ساتھ والی جگہ خالی تھی۔ اس نے نگہت کو مسکراتے دیکھا جواب سب مہمانوں کی سرگوشیوں کو ختم کرنا چاہتی تھیں لہاذا بیک وقت سب سے مخاطب ہوئیں۔

"آپ لوگوں کو یقیناً انتظار ہے کہ نکاح کی تقریب مکمل ہو تو کھانے کا انتظام شروع کریں۔ لیکن اس سے پہلے مزید کچھ ہو میں چند باتیں آج کلئیر کر دینا چاہتی ہوں۔ آپ لوگ یہاں نکاح کی تقریب اٹینڈ تو کرنے آئے ہیں جو کہ ہماری بھانجی نہال کی ہے۔ مگر کچھ وجوہات کے تحت عدنان اور اس کی فیملی نہیں آسکتے۔"

"واٹ؟" وہ اچانک گویا ہوا تو کئی مہمانوں کی نظریں اس پر پڑیں۔ وہ اچھنبے سے چلتا ہوا ان کے پاس آ پہنچا۔

"آپ نے انہیں فون کیا مام؟" وہ بھڑک ہی تو گیا تھا۔ آخر کیا مزاق لگا کر رکھا ہوا تھا۔

"ہاں بیٹا فون تو کیا تھا پر۔۔۔۔ دو دن پہلے۔" نگہت کے سادھے سے جواب میں وہ مزید الجھ کر رہ گیا۔ ساتھ کھڑے اسفندیار اور الینا اس کے چہرے کے بدلتے تاثرات کو دیکھ رہے تھے۔

"چونکہ انویٹیشن سب کو مل گئے تھے لہاذا ایک ایک کر کے سب کو فون کرنا اور غلطی کی ترمیم کرنا ناممکن تھا لہاذا میں نے اور اسفندیار نے سوچا کہ کیوں نا تقریب میں ہی اپنی غلطی کی اصلاح بھی کر لی جائے اور سب کو بتا بھی دیا جائے۔ الینا؟" انہوں نے الینا کو اشارہ دیا جس نے اسی وقت موبائل پر ایک بٹن دبایا اور سب مہمانوں کے موبائیل پر میسج کی بیپ بجی۔ فرہاد کا فون بھی میسج کی رنگ ٹون سے بج اٹھا۔ یہ اچانک آنے والی مختلف آوازوں نے سب لوگوں کو موبائل چیک کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"آج ہی ایک نیا انویٹیشن آپ لوگوں کو موصول ہوا ہے۔ نکاح کی تقریب آج ہی ہے۔ دلہن بھی وہ ہی ہے بس دلہا بدل گیا ہے۔ میں اور اسفندیار آپ سب کو میرے بیٹے فرہاد اور میری بھانجی نہال کے نکاح میں ویلکم کرتے ہیں۔" وہ جو شاک سا واٹس ایپ پر ملا ہوا کارڈ پڑھ رہا تھا نگہت کی آواز پر پھر چونکا۔ نگہت، اسفندیار اور الینا اسے دیکھ کر کھل کر مسکرا رہے تھے۔ مہمانوں میں پھر چہ مگوئیاں شروع ہو گئیں تھیں۔ اس اچانک ہونے والی افتاد کا کسی کو اندازہ نہیں تھا۔

"معزرت چاہتی ہوں۔ آدھا گھنٹا انتظار کروایا آپ لوگوں کو۔ الینا کا پلین تھا کہ بھائی کو زرا ستانا ہے آج ان کا اسپیشل دن جو ہے۔" ان کے کہتے ہی کتنے لوگ ہنس پڑے تھے۔

"فرہاد بیٹا ہم تمہارا نکاح نہال سے کر دینا چاہتے ہیں۔یہ میری،اسفند یار اور یہاں گھونگٹ میں بیٹھی تمہاری کزن نہال کی خواہش ہے۔تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں؟"نگہت نے نرم لہجے میں محظوظ ہو کر فرہاد سے پوچھا جسے سب کچھ ایک خواب ناک منظر لگ رہا تھا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔نہال نے اچھنبے سے نگہت کو دیکھا جو اس کے چہرے کے تاثرات کو جانچتی نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔الینا دروازہ بند کر کے چلی گئی تھی۔وہ نہال کے برابر رکھے بستر کے سرہانے آ کر بیٹھ گئیں۔

"خوش ہو؟"نگہت کے اچانک پوچھنے پر نہال کے صبیح ماتھا شکن آلود ہوا۔

"جی۔"ایک لفظ پر اکتفا کیا۔

"تم نے خود یہ بات تسلیم کی تھی کہ عدنان سے شادی پر تمہیں کوئی اعتراض نہیں۔"وہ کیا کہہ رہی تھیں۔نہال کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

"جی۔"اس نے سوال کا جواب دینے میں ہی عافیت سمجھی۔مزید سوال کرنا مناسب نہیں لگا۔

"تو تمہیں واقع کوئی اعتراض نہیں؟۔۔۔"وہ اب کی بار الجھ گئی۔جواب دینا دشوار تھا۔پر نگہت نے جب ابرو اچکا کر پوچھا تو اس نے گردن نفی میں ہلا دی۔

"ہمم۔"وہ ہنکار بھرتی ہوئی اٹھیں۔

"میں نے فرہاد کے لیے ہمیشہ بہترین سوچا تھا نہال۔ میں نے ہمیشہ اسے سب کچھ پرفیکٹ کر کے دینا چاہا ہے۔ بچپن سے لے کر جوانی تک۔ اسکول کالج پھر یونیورسٹی۔ یہ ہی نہیں اس کے پہن اوڑھ۔ رہن سہن سب کچھ شاندار کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسی طرح جب اس کی شادی کی بات آئی تو میری نظر میں میری بہن کی بیٹی اس کے لیے ہم سر لگی۔ کشمالہ ہر انداز میں فرہاد کے لیے نصف بہتر ہے۔ اور میری خواہش بھی یہ ہی تھی کہ کشمالہ اس گھر اور میرے واحد سپوت کی بیوی بنے۔" ان کا تمکنت انداز نہال پر تسلط تھا اور نہال ان کے منعطف ہوتے طمطراق انداز سے مغلوب انہیں وحشت سے دیکھ رہی تھی۔

"ت۔۔۔ تو اس سے اچھی بات اور کیا ہو سکتی ہے؟" وہ جھجک ہی تو گئی۔ نگہت نے ایک ابرو اٹھا کر اسے گھورا۔

"واقعی؟" وہ ان کے انداز سے متحیر رہ گئی۔

"پر اب ایسا نہیں ہو سکتا۔" وہ کہہ کر پل بھر کو رکیں۔ مقابل کی آنکھوں میں وحشت صاف واضح تھی۔

"فرہاد کی پسند تم ہو۔۔۔" نگہت کے الفاظ تھے یا دھماکے۔ نہال کو فرہاد پر شدید طیش آیا۔ اس نے آخر کار اس کا تماشا گھر میں بنا ہی دیا تھا۔

Clubb of Quality Content

"اور فرہاد کی بات میں نے کبھی نہیں ٹالی۔اسے جو پسند ہے وہ دیا۔اب تم بتاؤ کیا تمہیں یہ قبول ہے؟" نگہت کا متانت خیز انداز اسے سٹپٹا کر رکھ گیا۔وہ اے سی کی خنکی میں بھی عرق آلود ہو گئی۔آخر کہتی تو کیا کہتی۔مقابل کے دماغ میں کیا چل رہا ہے، اخز کرنا آسان نہیں تھا۔ نگہت نے سرد سانس کھینچی اور سر جھٹکتی ہوئی اس کے مقابل بیٹھ گئیں۔

"تم سے پوچھ رہی ہوں نہال!" زبان تالو سے جا لگی تھی۔اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ڈر سے گلٹی ابھر گئی۔اس نے کف نگلا اور بمشکل گویا ہوئی۔

"کشمالہ آپ کی پسند ہے اور فرہاد کے ساتھ موزوں بھی لہاذا وہ کریں جو آپ چاہتی ہیں۔"

"پر یہ آپشن تم میرے لیے ختم کر چکی ہو۔"

"آپشن تو اب بھی ہے۔"

"تم کیا چاہتی ہو؟"

"جو آپ چاہتی ہیں۔"

"میں فرہاد کی پسند کے آگے خاموش ہوں۔"

"میں عدنان کے ساتھ خوش ہوں۔" وہ زیر لب کہہ گئی۔

"یہ تو تم مجھے اپنی ماں سمجھ کر کہہ رہی ہو۔اب ماں سمجھ کر بھی بتا دو کہ دل میں آخر کیا ہے تمہارے؟" انکا بدلتا نرم لہجہ نہال کو ساکت کر گیا۔ان کے الفاظ کڑکتی دھوپ میں ٹھنڈی

Clubb of Quality Content

ہوا کی مانند محسوس ہوئے تھے۔ پھر ایکلخت ہی نرمی اور ملائمت اختیار کر گیا تھا۔ وہ بے یقینی سے انہیں دیکھتی رہی پھر بے اختیار رو پڑی۔

"یہ تو اللہ کا احسان تھا کہ میں نے تمہاری اور فرہاد کی گفتگو سن لی تھی۔ ورنہ نہ وہ بتاتا اور تم۔۔ تم تو چپ ہی رہتیں۔ اور مجھ سے انجانے میں غلط قدم اٹھ جاتا۔" وہ نرمی سے اس کے ہاتھ تھام کر آگے کو جھکیں۔

"مجھے تم سے کوئی مسئلہ نہیں ہے نہال۔ ہاں میں نے برسوں سے کشمالہ ہی کو فرہاد کے لیے بہو کے طور پر سوچ رکھا تھا۔ یوں سمجھ لو یہ میری دل سے خواہش تھی۔ پر اسفندیار کو روز اول سے تم فرہاد کے لیے پسند تھیں۔ لیکن میں فرہاد کے لیے خود لڑکی منتخب کرنا چاہتی تھی۔ کیا کروں اکلوتا بیٹا ہے میرا۔ ماں کی یہ خواہش تو ہوتی ہی ہے نا۔" انہوں نے رک کر اس روہانسی لڑکی کو دیکھا جو بغور ان کی بات سن رہی تھی۔

"تب ہی میں دل کو تسلی دیتی رہتی کہ کشمالہ ہی فرہاد کے لیے بہترین ثابت ہو گی جبکہ برائی تم میں بھی کوئی نہیں۔ اور ہم سر، برابر تم بھی ہو۔ لیکن میں اسفندیار سے بحث کرتی رہی کیونکہ مجھے اپنی خواہش پوری کرنی تھی پر۔۔۔ جب مجھے تم دونوں کے بارے میں معلوم ہوا۔۔۔ میرے دل سے سدہ نکلی کہ نہال سے بہتر کوئی نہیں میرے بیٹے کے لیے اور

کشمالہ کی چاہ خود بخود ختم ہو گئ۔"وہ نم آنکھوں سے نگہت کو دیکھے جا رہی تھی۔کانوں پر جیسے یقین ہی نہیں تھا۔قسمت یوں بھی پلٹ جاتی ہے اس نے تو سوچا بھی نہیں تھا۔

"میں نے فرہاد سے کوئی بات نہیں کی۔میں تم سے تمہاری رائے جاننا چاہتی ہوں اور تمہارے دل میں بیٹھا خوف ختم کر دینا چاہتی ہوں بیٹا۔مجھے تم فرہاد کے لیے بلکل قبول ہو میری جان۔"وہ فرط محبت سے اس کی ہاتھوں کی پشت کو چوم گئیں۔نہال کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

"اب بتاؤ ماں سامنے بیٹھی ہے کیا چاہتی ہو؟"پہلے ڈر سے جھجک رہی تھی اور اب اس التفات سے الفاظ حلق میں دم توڑ رہے تھے۔اس نے نگہت کو مسکراتے دیکھا تو ڈھارس محسوس ہوئی۔

"جو آپ چاہتی ہیں وہ ہی منظور ہے۔"

حال۔۔۔۔

وہ شاک سا باری باری نگہت سے اسفندیار پھر اسفندیار سے الینا کو دیکھ رہا تھا جن کے چہرے شریر سی مسکراہٹ سے سجے ہوئے تھے۔مہمانوں میں خوشی کی الگ ہی لہر دوڑ گئ تھی۔ سب میں الگ انداز میں پرجوشی نظر آ رہی تھی۔فرہاد تو بے یقینی کے عالم میں وہیں کھڑا رہ گیا

Clubb of Quality Content!

تھا۔اسفندیار اور نگہت چلتے ہوئے اس تک آئے۔الینا نے اسے چھیڑتے ہوئے کاندھے پر زوردار مکا مارا تھا۔

"بڑے چھپے رستم نکلے بھائی آپ! ہمارے پیٹ پیچھے یہ گل کھلا رہے تھے!"

"بیٹا میں نے کہا تھا نا جب تک وقت ہے کوشش کرتے رہو۔قسمت میں لکھا ہو گا تو ضرور ملے گا۔لگتا ہے اوپر والے کو بھی یہ ہی منظور تھا۔اب تمہیں تو کوئی اعتراض نہیں۔دیکھو میں نے پہلے بھی کہا تھا

نہال اس گھر کی بہو بنے یہ میری دلی تمنا ہے۔اب سب کچھ ٹھیک چل رہا ہے۔۔۔تم کوئی گڑبڑ مت کر دینا۔" وہ محظوظ ہوتے ہوئے فرہاد کو گلے لگا گئے جو متحیر سا مسکراتے ہوئے اسفندیار کو دیکھ رہا تھا۔

"فرہاد نہال سے پوچھ لیا ہے لیکن تمہاری رائے بھی جاننا ضروری ہے کہیں دو دن میں ارادہ تو نہیں بدل لیا تم نے؟" نگہت نے بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔

"اگر نہال کو قبول ہے تو پھر مجھے کیا پریشانی ہو سکتی ہے۔سو بسم اللہ۔" وہ سرشاری سے کہہ اٹھا۔گھونگٹ لیے بیٹھی نہال نے فرہاد کی آواز پر مسکرا کر آنکھیں جوں ہی بند کی تو کئی موتی اس کے ہاتھ کی پشت پر بکھر گئے۔اس نے دل سے شکر ادا کیا تھا اس رب کریم کا جس نے اس کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑا تھا۔ماں باپ کے بدلے اسے ہمیشہ اپنے سائے تلے رکھا اور اس کی

ہر آرزو کو پورا کیا۔وہ خدا کے حضور دل سے جھک گئ اور آنے والی زندگی کے لیے دعا گو ہو گئ۔

************ختم شد************

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

بہترین کوالٹی کی کتب شائع کروانے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842